

الله
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ایڈیٹر۔ عاصم سعیدی (دفاضل دیوبند)

لارامی

تکمیل

عشق

اعلام

میہمان

دندن

کرت

دیہائی معاجم

درست احتمالات نهاد که بپنهان گذشت و میگفت این روش جزوی از علم ریاضی است و میگفت
که اگر این روش بجهت اینکه در آن باید احتمالات گذشتگی را محاسبه کرد که این اتفاق نیافرید
لیکن این روش از این دلایل خارج شده بود که این احتمالات کمتر از ۰.۵ نباشند و در این
نحو این روش بجهت اینکه احتمالات کمتر از ۰.۵ نباشند ممکن است این روش را بسیار کمیاب کنی
پس از اینکه احتمالات احتمالات کمتر از ۰.۵ باشند باید این روش را بگذرانیم که این روش را میگویند
برای این تمرکز در این احتمالات باید این احتمالات را میتوانستند که این احتمالات را میتوانند پیشگویی
نمایند این احتمالات را که این احتمالات را میتوانند پیشگویی کنند نامناسب این احتمالات را میگویند
که این احتمالات را میتوانند پیشگویی کنند این احتمالات را میگویند این احتمالات را میتوانند پیشگویی
نمایند این احتمالات را میتوانند پیشگویی کنند این احتمالات را میگویند این احتمالات را میتوانند پیشگویی
نمایند این احتمالات را میتوانند پیشگویی کنند این احتمالات را میگویند این احتمالات را میتوانند پیشگویی
نمایند این احتمالات را میتوانند پیشگویی کنند این احتمالات را میگویند این احتمالات را میتوانند پیشگویی

محض۔ اگر ہر دو افراد کے بارے میں کوئی حکایت نہ تھی تو اس کا معنی ہے کہ اخلاقی
مذمت اور اسے پسند کرنے والوں کا عقاب۔ مذمتوں کا عقاب اسی طبقاً کیا جائے کہ اس کو اپنے
کلینچ پوٹ آئیں یا پس بھیجا جائے جس دلوں سے سوچنے کی کوشش کیا جائے۔



کنگر و دواخانه (تخت)
لیلی -- کانپر -- پند

شمارہ نمبر سر جلدی نہیں

ہر انگریزی ہبینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔
سالانہ قیمت چھروپے۔ فی پرچہ ۵۰ تے پیسے
غیر مالک سے سالانہ قیمت ۵ اشلنگ شکل پوستل آرڈر۔

دیوبند
ماہنامہ

فہرست مصنا میں مطابق ماہ مئی ۱۹۷۴ء

۱	آٹھائی سخن
۲	تجھی کی ڈاک
۳	مسجد میخانک
۴	کیا ہم مسلمان ہیں
۵	باب الصفت
۶	عام عثمانی
۷	بلا بن العربی
۸	شمس نور الدین عثمانی
۹	بیکم عظیم زیری

اش پڑھ رہی

اگر اس دائرے میں سرخ نشان ہے تو سمجھو لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری فتح ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں۔ اگر آئندہ خریداری چاری نرکھنی ہوتی بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ دی جیں سے بھیجا جائے گا جسے دصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا (اوی پی چھروپے باستھنے پیسے کا ہو گا)۔ منی آرڈر بھیج کر آپ وی پی خرچ سے نفع جائیں گے۔

پاکستانی حضور، ہائے پاکستانی پرچہ پرچہ بھیکری میں آرڈر اور اپنام اولکل پرہیز بھیجیں مالہ چاری ہو جائیں گا۔

ترسلیل زر اور خط و کتابت کا پتہ
پاکستان کا پتہ، مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸ مینا بازار

دفتر تحریک دیوبند۔ ضلع سہار پورہ، پیر آنہی سخن کا لوئی۔ کراچی (پاکستان)

چمن ہیں تلخ نوائی مر جی گوارا کر کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریا کی

سایہ ہاظفت میں ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت
کے لئے رنگ برنگ کی بر بادیاں اور ان ہو گردہ گئی
ہیں تو ہم رنخ کے ساتھ ہیں گئے کہ اس مراد کی تحریر کو ہم نہیں
پہنچ سکے۔ ادارہ حکومت کے صدر اعلیٰ دستور کے سب
سے بڑے محافظ اور ہندوستانی عوام کے دیش پا جاتا
راجتدرپر شاد کو توشا پیدا کا علم ہی نہیں ہو سکا
پہنچ کر ان کے علی ہمابولی میں مسلمانوں پر کیا گزدی ہے۔
اگر علم ہوتا تو انسانیت کے ناطے نہ سہی سیاست ہی ہی
ان کی شخص آنکھوں میں آنسوؤں کے چن لفڑے صدر انظر
آتے مسلمانوں کی بر بادی پر نہ سہی قاؤن کی درگت پر
ہی ہی ان کے ہونٹ محدث کے چند لفاظ یقیناً ایسے
بیٹھوں کی ساختوں کو عطا کرتے۔ تفصیل نہ سہی اجمالی ہی
قاتلوں، درندوں اور لشیروں کو لکھا رہتے لیکن ایسا
لگتا ہے شاید ان کی آزاد دنیا ہم غلاموں کی دنیا سے لئے
زیادہ فاصلہ یہ ہے کہ ابھی تک حصہ یہ دلش کا شیر
قیامت دن ہیں پہنچا ہے۔ فال بنے کہا تھا:-

منظراں بلت زی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے پرسے ہوتا کام کر مکان پنا
اس کا مطلب ہے ابھی سمجھوں نہیں آیا مگر اب
آگاہ ہے اور خوب آگاہ ہے۔ مامل کلام یہ کہ اگر صدارت
عقلی کی عرش پیا بلندی تک ابھی خبری نہیں پہنچی ہے تو
جانب صدر کے لئے رنخ دنارہت کا سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا۔
رسہ بس اطاقت اور سکے دسرے ہر سے تو اگرچہ

ذہن و سیرت کی گوناگون خوبیوں کے حائل و ذیر عظم
جانب پہنچت ہر ہونے مددی پرداش کی قیامت ہصری کے
سلسلہ میں نہایت پُر سونپیجے میں فرمایا کہ ہمارے مرشد سے
جھک گئے ہیں۔

شرم و نہادہت کے نیچے میں انھوں نے دامن دھکا
سے دا خہاتے نہادہت دھوستے کا کیا سازو سامان کیا یہ تو
خداوندان نعمت ڈاکٹر کا بخ اور ان کے ہمارا عملے کو مستعفا
پیش کرنے کا حکم دیا ہے لیکن یہ کچھ کلاہ مکار کے رہ گئے ہیں
ہو سکتا ہے انھوں نے حالات کے مشاہدے اور مظلو موں
کی خواہاری کی خاطر جلپور کی ششسان بھومی میں قدم رکھ فرمائے
کا قصد کیا ہے لیکن تا معلوم طاقتوں نے ان کے پروں میں
بڑیاں ڈال دی ہیں۔ تعجب کی کوئی بات نہیں پڑت نہ ہو
لکھتے ہی بڑے ہیں لیکن آزادی کی تائیخ شاہد ہے کہ جن
معاشرات کا تعلق مسلمانوں کے حقوق۔ دستوری حقوق سے
ہر ہوا ہوان میں کوئی نہ کوئی مخفی طاقت ان کے قوائے عمل کو
لشکم کی دڑپوں سے جکڑا رہی ہے اور وہ الاما اشارہ المدار
الفاظ کے خوشنما گھوڑوں کے سوا شاید ہی پچھ دے سکتے ہیں۔
تائیم یہ باریک معاملات ہیں۔ موٹا سا سوال یہ ہے
کہ انھوں نے "ہماں نے" کا وسیع ترصیف استعمال فرانے
کی زحمت کیوں گوارا کی۔ جہاں تک ان کی اپنی ذات کا
تعلق ہے مشکل ہیں لیکن یہ کہ ان کا سر شرم سے جھک
گیا ہو گا لیکن جمع حکم بول کر اگر انھوں نے دہ پورا
ادارہ مراد لیلے ہے جس کا نام حکومت ہے اور جس کے

اضر کا عزل یا تعطیل یا تباہ لٹھوں میں نہ آئیں طرح حکومت کی راستی کا خاص من بن سکتا ہے مگر اصل مطالبة و احتجاج کے باوجود خداوند ان غمتوں میں ہیں ہوتے بلکہ اسیں ظرفی کی تجھیں کے لئے ایک دردی پوش پولیس افسروں کا بھی بخ صاحب کے قریب موجود ہذا ضروری استراز دیا گیا ہے اور نہایت صراحت کے صارخ یہ اعلان بھی کر دیا گیا ہے کہ بخ صاحب کو مجرموں پر ہاتھ داسنے یا مظلوموں کی داد دی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اسام کے خواصی سے متاثر ہو گئے حکومت نے دو کروڑ پندرہ لاکھی رقم منظور کی۔ بہت اچھا لیا۔ بُرے دقت میں حکومت ہی جنتا کے کام نہ آئے گی تو کون آئے گا۔ فخر کی بات ہے کہ حساب کی رو سے فائدان اوس طور سائیں تین ہزار روپے حقیقی میں آئے بلکہ کیسا انصاف ہے کہ جلوپور کے سو ختم مسلمانوں کے لئے حکومت کے پاس ضبطیں لا کھن بلکہ جیسیں الگ ریاست کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے تب بھی فی خاندان ان تقریباً تین سو روپے سے زیادہ اوسط نہیں پہنچتا۔ یہ بھی شنیج ہے کہ وہیہ پردیش کے قتل و مغارت کے باب میں جن سنگھ کا کردار حکومت سے باہر کے حلقوں ہی کی نظر میں نہیں خود روز برداخلہ کے خردیک بھی سوت قابل عرض نہ ہے۔ وہ محض اندازہ و قیاس کی بینا پر نہیں بلکہ اپنے قول کے مطابق تفصیلی معلومات کی بخشی میں جن سلسلہ کو خط کار قرار دیتے ہیں، بلکن تصریحی قوانین کی شیزی کو حرکت میں لانا تو درکار ہلکی یہ مکالہ ہے کہ فران پاری کے ارباب حل و عقد نے الیکشن میں اشتراک عمل نہ کرے کے مسلمان ابھی جو فرقہ پرست پارٹیوں کے نام گتو اے ہیں ان میں جن سنگھ کا نام ہرگز نہیں ہے۔ اسے صرف رجعت پسند قرار دیا گیا ہے، صرف رجعت پسند!

ماں اس داستان سوانحی کا یہ ہے کہ اپنی ذاتی شرافت خلقی درد مندی اور نظری کثادہ قلبی کے باعث تباہ پڑت نہر کا سکھستہ۔ بُرے چک گیا ہو تو مجھک گیا ہو مرگ حاکموں کا

چاروں طرف کی مار اور حالات کے دباؤ نے ان کے خواب راحت میں تھوڑا افضل صورہ دala ہے، لیکن شرم و نہادت سے پھر تھی اخھیں کوئی واسطہ نہیں۔ وہ جمہوری انقلاب کے حق میں جتنے لاپروا جیسے بد خیر اور جس درجہ تنگ دل پہنچنے اتنے ہی آج بھی ہیں۔ عدل و دیانت کی قدر ہوں کا انھیں نہ کل پاس تھانے آج ہے۔ وہ پہنچ بھی مسلمانوں کے حق میں سوتیلی ماں سے بدتر تھے اور اج بھی سوتیلی ماں کی بے قبری سے پناہ مانگتی ہیں۔

غیر مسلم مشاہدین کی ربوروں سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں پر مظالم کا پہاڑ توڑتی ہے مہنگا خناقے تھا۔ نہیں تھے بلکہ اس نے بھی خاصی نوازشیں کی ہیں اور حکومت کا انتظامی عمل بھی جرام کی ذمہ داری سے بری نہیں۔ اگر اسام کے فساد پر سلطنت زدیپ کار پودھری پارہیزٹ میں برداشت ہے سکتے ہیں کہیں پذیرت ہے اور پہنچت پشت کو اصلی ملزم کھجتا ہوں تو ہم آئینی اور سلطنتی ہر اعتدال سے یہ کنجھے کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہمارے قاتل را اڑ کا جو ہیں۔ ان کی پولیس ہے، ان کی انتظامیہ ہے اور وہ مرکزی حکومت بھی ملزم ہے جس نے امن کی نگہداشت اور جمہوریت کی پاہیزی کا ذمہ لیا ہے۔

بلکن حاکموں کی ڈالی اعتراض قصور تو کیا کرتی نہیں۔ تو کیا ہوتی وہ تو اٹھی یہ خواہش کر دی ہے کہ پولیس کے ٹھوپوں کے ہار پڑیں۔ انتظامیہ کو حسن انتظام کے تھجھے دیتے جاتیں اور ہو سکے تو مسلمانوں بھی کو ختنہ پرداز شامت کر دیا جائے۔ شاید اسی لئے تحقیقات کے نام پر کسی نفر کی میش بھی میدان کا رزار میں آگے بڑھا دیا ہے۔ اگر مسلمانوں کی بے سبی کے ساتھ ایک بے رحمانہ مذاق نہیں ہے تو پھرے عدل و آئین کے ماہرین بتائیں کہ ایسے نازک موقع پر حصہ کا کام اسی نواحی کے ایک نجح کے سپرد کرو بینا کم منطق کی رو سے میزوں ہو سکتا ہے اور جو انتظامیہ مسلمانوں ہی کی نگاہ میں نہیں غیر مسلم مشاہدین کے نزدیک بھی قتل و غاریکی خیال ڈرائے کی ذمہ دار ہوں سے بری نہیں ہے اس کے کسی بھی

زندگی اجیرن کئے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں بہت سے ڈاکٹر طحیا کے عذر حکومت کے پاس موجود ہیں، لیکن نہیں کے تمام ہبی اجتماعی شعبوں میں مسلمانوں کے ساکھوں کو محفوظ رہے کیا وہ بھی غنڈوں کا کارنا مہر ہے؟ مازنیں دینے نہ دینے کا نظام بھی کیا حکومت سے باہر کے فرقہ رہتوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ کچھ کام عمل خیر بھی کبھی حکومت کے سوا کوئی اور کر رہا ہے۔ اسکو لوں کے نصابوں ہر جگہ تیزی فرتے کی آئندہ یا لو جی بھی کیا باہر کے کسی غرضے نے جسکے سے بھروسی ہے۔ پچھاں منصوبوں کے اربوں روپوں کی قسم کے دائروں نے مسلمانوں کو کیا حکومت کی بجائے کسی اپنے نے نکال پھینکا ہے!

حقیقت یہ ہے اس بھروسے اتنی بہلاک نہیں تھیں اسے اپنے دوسرے سماج کے اعتبار سے اتنی بہلاک نہیں تھیں اسے اپنے انسانیت کے جھپوری دستور کے ایسا یہ شو و غما پا نہیں کے اسکو لوں کی کتابوں میں ایک فرقے کو متعصب بنانے اور وہ فرقے کو مرتد کرنے کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔ پڑت جی تریع ہی سے ان گھوشنوں پر کڑی لگاہ رکھتے اور صرف زبانی محفوظ رہے کوئی عرض اپنی بھاری بھرم حقیقت کا ذرعن علر، واقع ام کے پڑتے میں ڈالتے تو بھی ان کے سر کو باہر نہ امانت سے جھکنے کی آفت پیش آتی۔ یہ آج کے ہنگامے کل کے پڑتے ہوئے بھجوں کی صلی بھاسیے۔ یہ مسلمانوں کے جان و مال کے لاگوں کو اور فرقہ پرست اچانک مال کے پریٹ سے نہیں پیدا ہو گئے ہیں بلکہ حکومت کے طرز عمل نے طور طرز نے اپنی تدریجی تعلیم دیکھ کر داری در پرست کی امنیل میں پہنچایا ہے۔ کہیں کوئی خشر برپا نہ ہوتا اگر کافی تیسی حکومت اپنے امدادی سے تاثر دینا نہ شروع کر دیتی کہ کانگریس کے تمام خوشنام اصول اور ستون کی تمام زندگی بخشن غمیں صرف اکثریت سکھڑکی لوٹھی ہیں اور مسلمانوں کی شہرگوں سے فرقہ فخر خون جوس لیا ہی رہتے ہی طبی قوم پرستی ہے۔ یہ تاثر دیا گی اور وہ کمی کی چیز دیا گی۔ پڑت نہر و نکر و نظر کا توازن قائم رکھ سکتے تو اس تاثر کی آہمیت میں زیادہ دیر ہرگز نہ لگتی۔ بھروسہ سر کر نہ امانت سے

دہ ادارہ جس کے لئے پنڈت جی جمع تکم کا صیغہ پورے کی ترکت گوارہ فراہم ہے ہیں اپنی براہی جگہ اٹھلے ہے۔ اس کی گردی نہیں جوں کی توں اکڑی ہوئی ہے۔ اسے شرم دنہ دامت جیسے اخانت سے کوئی دچھپی نہیں اور گستاخی معاف پنڈت نہر نکل نہیں بھی کوئی ایسا مریم نہیں مسلمانوں کے زخم کو چھومنڑ کا مزادے ہے جائے۔ ایک زمانہ تھا جب ان کے دہن سے نکلے بھروسی کے دلوں مسلمانوں کے خواں رسیدہ گلزار میں امید و آرزو کے غنچے کھلا دیکھتے تھے۔ وہ میٹھی بولی بولے اور مسلمانوں کا لکھج گزہ کھرا کا ہوا۔ انہوں نے عدل و جہوڑت کا نام تھہریا اور مسلمان چھومنٹے لگے۔ لیکن بھروسے خود فریبی کا نیشاں لایکیت بھی ہم سے چھین لیا ہے مظلوموں سے بھروسی جتنا نہیں ہرہہ منافق نہیں ہیں۔ جب وہ روستے ہیں تو سچے مجھ ان کا دل بھی روتا ہے۔ جس وقت وہ عدل و جہوڑت کاراگ الائپتے ہیں تو ان کی نیمت دھوکا دینے اور مسکالا کی نہیں ہوتی۔ انہیں شرافت ہے، احسان ہے، انسانی درد مندی ہے۔ لیکن یہ سب چیزیں یا میں کے لیے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں گر ان کا دشتر شور، عزم اور عمل نے ساقہ گہراز ہوا۔ ترا راج پاکر ہانڈی کی طرح اہل پیڑ نا اور بتا ہے اور کردار اور عمل کی نرمیں تھے اور آج یہیں ہر دم سنتے رہنا اور بیات۔ پنڈت جی جی توجہات میں الاؤ ایم سائل کو دیتے ہیں اور ان کی ذہانت، دلبرت جس قدر سرگرمی کا مظاہر ہے باہر کے قفسیوں میں کریں ہے اگر وہ اپنے ملک د قوم کے گوناگون مسائل اور جھوڑپیت کی نوزع نہ کل کاربیوں پر بھی ایسا ہی التفات فرماتے توجہ سرائج باہر نہ امانت سے جھکا ہے اسے بہت پہلے جھکنا چاہئے تھا۔ بلکہ جھکنا ہی نہ چاہئے تھا۔ آزادی کے بعد مسلمانوں پر سیکھ بوجھ گزہ رہی ہے وہ رہا نہیں ہے۔ دستور نے ہر ہندوستانی کو کیسان زاری تھی لیکن دستور کے مانظموں نے تمام غمیں اپنے لئے رکھ لیں اور مسلمانوں کے گھے میں ایک ایسی غلامی کا قتلادہ ڈالا جس سے وہ ذریعہ غلامی میں بھی تہرشناہ تھے۔ اُن فرازیوں کو چھوڑتے ہو جاؤ آزادی کے پہلے دن سے آج تک مسلمانوں کی

بھی شرمن خیر کے پہلو بھی ہوتے ہیں۔ عین انتہا
شیخوَنَّ وَ حُوَّنَ خَيْرٌ لِكُمْ مَرِيمٰ پریش نے کمی فائدے
ہیں دیتے ہیں۔

ایک یہ کہ جن الفا فیان مسلمانوں کے ساتھ ڈھنی کی
آڑلیکٹریم کی جاری ہیں ان کا ایک ہولناک نمونہ اب کی
مرتبہ عالم آشکارا بھی ہو گیا اور پندرت نہرو کو کہنا پڑا کہ
میں دنیا میں جہاں کہیں جاتا ہوں مجھ سے اسکے باقی
میں سوالات پوچھے جاتے ہیں اور میرے پاس سکا کوئی
جواب نہیں ہوتا۔ یہ شک ہن روستان کی برسواری
بھی ہمارا اتنا ہی ایک نقصان ہے مگر اس کے نتیجے میں
حکمران پارٹی کا داماغ پھوپھو درست ہو جائے تو یہ سودا
ہنگاہیں ہیں۔

دوسری یہ مظلومین کے لئے مالی و جانی تعاون
پیش کرنے کا جو بیکار ڈھنار قیامت مسلمانے پیش کیا
ہے وہ نہایت امید افزائے۔ اس سے اپنوں اور
برگاؤں پر ثابت ہو گیا ہے کہ کیا گماہا بھی بھی سوال کو
شک کا ضرور ہے۔ اللہ ذکر اقبال قبر کو نور سے بھروسے
شک کہے گے۔

ذر اخیم ہو تو یہ مٹی بہت نرخیز ہے ساتی
تمسرا یہ مسلمانوں کی دو طرفی جماعتیں کے اسناد
ایک دوسرا سے قریب آگئے ہیں۔ وہ دو جماعتیں
جن کے امین الکرام شیخی کے سمت زیادہ معقول اسباب
موجود نہیں تھے مگر غلط فہمیوں، بخچ فکریوں اور بعض مکروہ
حوالے اخلاقیات کی ایک جوڑی نتیجہ حاصل کر دی تھی۔
جیعت العلاماء اور جماعت اسلامی مظلوموں کی اعتماد میں مش
ید و شعائیوں کی طرح کام کریں یہ بڑا لکھ نظرارہ ہے
اٹھاد و آخرت کو نزدیک ہوئی است کے لئے یہ نظرارہ پیدا
سحو سے کم نہیں کیا یعنی ہے کہ فکری اخلاقیات کو اپنے لیے
حمل میں رکھتے ہوئے یہ دونوں دفعے جماعتیں کم سے کم
اس نکتہ پر تو تحد ہو ہی جائیں کہ دستوری حقوق کے پر اس

چکا کر سرد آپس بھروسے کے عوض گاندھی جی کی طرح عمل د
حرکت کا ثبوت دیتے تو وہ زہر طالبان اپنے تحریکوں میں ر
گیا ہوتا جس کی بیماری برادر ظلم و طفیان کی ہیئتیں اکاٹے
چلی جا رہی ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ پنڈت جی ملک کی ترقی
کے لئے ماذی دسائل پر تو پوری توجہ صرف کرتے ہے میں ایک
بن سانس لینے والے عجمیوں کا نام ملک د قوم خداوند کے
باہمی تعلقات اور ان کے ماہینے لے لاگ الفضاف کی بھی
ہوئی تھیں اور صرف خوشنما الفاظ کے پروردگاریں۔ وہ
الفاظ خون کی پشت پڑا ہی سے محروم ہوں تو رہت پڑتی
ہوئی لکھوں سے زیادہ پڑھنیں۔

یہ منہ شرکانی الگ پڑوں ہے مگر مخفی بھی ہے۔ کہنا
یہ ہے کہ مدھیہ پر دیش کے تازیہ عبرت نے مسلم جماعتوں
میں جو بیداری پیدا کی ہے وہ اگر ہنگامی نہیں ہے بلکہ اعتماد
پکھ سوچنا پکھ کر تاہے تو ہم حقائق کے معاملہ میں سراپا نظر
ہننا ہو گا۔ شہرے خالوں اور شہلی خود فرمیوں نے ہمارا خانہ
خراب کر کے رکھ دیا ہے۔ دوسروں کے آصرے جیتے اور
دوسروں کا سختگی کی عادت نے ہمیں بڑی نقصان پہنچایا ہے
احمدیتہ ابھی تک یہ نقصان اتنا نہیں ہے کہ ہم یا مسجدوں
کا شکار ہوں۔ ہم زندہ ہیں۔ زندہ رہنے کا حق رکھتے ہیں۔
اس ملک پر ہمارا حق ہے۔ ہم اس کی چار دلواہی میں علام
بن کر نہیں آزاد اور آبر و مند بن کر جتھری گے۔ جینا کیا سمجھیا ہم
تو یہ بھی ارادہ رکھتے ہیں کہ وطن عزیز کو مکراہی اور تسلیہ کے
راستوں پر لے جلنے والی ہر طاقت سے نبرد آزمائی کریں۔
دوہی اور کپڑے کے ماذی مسائل سے آگے بڑھ کر عدل و
دیانت اور انسانیت و اخلاق کی اعلیٰ اقدار کو فرغ دیں۔
اہنائے وطن کو تباہیں کہ وطن کی دقاداری اور دستور نے
اہنڑا میں ہم تم۔ یہ بڑھ کر مخلص ہیں۔ اگر اور خون کے
ہنگامے ہمیں مٹا نہیں سکتے۔ ہم سوچتے ہیں تو جمل کو تے
بے شک ہماری بوپیاں تو جسکے ہیں، میں جاں جائیں
تو پہاڑوں سے مٹکانا بھی ہجاتے لئے جو بہ نہیں ہے۔

اگر پرچے نہ لے تو اسی پہنچے میں خط لکھئے۔ بعد میں دوبارہ میخترا ضروری نہیں۔ شیخ

مسلم گئے عصر کو ملچہ یہ نہیں جاہت اک سلطان اپنی بقا کے لئے باقی
پیر حلا سینیں لیکن اب اس فیصلہ کا وقت آگیا ہے کہ امن و
تائون کے دائرے میں رہ کر کی جانے والی سرگرمیوں پر بھی
اگر سارے بھی ذہنیت کے لوگ عرض ہوتے ہیں تو ان کے اعترض
کو تھکر دیا جائے اور کسی ثابت پر اپنی جائز کوششوں سے مستبوتو
زندگی جاتے۔ اگر یہ فیصلہ قبیل ہے تب تو یہم اللہ کو کے آئے
بڑھتے صبر و صلوٰۃ آپ کے میتھا اور اللہ آپ کا دستگیر ہے۔
لیکن اگر خدا نخواست پیغام نہیں کرتے تو چھتر قرآن کی اس آیت
کو بار بار پڑھتے۔ اَنَّ اللَّهَ لَا يَعِيشُ مَا لَهُ وَمَا يُغَيِّرُهُ وَ
مَا يَأْنِسُ صُورًا هندو سارے اپنے بھروسے حکومت کا انگریز کو
دشوار کو اور سلانوں کو نکھلتے لئے پوری طرح مستعد ہے تابع
کی یقینت بھی نہیں بدلتی۔

تے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات
جو لوگ بہت زیادہ تائونیں نہیں ہائی کورٹ کے
سابق نجی اور سپریم کورٹ کے مشہور ایڈوکیٹ شیو پر شادستہ
کے یہ نقوی غورتے پڑھتے جائیں:-

”بیرے کرم دوست حافظ محمد بریشم صاحب (جو بصلہ
تعالیٰ وزیر ہیں۔ تجھی) بہت ہی نیک اور شریف آدمی
ہیں، لیکن فخر کو ہر بت جوتی ہے جب وہ سلماں کو ملک
دیتے ہیں کہ وہ اپنی ہلکیہ جماعت قائم نہ کریں وہ اپنے
حقوق نہ مانگیں۔ کبھی حافظ صاحب نے بھی غوریا کہ
ان کے اہل نہ بہب کی حالت انہیوں وہ برس میں کہ
سے کیا ہو گئی۔ وہ تو حافظ صاحب، آن لڑاکہ گلزار
کیشی کے مجرم بھی ہیں۔ خوبی سے کیا کیا 9 وہاں کیس
فرانص انجام دیئے حافظ صاحب شاید یہ فراہیں کے کر
ان کا ضرب العین ملک ہے داکوی خاص فرق۔ ملک کے
معنی بیٹ اور تھکرے نہیں ہیں ملک کے معنی اس کے
انسان ہیں۔ کیا اتفاقیں ملک کی جری نہیں۔ جلد کے
صیبے میں اور دے کے دج دے انکا خاچبڑا روشن
حرب غلط کے مٹانی حاری تھی جب کتابیں بیٹھیں یہ روز
کاریجیں بھی جس راتھا اور جب ٹرکٹر سے رانہ دے

مطلب ہے میں ہمارا ملک مل کر کام کرنا اور احمدزادہ نجات ہے۔
اور ہم ملک کی تمام انصاف پیش کرو توں کو ایسے مرکز پر جمع
کرنا ہے جہاں سے مشرپ نہدوں کی کڑی سگرائی کی جا سکے
جو ٹھاہی کہ تحفظ اور عزت کی زندگی کا جواہر مانچ ایسا
اوپر تسلیوں کے نظر فریب گھر میں ملفوٹ پڑا ہے وہ
امانک ترپ اٹھا ہے۔ احتیت مسلم اپنے رہنماؤں سے
سلطاب کر رہی ہے کہ ہذا کے لئے سر جوڑو، غور و فکر کرو
راستہ نکالو اور رہنماؤں کو سوچنا پڑا ہے کہ زندہ رہنے
کے لئے اب پچھ کرنا ہو گا۔ جن پیوں پر تکریب تھا انھوں نے
اس زور سے ہوادی ہے کہ ادھر سے ادھر تک آندھی
سکی چل بکلی ہے۔

جمعیت علماء ہند کی مجلس عالمی کا جواہر احлас ہتاہ
ایریل دہلی میں ہوا اس میں ضروری تاریخی اگیا ہے کہ
”مسلمانوں کے اصحاب الراسے سخیدہ دا اثر حضرات نبی
پر نظر ہائے نظر اور جماعتی حیثت سے بالآخر پھر کوئی تسلی
قریب میں کسی ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ایسی صورت میں طے
کریں جو سبق میں ملاؤں کے امن و مکون اور دستوری ہند
کی روشنی میں ان کے باعزرت تحفظ اور بقاکی خدا من ہو۔“
یہ گویا ایک آل انڈا مسلم کنویش کی ضرورت کا
احساس ہے۔ ایسا احساس پہلے بھی سامنے آئتا ہے
مگر وہ بھروسے بھلے بغیر مرگی۔ دنیا زید پر قائم ہے ضروری
ہیں کہ اب کی بھی یہ راگا ہی جائے۔ جماعت اسلامی
خود اتحاد و تعاون کی مخفی ہے لگر خاطر کی تجویز یا اس
کرنے میں پہل جمیع اعلیاء نے کی ہے اس لئے بڑی
ذمہ داری اسی کی ہے کہ کنویش کے لئے جلد از جملہ
نہیں ہو اور کہے۔ ذوقِ غم کا جو شعلہ اس وقت روشن
ہو رہا ہے وہ بھتھا چلا جائے جلکا اگر تاگ دو دیس سکی کی بھی
یا بالکل طے شدہ ہے کہ اس نگاہ و دو اور فرقہ پرست عنہ
فرقہ پرستی کا ناگاہ ہے کر خوب خوب اچھا ہیں گے۔ اس سے
مرعوب نہ ہو کر اگر آپ نے کام جاری ہی رکھا تو یہ لئے
ترقی کر کے جلپیوری اداوں میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔

طرف پڑھ کر کے ستر ہیش پر نہیں لی رہتے گے۔ وہ ظلم کو ظلم
اور ظالم کو ظالم بھئیں میں لا شوں کی طرح دم بخود نہیں ہیں۔
بس وہی ہیں جن سے ہمیں دھپی ہے ورنہ مسلمانوں
کی خاندگی کے نام پر حکمرانوں کی ٹولی میں شامل ہونے والے
اکثر مسلمانوں کی تو دنیا ہی فرازی ہے۔ ان کا شکوہ کرنا
گوشت کے اُن لوھھروں کا شکوہ کر نہیں جو نک کی کافی
میں جا کر نک بیچکہ ہیں۔ ان سے ملت مسلم کو نقصان تو
بچنے سکتا ہے مگر فائدہ پہنچانا بہت مشکل ہے۔ انھیں علوم ہوچکا
ہے کہ حقیقی سرورِ ہجری ہم امیت مسلم کے ساتھ ہر تین گے استے ہی
قوم پرست بھجھے جائیں گے۔ ان کا کام مسلمانوں کی خاندگی
نہیں، بلکہ اپنے جاہ و حشم اور مال و منال کی خیر منانے ہے۔
انھوں نے ملی احاسات کی پوچھی دیکھیں دنیا کا سودا کیا
ہے۔ ان کی بلاست ایک نیا جلپور روزانہ جنم لئتا رہے۔
ان کے رنگ محلوں پر جب تک شعلے نہیں پہنچنے والے کو روٹ
نہیں لیں گے۔ الگ ریہ فلسطین پر تھریتاڈ کون ان کے سروپر
تلواں پر کھڑا ہو گیا تھا کہ اگر ایک لفظ بھی تمہنے مدھیہ
پر رلش کے مظلوموں کی حمایت اور ظالموں کی نہادت میں
کہا تو گردن اڑادیں گے۔ جس نے ان کی وہ انسانی رگہ
حیثیت کا رنگ کے چینکدی تھی جس سے شاید جنگل کے جانور
بھی خود نہیں ہیں۔ پھر یا کستان میں جو جبل پورے متعلق
اجتاج ہو تو اچانک دیختے میں آیا کہی لائے کھنچا پر کو
بڑی اوچی آوازیں بوئے ہیں۔ پیہاں تم سہا رہا۔
خوشامدشی یہ سچی متارع دنیا کی یہ ہوں، خود سفرِ خی
کی پہ آتھا۔ کوئی تعجب نہیں کیں کل کوئی ہمارا ہی خاندگی
جو ش فناداری میں پر بھی کہہ اُنھے کہ جلپور کا فساد
مدھیہ پر دلیش کا دا خلی معاملہ تھا۔ وہ سرے صوبوں
کے مسلمانوں نے جو اس پر مردنا چایا اور فساد زدہ قلنی
میں مالی ارادت بھی نہ غداری ہے جو اس پر فرقہ پرستی
ہے۔ شاید ہمارے سرکاری مسلمان یہ بالکل ہی بخوبی
چلے ہیں کہ مسلمان کسی خاص ملک کے باشندوں کا نام نہیں
وہ ایک نظر یا نگر وہ کام ہے اور اس گر وہ کی

اس کتاب کو پڑا مکار اپ کے نے سے انکار کر دیا تھا
گوہار اور بگال وغیرہ میں وہ پردہ اسکرائپ ہو گئی
تھی۔ یہی نہیں جب اس کے سلسلہ میں جو ایجاد تھا
ہوا تھا اس کو انھوں نے دیکھ رہا تھا۔ (تجسسی)
زندگانی اور امریگ دیکھا پری پوری طاقت سے کمال
شروع گیا تھا اس وقت مانظاہرا ہم یا سید علی پیر حنفی
یا گفتہ تھے (پیشی کرتے تھے اور کیا کرتے تھے تھی)
انھوں نے استغفار کیوں نہیں دیا اس لئے نہیں ہاک
ان کی بیگانہ میں استغفار کا حق و قدر مردہ کے بعد ہے
نہ کر سکتے ہی۔ (تجسسی) یہ عجیب طبع کی لینڈری تھی اور یہ
اس وقت ان دونوں صاحبوں نے کوئی صداقت
احتجاج باندکی ہے یا صرف چند شاعروں کی صداقت
سے اُرد کی خدمت ادا پوری گئی یا انہوں نے سے زیادہ تھی
اوہ شیعہ وقت پورڈ کی خدمت کو کافی بجا ہا۔

یہ بچھے چن سطریں سنبھا صاحب کے بیش بہا صہون سے
ہم نے صرف ان بزرگوں کے لئے نقل کردی ہیں جو حقیقی
طلبی کے لئے مسلمانوں کی الگ جماعت پٹانا ہی جرم
کھلتے ہیں۔ ورنہ حافظا ابرازیم یا علی پیر صاحبان سے ہمیں
نہ کہا ہے نہ شکایت۔

جب توقع ہی اٹھائی فائب یا کسی کا لگا کرے کوئی
لے لے کے ایک ہوا نا حفظ الرحمن رہ گئے ہیں جن سے
شکوہ، خند، ناز اور غصہ کا ہم خود کو بلکہ سب مسلمانوں کو
حد فرار کھلتے ہیں۔ سرکاری سطح پر مسلمانوں کی خاندگی کرنے
والوں میں وہی ہیں جن کے سینے میں ذل ابھی زندہ ہے، ضمیر
ابھی جاں رہا ہے، جرأت ابھی مری نہیں ہے، حساب
آخرت کا تصور ابھی کلیتہ فراموش نہیں ہوا ہے۔ دنیا کے
سن ابھی انھوں نے پار لیڈنٹ میں کسی داشتگات تقریر کی ہے
اور ہر آنکھ دلکھ رہی ہے کہ اپنی صواب پرید کے مطابق وہ امت
مسلم کی تکمیل اشت کے لئے اس طرح لائے مالیے پھرتے ہیں۔
ان کے اتفاقاً سے کسی کو ہزار اختلاف ہو میکن یہ حقیقت شبہ
بے بالاتر ہے کہ وہ اور وہ کی طرح پکے نہیں۔ وہ مسلمانوں کی

نغمہ درد کی سلے بڑھ گئی۔ لیں ایک بات اکابرین جمعت کی خدمت میں ہم اور ہمیں گے۔ مجلس عاملہ کی پاس کی ہوئی تجویز کے ضمن میں ایک فقرہ یہ بھی ملتا ہے:- "اور یہ بھی حقیقت ہے کہ الکریت اور انقلیتوں کے درمیان میں ملک کے رحمات ترقی پذیر ہے"۔

کچھ بھی میں نہیں آیا کہ اس خوشگانی کے انہار کا پیکا موقع تھا اور واقعات کے فرم میں یہ کس جگہ قطع ہوتی ہے۔ رونادھونا سب اسی بات پر ہورتا ہے کہ مسلمان میں جائے ہے۔ حالات صحیح تر کہہ جائے ہے میں کہ الکریت کی سامراجی ذہنیت نے میں جوں کے ان تمام رحمات کا مکلا گھوٹ کر رکھ دیا ہے جو کسی نہ کسی زر جھیں اس ملک میں ہمیشہ یافتہ رہے ہیں۔ مہندی صعنی بھائی کاغذہ کا لغہ تو چینی جا رہیت نے روز مدد الا، میکر مند مسلم بھائی کاغذے کو خود مہندی مر گھٹ کی طرف ٹھیک نہیں جا رہے ہیں۔ یہ لرزہ خیز داقعات کے تمام ذفتر جھوٹوں نے مسلمانوں کو سراپا فراہ بنا چھوڑا ہے کیا میں ملک پر میں ترقی کی دلیل ہیں، یا ایسوں کشیدگی کا نظر ہیں جس کا مشاہدہ شاید باضی میں بھی بھی نہیں ہوا۔ ہو سکتا ہے کسی مخصوص و محدود حلقوں کے لفظ سے اس خوشگانی کا کوئی مفہوم ہو۔ تاہم عام نقطہ نظر سے یہ قابل فہم ہے۔ ہمارا حصہ دعا احتراض نہیں بلکہ یہ اندیشہ ظاہر کرنا ہے کہ کہیں اس نازک موقع پر بھی ہم خوش ہیوں کا سہارا دیلنے کی غلطی میں بنتا ہے ہو جائیں۔ واقعات نے بھی کہوں ذہران کے جاتے ہیں لاگ لپیٹ کو بالائے طاق رکھ دینا ہیستقبل کے لئے افادیت کا حصہ من ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے بیڑے کو پار لگائے اور وہ صیر پریش کاتازیا نہ چاہے حق میں تازیا نہ عجزت ثابت ہو۔ دمۃ ذات علی اللہ بتعزیز۔ عامر عثمانی۔ ۵۳۰ پریش

منہاج العابدین (زادہ) امام غزالیؒ کی سب سے آخری تصنیف کا خلاصہ اور فن تصوف کا پخوار ہے۔ قیمت مجلد جو پڑے۔

خصوصیت اس کے داعی نے یہ بتائی ہے کہ الکریت میں مسلمان کے کاظماً پچھے گاؤں مغرب کے ہر مسلمان کو اسکی کتاب اپنے سیستے میں غصوں ہو گی۔ ہمارے ایمان دا اسلام الکریت اس حد تک سہ رہہ ہو چکے ہیں کہ اس کی خصوصیات نہیں ایں نہیں ہو سکتیں مگر پھر بھی کفر تو قبول نہیں کیا ہے کہ ایک ملک مسلمان کو دوسرے ملک کے مسلمان سے کوئی تسلیم را بطور ہی نہ رہے۔ ہندوپاک کے معاہدہ میں تو محلی بات ہے کہ بے شمار خاندان دنوں میں قسم ہیں۔ باپ بہان تو بیٹھی دہائی۔ ماں بہان تو بیٹا دہائی۔ کیا مدد حیم پر دیش ہی میں بے شمار مسلمان ایسے نہ ہوں گے جن کے بغیر اعز اپا کستان میں ہوں۔ ان حالات میں تو اور بھی زیادہ تدریجی ہو جاتا ہے کہ بہان کا شہر آشوب دہائی داٹوں کیلئے تشویش اس جاتے۔ لیکن یہ سب کچھ نہ ہو چکے بھی کیا قابل وقارت کے ہرگز کامی معاہدات "کہلاتے ہیں جن کے داخلي خارجي ہوئے کي منطق بھاری جاتے اور کیا صرف اطمینان تشویش کرنے دخل دینے کے ہم معنی ہے۔ بے شک امن و قانون کی حدیں پھل ناگ کرا حتیجا کرنا قابل اعتماد ہو سکتا ہے یا کیاں اول تو مسلمانوں کا نہ ہے بی سکھاتا ہی بھی کس قاتل رام سنگھ پریس نہیں چلے تو یہ تصویر بدھی پر شاد کو درکار کرو۔ مہندستان میں ہر اسلام بھی قتل کر دینے جائیں تو اسلام جائز نہیں رکھتا کہ بہان یا کسی اور ملک میں ایک بھی فی الفور من دکے امکنی چھوٹی جائے۔ پھر یا کستانی حکومت نے تو قانون سے متجاوز ہو کر احتجاج کرنے والوں کو رگیداں لکھی ہے۔ مزاکیں بھی دیتی ہیں۔ یہ بہت اچھا ہے، لیکن اگر وہ ذکر تی تہ بھی ہم اتنے بزرگی کیوں ہیں کہ ولی الہ کی سب راہ روی کو واپسی سرا اور ہر کمزور تین اور وہ اولیا کرنے لگیں۔ یہی بزرگی ہے جس نے فرقہ پرستوں کی ہمیں بڑھائی ہیں اور مہندستان اسلامی کا نکس دستور اور افیلتوں کی ہڈیاں پور کرتا ہوا اسے بھی ہی آگے بڑھ رہا ہے۔

ابھی کتابیں

صحابت ان برگزیدہ خواتین کے حالات جنہوں نے اللہ کے آخری رسول کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

قیمت چاروں بے

سفیہ الاولیاء ادا شکوہ کی تایفہ جس میں رسول اللہ صاحب پیر، امیر اولیاء، ازویج البیت اور اسلام کی مشہور زنیک خواتین کے علاقوں۔ یونس ستاروں مسلمان عورت اصنیعات المروءۃ المسالمۃ کا اردو ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے۔ مقدمہ بھی مولانا آزاد ہی کا ہے۔ قیمت مجلد چاروں بے۔

ذکرۃ الرشید اخیرت مولانا رشید احمد گلگوہی کا مشہور نہیں بلکہ ملکی و فقیہ مطالیب سترست خوط بھی ہر خوط کی ہیں علم و تفقید کے موتیوں کا تجھیہ ہیں۔ ہر دو حصہ مکمل مجلد۔ قیمت ساٹھ آٹھ روپے (مجلد دشیں روپے)۔

نقشہت مولانا سید حسن احمد نیوگی کی خود نوشت سوانح حیات مکمل درود جلد۔ سائنس افسوس پر (مجلد اعلیٰ ساٹھے بارہ روپے)۔

مکوبات شیخ الاسلام مولانا حسین احمدی کے مکوبات جو علم و معارف کے اینیں ہیں۔ یمنی درود سے جلد غیر مجلد ساٹھے سول روپے۔ مجلد اعلیٰ ساٹھے بائیس روپے۔

ہندی سکھنے کیلئے تین کامیاب کتابیں ہندی ماستر قیمت صرف چار آنے اُردو ہندی لغت قیمت جلد ساٹھے تین روپے ہندی اردو لغت قیمت رہ ساٹھے تین روپے۔

بخاری شریف ترجیح من فرقہ مسیح مانی جانے والی

کتاب "بخاری" کا سلسلہ اور تحریر اور بال مقابل عربی عبارت ساختہ ساختہ۔ تین حجم مجلد و نین تکمیل۔ پڑی پیٹاں پیٹ پیٹے۔ **تخاری زندگی** امام بخاری کی الادب المضر دکا اور تحریر تکمیل۔ بہترین اطلائی تعلیمات پر مشتمل احادیث کا مفید ترین مجموعہ۔ جس کے جامع امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں قیمت مجلد آٹھ روپے۔

امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی امام ابی احمد رہبائیہ کی کتاب لائن مطالعہ ہے۔ ذہن و ذکاوت کے بحسب حضرت امام اعظمؑ کی سیاسی زندگی کے حالات مولانا مناظر احسن گیلانی کے گورنریز قلم سے۔ پانچ سو سے زائد صفات۔ قیمت جلد بارہ روپے۔

امام ابن تیمیہ الفضل اصلام مولانا محمد یوسف کوکن عربی کی امام ابن تیمیہ کے علم و فضل، عوریت و حیثیت اور مجدر انشا کارنا نامہ کا سیر جمال تذکرہ۔ جس پر سچی مدد و کمال بھروسہ ہو رہا ہے۔ قیمت بلند دش روپے (مجلد اعلیٰ ہیجا رہ روپے)۔

عظم تاریخ اسلام از امیر شاہ بنیہ بادی۔ تین حجم جلدیں ہیں کل مشہور نہ تاریخ تعارف کی تحقیق ہیں۔ پاکستان اس عہدہ کا غدار و شنطہ اور د کتابت ساختہ بھی ہے۔ قیمت سیٹ مکمل و بلند پیٹیں ہیں۔ **تذکرہ حجد الف ثانی** امام رایانی حضرت مجده الف ثانی پر تعلق بہترین تاریخ کے ایک اہم باب کے تراویح رہنا ہے جو بہت بڑی فروضی ہے۔ قیمت مجلد چار روپے۔

الشامل اللہ مفید شاہ است ہو گی۔ قیمت بارہ آنے۔

خاصان خدا کا خوف آخرت

خدا اور آخرت ہی کے خوف پر ایمان کا مدار ہے۔ یہ کتاب آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے بعض ایسے اثر انگیز اور یا ان افسوسی حالات سے بچنا شکر ائمہ میں جو خوف آخرت پر مبنی ہیں۔

قیمت ایک روپیہ

حضرت خدیجہ الکبریٰ

کی والدہ مونین کی ماں۔ رسول اللہ کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیاں افراد حالات جو بہت عام نہم اور اسان زبان میں کئے گئے ہیں۔ بچے اور جو تین بھی مت نہ دھا اسکتی ہیں۔

قیمت ایک روپیہ

سیدہ فاطمہ زہرا

رسول اللہ کی پیاری بیٹی، حضرت فاطمہ زہرا کے حالات زندگی، سادہ

سلیمان اور عالم فہم زبان میں۔ قیمت ۱۲ روپیہ

مسلمان شوہر بیوی

زدن و شوہر کے ہائی حقوق و فرائض اور تعلقات کی نوعیت اور عمدہ زندگی گذارتے کے طور طریق کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ روپیہ

فتیث الکاری حدیث ہنفی مختصر

اہل فتنہ آن کی ترویید اور حدیث کی تائید میں بے نظیر کتاب مکمل تین جلد ساز سے تیرہ روپیہ۔

(تیسرا کو جھوڑ کر صرف جلد اول دووم جی طلب فرا رسکتے ہیں۔ جن کی قیمت سال سے جھوڑ دے) تھا جلد اول نہیں تھی جو جائیگی

مکاتیب زندگی

استاد ابوالاصل مودودی امین جن میاں مطہل احمد جیل سو

کھجھے انہیں حضرت کے سبق آموز خطوط۔ قیمت دو روپیہ

تمہیر قرآن

مولانا امین احسن اصلاحی کی مشہور و معروف کتاب۔ فہرست آن کی راہ دکھانے والی

قیمت مجلد سو اسین روپیہ

مولانا صدر الدین اصلاحی کی

مشہور کتاب جو دین کے بنیادی

امور پر یا ان افسوسیات میں رہنے والی

قیمت مجلد سالہ تین روپیہ

حضرت ابویکر صدیقؑ کے سرکاری خطوط

غاییہ ادل کے سرکاری خطوط کا ترجم جو جمیلی پارزیوں طبیعت سے آزاد ہوا ہے۔ بیرونی تریزی اور تلاش و تحقیق کے بعد جمع کیا ہوا۔ قیمت مجلد پانچ روپیہ۔

حضرت فاروق اعظمؑ کے سرکاری خطوط

اسلام ہی کے نہیں نام دنیا کے بہترین پہ سالار اور بنظیر حکیم عمر فاروقؓ کے ۳۶۵ خطوط کا ارادہ فرزیہ۔

قیمت مجلد بارہ روپیہ

اسلام کا نظامِ عدل

دینیائے اسلام کے مشہور منف استاذ سید قطب کی یہ اعلیٰ تصنیف اسلام کے نظامِ عدل کو نہایت دقیق، مریبو اور ملتح شکل میں پیش کرتی ہے۔ ترجیح سلسہ و شفاقت۔

قیمت مجلد چھ روپیہ

النبی والخاتمؐ

سیرت رسول پر مولانا نظام حسن جلالی کی وہ مشہور کتاب جس کے باعثے میں اہل فطرہ کا فیصلہ ہے کہ سیرت کی لا تحریری میں اس ستم کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ مجلد سو اسین روپیہ۔

حقیقت عجود بیت

عیادت کے کہتے ہیں۔ عبودیت کیا ہے، اس کا سیر جاصل اور ایمان اور زحاب دینیائے اسلام کے شہر اور آفاق امام و مجتبہ علام ابن تیمیہ کی زبان سے سنئے۔ ترجیح فام فہم۔

قیمت ایک روپیہ ۳۵ نئے پیسے

خاصان خدا کی نماز

اللہ کے آخری پیغمبر اور ان کے صاحب اور میرزاں دین کی سطح نمازوں کو کامل بنانے میں

بچی کی طاہر

لایعرفت فی الشرع شریعت میں کسی بھی زبان
غیر یہ علم اللغو کے سکھنے کی حرمت نہیں
من الملغات سویانیہ جان گئی چاہے وہ سریانی ہو
کانت او عربیہ یا عبرانیہ مہندی ہو یا ترکی
ہندویہ حالت فارسی ہو یا اور کوئی زبان
او ترکیہ فارسیہ + + + +
کانت او غیرہا - + + + +
رماد حدیث تشیہ کا معاملہ تو اس کا زبان سکھنے
سے کوئی لعلت نہیں۔

تشتری بالکفار تو یہ ہے کہ ہم کافروں جیسا رہن
سہن اختیار کرس اور اس طور طریق یا وضع یا شغل و
عمل کو پس کرس جو کفار و مشرکوں ہی کے ساتھ خاص ہے
مثلًا قشیر لکھنا۔ زنار پہنانا وغیرہ۔

اختیاط النظر

سوال ۷— از مولوی سیف الدین۔ صلح ہلم بجزی پاکتا
آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان وہندہستان میں حضرت
احات اپنے فقاہ کے مسلمان کے مطابق شہروں اور جھوٹے
بڑے تسبیحات میں نماز جمعہ کی رسم تو ادا کرنے میں آئے
ہیں اور ساتھ ہی نماز کے بعد اختیاط النظر بھی ادا کرنی
 ضروری بھتے ہیں۔ اس خیال پر کدام کی عدم موجودگی
 جو کسی ضروری شرط مسلمان ایک کا ہونا "ضروری ہے"
 جو نکل مفقوہ ہے اس لئے احتیاط النظر ادا کرنی چاہئے
 کیا پاکستان میں حکومت مسلمانوں نے قائم کی ہے اس
 میں بھی احتیاط النظر کی ادائیگی ضروری ہے؟ جبکہ مسلمانوں

ہندی زبان کا سطلہ

سوال ۸— از۔ محمد احمد نادر تھا رکاٹ۔

ہندی ظاہر ہے ایں کفر و مشرک کی زبان ہے۔
لیکن اب سرکاری زبان ہے۔ کیا اس کو سکھنا اور استعمال
کرنے میں کوئی شرعی قباحت ہے؟ یا اسے جائز سمجھنا
چاہئے؟ سوال اس لئے پیدا ہوا کحدیث شبہ کا اطلاق
کو غیر مسلمین کی زبان سکھنے پر نہیں ہوتا؟

اجواب ۸:-

زبان کوئی بھی ہو، محمد اس کا سکھنا اور حاصل
ضرورتوں میں استعمال کرنا زلفلا کوئی قباحت رکھتا ہے
نہ از روئے دین و مشریعت اس میں کوئی حرج ہے عقلی
تو ہوں کہ زبان سمجھنے خود مقصود نہیں، بلکہ مقصود خیال
کی تحریکی ہے۔ انسانوں کا ایک دوسرا سے تاریخ
خیال نہیں نہیں، اگر لفظ و صوت کا استعمال نہ کیا جائے
ہذا اصل اہمیت خیالات و افکار کو ہے نہ کہ زبان و لغت
کو۔ افضلیت ہر آئینہ زبان عربی ہی کو حاصل ہے کیونکہ
اسی میں قرآن تازل ہو اور اسی میں افضل البشر تسلیم
الابر ایمانی التد علیہ وسلم کے ارشادات کا ذخیرہ ہے باقی
تاریخ زبانی مفہموں میں۔ مگر باحثت میں بر ایرانی۔ جیسے
اُردود یا ہندی اور انگریزی اور فرانسیسی وغیرہ۔

اور نقلائیوں کے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
زید بن ثابت کو یہودی کی زبان سکھنے کا امر فرمایا۔
مشہور حنفی عالم ملا علی خارجی مرتقات شرح مشکوہ میں
وضاحت فرمائے ہیں:-

مجھے اپنے سے اختلاف رکھتے والوں کو "وہابی" کہ جان بجا جھاتا ہے اس کے دل و مذاع کو تصوری شریعت کا مالی خولیا ہو جکائے اور علمی ممتازت کی اس سے کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔

آپ پاکستان کی بات کرتے ہیں جہاں بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں کی حکومت ہے۔ ہم تو ہندوستان کے بارے میں کہتے ہیں کہ آج بھی جب کہ یہاں ہندو اکثریت مقتدر ہے اور کہ قشیر کا راج تھا احتیاط الظہر کی کوئی حقیقت نہیں تھی اور وہ آج ہے۔

جن حقیقی طارہ نے اولاد اسے ایجاد کیا ان کی نیت پر ہمیں کوئی شب نہیں، لیکن یہ بلا خوب تردید کہا جا سکتا ہے کہ ان کی یہ ایجاد غیر ضروری تھی پرمی خی او جنفی خواہ طارہ جس شے کا نام ہے اس کے دائیں میں اس کیلئے کوئی تکمیل نہیں پائی جاتی۔

آخر یہ وہ بیت کی زڑ لگانے والے ہمیں علمی سطح پر سمجھائیں تو کہ احتیاط الظہر کیا چیز ہے۔ کیوں ایک ایسی نماز ایجاد کی گئی ہے جس کے لئے حدیث، آثار صحابہ، اقوال ائمہ اور فرمودات مجتہدین میں کوئی حکم، کوئی ترغیب کوئی تفصیر نہیں ہوتی۔

اگر یہ کہتے ہیں کہ نہیں کہتے ہیں کہ اور یہ حقیقتیں امام یا اس کا نائب شریوطِ حجہ میں ملتے ہے اور ایسا نائب ان کے نزدیک مسلمان ہونا بھی ضروری ہے تو پھر کس نئے یہ ہندوستان میں نمازِ حجہ ادا کر سکتے رہے ہیں۔ دیانت کی بات خوبی تھی کہ جو کہ قصیری عتیم کرتے اور تھیہ چہڑوں کی طرح حجہ کے در بھی ہمہ ہی کی جا عتیم ہو اکریں۔ یہ کیا مات ہوئی کہ حقیقی ہونے کے باوجود وہ جمع بھی قائم کرتے رہے اور عادات سے بُر جمعیں نکالنے کے لئے احتیاط الظہر کا بھی قفسی کھڑا کیا۔

کھلی بات یہ کہ انہوں نے قیامِ جمع میں حقیقی مسلک کو چھوڑا اور ان ائمہ کا مسلک احتیاط کیا جو امام کو شریوطِ جمع میں داخل نہیں گرتے۔ اگر یہ وظیفہ ان کے نزدیک ممتاز تھا تو پھر تکمیل میں نہیں پڑنا چاہئے تھا کہ جمع ہوایا ہیں فالبا

حکومت میں اسلامی قوانین کا اجر انہیں۔ نیز بھی واضح فرمائیں کہ وجود امام کی شریوط کا قول حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یا بعد کے فقہاء کا اضافہ ہے۔ اس مسئلہ پر جو بھی قہی اور تاریخی مواد آپ کے مطالعہ میں آئے متعلق تحریر فرمائیں۔ بعض جلد پوشاک جمعہ کے بعد احتیاط الظہر باقاعدہ اقامت کے بعد باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ ہر جگہ احتیاط الظہر کے تارک کو وہابی کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ کیا فی الحقيقة یہ ایسا ہی مسئلہ ہے جو کہ سنتی اور وہابی کی علامت ہے؟

احوالات:-

یہ فہمنا قطعاً خلاف واقعہ ہے کہ حضرات احباب ادا ایسی جمع کے بعد احتیاط الظہر بھی ادا کرنی ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ کو فقط بھی شاید اس نئے مذہب کی جن لوگوں کو آپنے احتیاط الظہر کا پاس روکھا وہ خود کو حقیقی کہتے ہیں اس نئے آپنے قیاس کیا کہ داعی تمام احباب کے تردید کے احتیاط الظہر ضروری ہے، لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ احتیاط الظہر نے فقدِ حقیقی میں کوئی حقیقت رکھتی ہے نہ فرقہ شافعی میں۔ بلکہ یہ ایک بدعت ہے جسے لوگوں نے خواہ مخواہ گھڑ لیا ہے اور حقیقت کے مقابلہ اس کا جو ٹرلٹا کر امام عظیم کی فقرہ کو بنانم کرتے ہیں۔ آپنے جو بتایا کہ احتیاط الظہر کے تارک کو وہابی کا لقب دیا ہاتا ہے تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ ایک اٹھنی کا لگن کی حرکت ہے جو قبوری مزارات کی تمام بدعوی میں شامل گئے اور نہیں ہوئے ہیں بلکہ خود کو اہل منست اور حنفی کہتے ہیں اس کے متنہ خشک ہوئے جاتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ اصحاب علم و حقل کی گرفت سے بعینے کے لئے انہوں نے "وہابی" کی بھی گھڑی ہے۔ ان کی مثال اس عاملہ میں دو سیوں صیبی ہے کہ جہاں وہ کسی کے خلاف ہوئے اسے رجعت پیدا کروانے والا در سامراج کا ایجنسٹ تاریخی۔ خوب سمجھ لیجئے جو شخص مسائل پر سخیہ علمی و عقلي لفظتو کو شکی

شرط حجع قرار دیا جاتا ہے اس کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔ مسلمان حجع کی ترجیحی کرنے والی جامع الرموز میں ہے:-

”ل فقط خلیفہ و امام کے اطلاع سے معلوم بھتائی ہے کہ اسلام مشرط نہیں ہے۔“

حاکمیت خلیفہ و امام کی شرط اس صورت میں ہے جبکہ اس سے اعتماد لئنا ممکن ہو ورنہ سلطان مشرط نہیں ہے حتیٰ اگر سب کی شخص کے پاسے میں تلقن ہو جائیں اور اس کے پچھے نماز پڑھ لیں تو نماز ہو جائیں جیسا کہ جلالی میں ہے“

سرد امتحات میں مبسوط ہے نقل کیا گیا ہے:-
”اگر والی کافر میں تو بھی مسلمانوں کو نمازِ جمعہ جائز ہے۔“

الر مسلمان خلیفہ و امام ہی جوازِ جمعہ کی شرط ہو تو اس کا مطلب اس کے سوا ایک ہو گا کہ رخصیت جو خزانی اقباب سے انتہائی محدود ہو جائے حالانکہ جمعہ کی رخصیت دوسرا ہی رخص نمازوں کی طرح لصوص صریح سے ثابت ہے اور کسی آیت یا حدیث سے واضح نہیں ہوتا اس کا انعقاد مسلمان ہی حاکم میں ہونا چاہئے۔

یقیناً گوئے وستان جیسے ملک کے تعلق سے تھی۔ لیکن پاکستان میں بھی جو لوگ ادا کی جمعہ میں متعدد ہیں اور احتیاط النظر باجماعت تک کی نوبت پہنچتے ہیں یہ اپنی نہ صرف یہ کہ فہم سائل سے فاری تھنہا چاہئے بلکہ وہ اس لائن ہیں کہ وہاں کی مسلمان حکومت ان سے بازرس کرے۔ پاکستان میں اول تو احکام کفر راجح نہیں میں مسلمانوں کو اپنے دینی امور میں خاصی آزادی ہے اور حکومت اسلام کی برتری اور حقایقت کی حکم کھلا فائز ہے وہاں کے ولی و حکام بالآخر مسلمان ہیں۔ ان کی موجودگی میں ادا کی جمعہ شرعاً بر بھی مشکوک نہیں جو احتیاط النظر

وہ شک میں اس لئے پڑے کہ جن دوسرے ائمہ کا مسلک اخنوں نے اختیار کیا تھا ان کے نزدیک شہر میں متعدد جگہ جمعہ درست نہیں ہے جس نے میلے جمعہ ادا کر لیا اس کا ادا ہوا باقیوں کا ادا نہ ہوا اور ان پر ظہر کی نماز باقی رہی۔ اب شہروں میں یہ ٹھیک ٹھیک پتا چلا تا تو دشوار ہے کہ کس کا جمعہ ہے ہوا لہذا اخنوں نے اختیاط النظر کی راہ نکالی کہ اگر جمعہ نہ ہوا ہو تو ظہر ہی ادا ہو جائے۔ یہ بظاہر حقن فعل تھا، لیکن اس میں دیکی قیامت موجود تھی جو ظاہر ہو رہی تھی اختیاط النظر ایک نمائی متنقل بن گئی اور ہر ہفتے ایک دن ایسا آئے لگا کہ جس میں باعث کی بجائے چند صحن نمازی ٹھجی جانے لگیں۔ یہ دن میں اضافہ نہیں تو اضافہ کس چیز کا نام ہے۔

اب من یوچے کہ جن علماء کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ امام یا اس کے نائب کا دو جمعہ کے لئے شرط ہے۔ انجی علماء سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امام یا اس کا نائب نہ ہو تو مسلمان اپنا امام جمعہ مقرر کر کے نماز پڑھ لیں۔ اب بتائے کیا شک رہا جس کی ادا تھی میں۔ کیا ہندو پاک سمجھی جائی مسلمان اپنا ایک امام جمعہ مقرر کر کے جمعہ ادا نہیں کرتے؟ اگر خواہ نماواہ کیا جائے کہ مذکورہ علماء کا ہم یہ وسائل نہیں لمنے تو پھر ان کا یہ پہلا ہی قول کیوں مان لیا جائے کہ جمعہ کے لئے ”ام“ (خلیف) شرط ہے۔ یہ قول بھی رد کر دیجئے۔ جمعہ پھر بھی غیر مشکوک طور پر ادا ہوا۔

صاف سی بات ہے کہ اگر بد عیان خفیدہ کے نزدیک ”ام“ کا دو جمعہ اعمی شرط جمعہ ہے اورہ امام موسیٰ بن جنہا چلہئے تو پھر بندوستان میں بھروسے ہیں انگریز ایں ہنود کے غبارہ اقتدار کی صورت میں جو روشنایہ نہ پائیں، کیونکہ جب مشرط موجود نہیں تو یہ دو رکعتیں مخفی نصف نہ ہوں گی۔ ہر سالوں روزانفلوں کو جماعت کثیرہ کے ساتھ ادا کرنا اس امام کے بتایا ہے؟ کیوں نہ ظہر ہی کی جماعت کی جائے اور جمعہ کو خلیفہ موسیٰ کے نہوں ناک تہریک کر کے رکھ دیا جائے۔ ہم سے پوچھئے تو کتب حنفیہ میں جس خلیفہ و امام کو

ہو کر یہ فرضہ ادا بھی ہوتا ہے یا نہیں۔

سارے علم کی حد تک جمع کے لئے امام یا نائب کی شرط امام اعظم سے منقول ہمیں بعد کے ملکاتِ احلاف نے ظاہر فرمائی ہے۔ لیکن اس کی بنیادی وجہ اختلاف نزاع کا دروازہ بن کر تھا۔ اب جب کہ مسلمان بلا راستِ حکمگزار کسی ایک مسلمان کو امام جماعت ناز نہ رکھ لیتے ہیں تو وہ دھرمی ختم ہوئی جس کے لئے شرط کا اضافہ کیا گیا تھا۔

"وَإِنِّي وَالِّي يَا تَسْتَعِنُنَّهُ بِهِ مُؤْمِنُونَ"

آن کاریگروں کا ہے جو اپنی ہر بعثتِ مُکْرَمٰی
کا جوانہ بابت کی طبقی ہوئی پھری

کے ذریعہ نکالتے ہیں۔ یہ لوگ
حقیقی قویانے کے نام میں درصل

اپنے توہات کے غلام
ہیں۔ ورنہ اسی اختیاطِ نظر
کے مسئلہ پر وہ اخاف
کی متداول کتابیں ملھا
کر دیکھ لیتے تو حقیقت
 واضح ہو جاتی۔ ان کتابوں میں
ہے کہ نمازِ احتیاطی ہرگز درست
نہیں میںی طرح جائز نہیں۔ بخواہی

میں اس سے روکا گیا ہے۔ تاثیرِ خانیہ

میں کہا گیا ہے کہ احتیاطی نماز تو نہ عقلاءً درست ہے نہ
نفلاءً کشوفاءَ الہمماً۔ اور یہ بھی بعض علمائے احلاف
نے کہا ہے کہ ادا بھی جمع میں تردود جس کے شیجے میں
احتیاطِ الظہر کا فتحہ کھڑا ہوا) و موسہ شیطانی ہے۔
محض الائی میں کہا گیا ہے کہ "نماز جمع کے بعد احتیاطِ الظہر
کا فتویے دیتا ہر چند درست نہیں ہے کیونکہ اس سے
عوام کے دل میں جمع کے لئے بے رخصی پیدا ہو گی اور اخیر
خیال ہو گا کہ جمع فرض نہیں ہے اور ظہر کافی ہے۔
تجھے جمعہ کی فرضیت میں شک ہوا اس کے لفڑیں

کی تجھنگانی جائے، لیکن اگر کچھ نادان یہاں کرتے ہیں
کہ وہاں بعض خلافِ اسلام قائمین موجود ہیں اور نئے اذاد
کا تجوہری نظام راست ہے اس لئے وہاں کے والی وکھاں
کا وجود ادھیگی جسد کے لئے کافی نہیں تو اسے صفات
بتانا چاہیے کہ جن احلاف نے والی دلایم کو مشروط جمع
میں داخل کیا ہے انہوں نے یہ قید کہاں لگائی ہے کہ
یہ والی دلایم اسی وقت شرط جمع کو پورا کر سکتے ہیں جبکہ
انہوں نے خلافتِ راشدہ کا نظام قائم اور حاصل
فرانی دستور نافذ کیا ہے۔

کیا سخرہ ہے۔ حملت مسلمان۔

عُتَالُ وَ حُكَّامُ مُسْلِمَانُ، مُكْرَبٌ بِيَقِينِي

اور نزدیک بے ملے لوگ احتیاطِ ظہر

کی بعثت پسچے چوتے ہیں۔

المجل

(اردو)

دنیا کی بہت شہری اور مکمل ترین عربی لغت۔ المنجد
میں عسری الفاظ کی شرح بھی عربی ہی میں ہے۔ اس شرح
کو الحمد للہ اور دو جامہ سنا دیا گیا ہے۔

عده کا خلف۔ میڈاری کتابت و طباعت

بہت خوبی

تیرتِ مجلد ستائیں روپے

مکتبہِ تخلیٰ دیوبند (بیوی)

خوب سمجھیجئے۔ اعمال کی روح یقین د

طایت ہے۔ شکِ سچ میں آگیا تو خشوی و خفوی و
غاریت ہوا۔ اگر مقصود کچھ بھی نہیں بلکہ اللہ کی عبادت
ہے تو ایک بار بوری طرح سوچ کر مجھے لیجئے کہ جہاں آپ

ہیں وہاں نمازِ جمع پڑ سکتی ہے یا نہیں۔ اگر قبیلہ ہو کر
نہیں پوکتی تو جمع کا دھا داختم کر دیجئے اور حضنِ ظہرِ طرحا
یکچھ۔ اور اگر قبیلہ اس کے خلاف ہو تو چکر لورے و توڑ د

ایمان کے ساتھ جمع ادا کیجئے۔ احتیاطِ الظہر کا شوشہ
مت چھوڑ دیئے۔ اُن لوگوں کو نمازِ جمع کے لئے کیا راغب
اور شوق و ذوق ہو سکتا ہے جیسی مرے سے اسی میں تردد

کیا شک ہے۔"

اسی نوع کی تینہات سیخ القدر اور عرفانی شرح سلطانی میں بھی ملتی ہیں۔ اسکندریہ اور فضول عہدی میں توہانشک نہایا ہے کہ چاہے تمام سترالط معدوم ہوئے بھی تجھ کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی۔

جب یہ حال فرضیت تجھ کا ہوتا ان شکنہوں کے بازے میں جو اچھے خلصے اجتماع کے ساتھ امام کے پیغمبر نماز حجہ ادا کر کے بھی ادا بھی مجعہ میں شکوہ ہیں اس کے سوا ایسا کہا جاسکتا ہے کہ انہیں ریب و بے لفظی کی بیانی بھی ہے جن علمائے احباب نے احتیاط انکھر کو ایک سبق عقول سمجھا جاعت سے پڑھنا تو ان کا بھی مسئلہ نہیں۔ وہ فرادی فرادی پڑھنے کا اذن دیتے ہیں، لیکن بدعت پسند مانع پختگی والوں کا کہاں۔ اس نے ایک قدم بڑھکر جماعت بھی شروع کردی اور اب جو اسی رو احرکت پر ٹوکے وہ توباتی اے۔ تعود باہش من شور افسنا۔

پیشہ وکالت

سوال: - زخم بھی۔ حب را باد۔ و کن۔

ایک بیس ماں میں جہاں کی حکومت غیر اسلامی الاد دیا ہے کیا قانون کی تعلیم صاف کر کے وکالت کا پیشہ کرنا جائز ہے؟

اجواب:

جان نکل نظری پہلو کا تعلق ہے ہم پیشہ وکالت کو اس قید کے ساتھ جائز سمجھتے ہیں کہ صرف ان قوانین کی وکالت کی جاتے جو اسلام کی تردید اور کفر و شرک کی تصدیق کرنے والے نہ ہوں اور وکیل ان تمام ناجائز تھکنہوں سے بچا رہے جو فی زمان لازمہ وکالت ہو گرہ گئے ہیں۔

کسی غیر اسلامی حکومت کے تمام ہی قوانین اسلام شکن نہیں ہوتے۔ کسی قانون کا اسلامی نہ ہونا اور یات ہے یہیں اسلام شکن ہونا بالکل اور اسلام شکن قوانین کی وکالت تو قسم ملی ہے۔ اگر وکیل اس فعل کو سُر اسچھتے ہوئے کرو ہے اور لفظ صریح ہے الگ وہ اس سے بُرا بھی نہیں چھتا۔

ایک حیرت ان صورتیں

سوال:

عجیب بات ہے کہ جو لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں جن کا ذہب بھض نماز عین تک مدد و دعہ ہے اور پوری زندگی غیر اسلامی طریقے پر کنڈارستے ہیں وہ تمزہ کر رہے ہیں۔ ان کے پاس مال، اولاد، آرام، بھی بچھے، آسانش ہے، عزت ہے۔ مگر جو لوگ احکام خداوندی کی پروردی میں لگے ہوئے ہیں اور واقعہ مونشوں کی سی زندگی کنڈار نہیں میں کوشاں ہیں ان کا عالم یہ ہے کہ فراغت و آسانش تو درکن ضرور یا است زندگی تک سے بھی بچوڑ رہتیں ہیں۔ بہشیر غم و اہم میں زندگی کنڈارستے ہیں اور صیانت و افلس کا شکار رہتے ہیں۔

اجواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ حق اور کلیر آپ نے میان فرمایا وہی واقعات کی روشنی میں صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ معافر میں بے شمار مسلمان آپ کو ایسے طیں گے جو کئے دنیا دار اور بے عمل ہوئے کے باوجود خوش حالی دا اسانش کی زندگی

اور آئے بڑھنے کی اور ہمیں میں گرفتار ہے۔ نبی اہم سے کہ
منظرا ہر نہیں بہت دھوکے میں ڈالا ہے۔ رات بھر ہٹنے
والے ایک کلب میں جگ مگ کرتا ہوا ماحولِ رقصِ سرود،
لذیز مشروبات، خوش پوش مردوں، تھیں اور صیش و طرب
کے ظاہر ہیں یقین دلائے ہیں کہ یہ جنت ہے اور یہاں داد
عیش دخوا لاہر فرد بہترین لذت و راحت کی زندگی لگدا
رہا ہے لیکن ان "الاجتہاد" کی پوست کندہ زندگی کا غارت
منظرا اگر کوئی کر سکے تو اسے پانچھلہ کا کران ہیں کی التشریف
حد درجہ غیر متوازن حالات کا ہدف ہے، نوع پر نوع مصل
نشتر بن کر اس کی کلیجیں اُترے ہوئے ہیں۔ حقیقی احسان
راحت و انبساط سے اس کے ذہن و قلب تحروم ہیں، لئے
ہی کامٹے اس کی رُگ احسان ہیں پے ہم پیٹھتے رہتے ہیں،
نوع پر نوع ذہنی کلفتوں کے امارے لوگ ایک ظاہر فریب
ماحوں میں اُس شرایحی کی طرح آتے ہیں جو نظر کے ذمہ
الام کی تجھی فراموش کرنا چاہتا ہے اور ان سے کہیں زیادہ
سرور و مطن وہ غریب اور "غیر مذہب" افراد ہیں جنکی زندگی
منظرا پوشاکش چاہتی ہیں کہ دی ہے لیکن ہر کو ماحوں
میں وہ چند سائنس حقیقی اہمیت نہ سرت کے بھی لے ہیں یہ تو

"درسری بات یہ ہے کہ اگر آپ کی فرض کردہ صوت
حال کو فوائد پریلیم کر لیا جائے تب بھی کوئی اجھن ایسی نہیں
سامنے آتی جس کی حق کشائی مکن نہ ہو۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو
ہمیں اُن نعمتوں اور عذابوں پر پورا ایمان ہونا چاہتے ہیں کہ
ذکر قرآن و سنت ہی آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ آخرت کی معمولی
نعمتوں بھی دنیا کی بہترین نعمتوں سے کہیں اعلیٰ اور آخرت کا
معمولی عذاب بھی دنیا کی شدید ترین نعمتوں سے کہیں شدید ہے
اگر اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان بندوں کو کچھ دنوں دنیا کی معمولی
نعمتوں کے باشے میں ڈھیل دیے لے تو پھر آخرت کے سخت
ہذا بستے دوچار کرتے تو ان کی مالکتیاں رشک ہے یا اُن
فرانبردار بندوں کو قابلِ رشک بھائیا جا ہے جو دنیا کی قللِ اللہ
زندگی کو تخلیف سے گزر جائیں، لیکن آخرت کی بہترین نعمتوں سے

نہیں گزار رہے بلکہ نوع بدنوع آلام و افکار کا شکار ہیں۔
اور بہت مسلمان ایسے میں مگر وقفہ تعالیٰ نہ کارہیں،
پابندِ شریعت ہیں مگر خوشحالی و آرام کی زندگی گزار رہے
ہیں۔ قصہ دراصل یہ ہے کہ نام سے مسلمانوں کی تعادتو
بہت ہے۔ اور اچھے مسلمانوں کی تجھی بہت کم۔ فرض کیجیے
ایک لاطک بھیڑوں کے روپ میں ہزار بھیڑی بیسار
ہو جائیں تو ان کی بیماری اتنی نایاب نہیں ہوگی جتنا یہ ایک
ہزار کے روپ میں ڈیڑھ سو بھیڑوں کی بیماری۔ حالانکہ
فرض بھیڑوں کا نیصد اوس طبقہ روپ میں زیادہ ہے
اوہ دوسرے میں کم۔ اسی طرح نام سے مسلمانوں میں الگچے
کشتگار آلام و آفات کا ناساب مقابلاً کم نہیں ہے
لیکن وہ کم اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ جو گی تعداد اور افسر
ہے اور اچھے مسلمانوں میں یہ تناصب الگچے کم ہے، لیکن
زیادہ نایاب خوسوں ہوتا ہے کیونکہ جو گی تعداد بھوپالی ہے
ایک بڑا مغالطہ یہ ہے کہ ہم درج دراحت کو صفت
ظاہری قطرات اور مال و دولت کے مسلمانوں سے نائپنے کے
عادی ہو گئے ہیں۔ ہماری نگاہ میں وہ شخص جس کے میں
موڑ رہے، کوٹھی ہے، قبیلہ ہے، قبیلہ ملوسات اور مسلمان آسائش
کی بہشت ہے اُس شخص کے مقابلہ میں لعنتی طور پر زیادہ دراحت
آسائش میں ہے جس کے پاس یہ سب مسلمان نہیں ہے بلکہ وہ
سوٹا جھوٹا کھاہیں کر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی گذر بسر
کر رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ فیصلہ ہر حال میں دراحت
نہیں ہوتا۔ درج دراحت کا تعلق دلوں کی کیفیات سے
ہے۔ مارا دیکھا گیا ہے کہ اول الذکر حرم کے لوگ نہ راوانی
اسباب کے باوجود اتنی زیادہ مطن و سرو زندگی نہیں گذاستے
جتنی قابل الذکر قسم کے لوگ گزار جاتے ہیں۔ ایک مزدور
دن بھر خوبست کرنے کے بعد میان بیٹھا ہو اگر
اسی دال روٹی ہنسنہیں کر کھارا بائیں اور اس سے کچھوں
کے کچھوں پر بہت گھٹا کپڑے ہیں تو یقین کیجیے اکثر حالات
میں وہ اُس موڑ لشیں سے زیادہ سرور و مطن ہوتا ہے جو جاہ
وہ لعنتی دوڑ میں اپنے کسی ہم پر خرچوں سے پچھر رہ گیا ہے۔

نگر پکیں ہے وہ سب چڑھا دے کی آمدی ہوتی ہے جو کو
سم سب درست نہیں بھتے ہیں۔ اسلام عرب کے
مو قدر پر توکال ہی ہو گیا فہرے کو مزار بر مولانا محمد قاسم
صاحب خود چڑھا دا چڑھا سبھے تھے مولانا کا یاد ویسے
دیکھ کر بہت سے لوگ جو مزار بات چڑھا دا چڑھا شے
اور چڑھی ہوئی چیزوں کو اپنے استعمال میں لایں گے میرا بھتے
لے تھے اب تذبذب میں یہ رکھے ہیں۔ بھتے ہیں کہ جب
اک دیوبندی حامل مزار پر چڑھا دا چڑھا تھا ہے اور
چڑھی ہوئی رقم میں سے تداران لیتا ہے تو ہم چڑھا دا
چڑھا شے اور چڑھی ہوئی چیزوں کو استعمال کرنے میں کیا
حرج ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ مزار پر چڑھی ہوئی چاہ در
بھی ذکورہ بلا سوادی صاحبان برادریے جاتے ہیں۔

براءہ ہر بائی آپ اپنے رسالہ نبی کے ذریعہ اسکی
شرعی حشیت سے روشناس فریبیہ تاکہ میرا اور ان تھام
لوگوں کا شک و شہر در ہو سکے جو مولانا موصوف کے رویہ
کے بعد پیدا ہو گیا ہے؟

الجواب :-

غرض دوست احس طرح بریلی علامہ کے ذہن و
غیر کی طی شیطان نے پیدا کی ہے اسی طرح وہ ظالم علماتے
دیوبندی کے بھی کا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ ان کا خانہ خرا
کو دے۔ پھر دونوں پہنچے علمائے دیوبند کی وقت میں زیادہ جائز اور
عین وہ تبدیلی کو دنیوں سے پہنچے اس سافر کی سی
زندگی گذا رہے تھے جسے راستے کی وجہ پر بیوں گھر و کار
نہیں مہوتا بلکہ اپنی منزل کی دھن لی رہتی ہے۔ میکن پھر
رسانے کی ہوئے ان کے تھن کو بھی کوئی کیا اور شیطان
کی سسل کو سیکاریوں نے انھیں بھی شرک و بیعت سے
مغاہمت کی راہ پر لگادیا۔ پہلے پہلے بیعت سماہمت در بر وہ بھی
کم کم تھی۔ پھر وہ پھر زرے تھا لئے تھی۔ بھلی طریقی اُتھی۔ اور
اب اب دیکھ رہے ہیں کہ یہ کن حدود کو پھلائیں کر کہاں
تک جائیں گے ہے۔

مولانا ابوالوفا اور مولانا محمد قاسم صاحبان واقعہ

بڑہ دو ہوں اور ان طویل ایام میں چین کا سال میں
جن کا ایک تجھیں بعض حالتوں میں سالوں کی وسعت
رکھتا ہے۔

مال کام یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص دنیا ہی کی
زندگی کو سب کچھ یاد رکھ کر اسلامی مسائل اگر فتح کرے
کرے گا اور آخرت کو نظر انداز کرے گا اس حقیقت کی حیثیت
کے ذمہ مکاہ و ضرور خستہ اور خطاب ہی میں گرفتار ہو گا۔

آخرت اور اس کی زندگی کوئی تحقیقت درہی اچھیست
دی جائے جو اسلام دیتا ہے تو ہر ایک اور مفہوم کا انتیہ
ہو جاتے گا۔ اور کچھ نہیں تو اسے آزمائش ہی کھو لیجئے کہ
خوکاروں کو قدم قدم پر مصائب والام کا سامنا ہو اور
دین و اخلاق کا دامن تھا لے رہنا مشکل ہو جائے۔ آخر
آزمائش تو سختیوں ہی کا ہے۔ انعام و اکرام کا وہی
سخت ہو جائے سخت سراحت پر افتادہ ملہات دم پر پہنچے دین و
ایمان کی سرایی دیجئے کی جاتے اُن دیروں حاصل ہوتے
والي لذتوں اور نعمتوں پر نظر رکھ کر جو استھان میں پورا
آخرت پر ہمیں تھیں پورا سنوارا ہیں۔

یہ نماز نہاد دیوبندی!

سوال :- از۔ عبد الوہیس۔ ضلع بہراج
الہور لذنا چیز نے جب سے ہوش بسحالا ہے ملٹے
دو مند کا مقدر ہا ہے۔ شرک و بیعت امیله و اعراض
کے شعلوں پر نظریہ علمائے دیوبند کا ہے ناچیز بھی اس سے
بالکل تھقہ ہے یہ کہ کہ کسی نظریہ اسلام کا ہے۔ پچھے
عرصے سے مولانا ابوالوفا صاحب شاہ جہان پوری اور
مولانا محمد قاسم صاحب تاظم جمعیۃ العلماء بیونی و خطا
کے سلسلہ سے عرب کے متعدد برگاہ سید سالار مسعود غازی
پر تشریف لاستے ہیں اور درگاہ میں جو عالم نگر جاری ہوتے
اسی میں سے کھاتے ہیں اور یہ صدر روز پر نظر ان دصول
کرتے ہیں۔ رقم چوندر اسکے طور پر لیتے ہیں اور جس سے

دیوبندی مکتب کے سے تعلق رکھتے ہیں یا ہمیں ۱۹۱۳ء میں پہنچے ہے۔ لیکن اگر واقعہ، نکایتِ عوامی ہے کہ قومی بندی ملک کے آدمی ہیں اور دوسرے لوگ بھی اپنی دیوبندی بھی ملک کے آدمی ہیں تو جان چھٹے ہیں تو اچھی طرح سُن لیجے ہو کہ دیوبندیت کی سُنی یا وطنی حصوصیت کا نام نہیں جو ایک بارچھتے کے بعدستے دم میک چھٹے ہی کا نام نہے۔ قبوری بدعتوں کی خوصلہ افزائی عوام میں شرکت اور نزد دنیا میں کے ذمہ میلیوں سے تعقیب خاطر کا لفڑاً ناظراہ دیکھنے کے بعد ہر عاتیں والغ بلا آئی کہہ سکتا ہے کہ اگر لوگ پہلے دیوبندی سے تو اب نہیں ہے۔ دیوبندی ملک ملک کا نام ہے اسیں لفڑا پیدا ہاتے ہیں کوئی کچھ اشیاء نہیں۔ کوئی شخص دیوبندیت کا دھویدار ہوتے ہوئے بھی اس ملک ملک کا ملپی نظاہر و کرتا ہے تو دوسری باتیں ہو سکتی ہیں۔ ماں وہ صرخہ حادھو کاشے رہا ہے یا وہ ابن الوقت ہے کہ گنگا کے تو گنگاراں اور جنگلے تو جناداس۔

جو لوگ مذکورہ دنوں علماء کا رہ یہدیکھ کر تذبذب میں پڑ چکے ہیں ان سے بوجھتے کیا وہ بے شمار مسلمانوں کو افسوس نہ صحت میں بدلنا دیکھ کر نفسِ اسلام ہی کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو گئے ہیں۔ اگر ہمیں تو پھر دو علماء کی مذکورہ حرکات سے اخیں اُن عقائد کے باسے میں کوئی تذبذب لا حق ہواؤ جو دیوبندیوں کے پانچھڑے ہوئے ہیں، بلکہ قرآن و سنت کے پاکیزہ سرچھے سے نکلے ہوئے ہیں۔

یاد رکھئے۔ قبروں کے عروں، چڑھادے اور درج مرقد ہم طور طاقت برعت دیصیت ہی رہیں گے چاہے سارا دیوبندی کر بھی دُھنڈو را پیٹے کری جیز میں حائز ہیں۔ مسلمانوں کا شراب پینا، سو دینا، گلی بخت الگزیعی ہیں رکھنا کہ اسلام میں پیر جیز میں حائز ہو گئی ہیں تو کسی نام نہاد دیوبندی عالم کا ہبھوری خسرویت اور مردہ پرستی کی سُرسی کرتا یہ سُنی کوئکر رکھ سکتا ہے کہیں بدعتات و خسرافات دیوبندی ملک میں رو اقرار پا گئی ہیں۔

متذکرہ دنوں علماء کے ذات اوصاف و احوال سے ہمیں واقعیت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہ حضرات اربابِ زہر و تقویٰ میں سے ہوں اور علم و فہم کے اصحاب سے بھی ممتاز درجہ رکھتے ہوں، لیکن یہ ہر حال یاد رکھئے کہ شیطان کے تکروں کی زدستی کوئی باہر نہیں ہے وہ اچھے اچھے صاحبوں کو ادنیٰ تحریماً فرع اور حقرتِ زین ضالیح کے چھپے دوڑا دیتا ہے۔ ابن الوقی کا سبق و میاثوں کے باسیں باحد کا بھیں ہے اور ساختہ ہی وہ فقیہ رہائیوں اور حیثیوں کا ایک بھیلا بھی آئجے بڑھا دیتا ہے کہ وہ اسیں تمہارے فعل و عمل کی تصویر و تائید کرنے گھر سمجھو گئے دلالیں کا بہت ساذھیرہ موجود ہے، جو مخفی اُنستھلائی کی مار دو اور اپنی ابن الوقی کو میں حکمت دوڑ اندری تابت کر کے معترضین کو "رامی" "قرار دے ڈالو۔

عرس بازی "المنکر بازی اور قبودی نزد دنیا زی" ہر بازی ہر حال میں بدعتی رہیے گی، چاہے دو دیوبندی نہیں بلکہ سارے دیوبندی صریحت قبوری کے آستانے پر رکھتے ہیں۔ دین ہم دیوبندیوں کے لگر جمل کا نام نہیں ہے۔ دین تو اللہ اور رسول کے فرمائیں وہدایات کیا یا میں ہے۔ وہ اُن ہیں غرضیں نہیں، لافافی نہیں۔ ان قبوری میلتوں اور میں حضرت ہنگاموں اور سے اصل اجتماعوں کا کوئی جواز اللہ کے دین نہیں میں نہیں ہے جیسیں آج مسلمانوں کی بہت بڑے انجوہ نے عین نواب جان کر حرز جان بنایا ہے۔ زوال آمادہ و موقوں کا اس طرح کی گمراہیوں میں سرگردان ہوتا ایک تاریخی کلیہ ہے جسے جھٹالا یا انتیجہ سکتا تھی، اسینما، لکب ھڑاوڑ شراب غانے اتنے خطرناک مقامات نہیں ہیں جتنے اولیاء اللہ کے مزارات میں کر رہے گئے ہیں۔ اول الذکر کی قباحت و شناخت کو ہر مسلمان جانتا ہے اور دوسری سُنی سے اگر ان تک پہنچ بھی جاتا ہے تو اس جملہ مرکب میں کوئی فشار نہیں ہو۔ تاکہ میں کوئی فعل خبراً حجام دے رہا ہوں، بلکہ یہی سمجھتا ہتھیہ کہ گناہ

الشیعیان نے اس کی چار قسم کر کے ایک سے عرض پیلا کی
وہ سری سے قلم۔ تیسری سے بہشت۔ چوتھی سے عالم
ارواح اور ساری خلوق اور پھر ان چار میں سے چار قسم
نکال کر ۲ سے عقل، شرم، عشق اور ایک سے میرے تینیں پیدا
کیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کسی حدیث نجع سے اس کی ثبوت
نہ ہے اور کیا لوگ اکمل مخالفت الادلال ک حدیث
صحیح ہے؟ اور انامن فتوی اللہ، الخ بھی حدیث صحیح ہے؟
کیا یہی کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ زمین ایک گلائے
کے سینک پر قائم ہے اور جب اس کا سینک دکھ جاتا ہے
تو وہ سرے سینک پر لیتی ہے جو لزر کی صورت میں
ظاہر ہوتا ہے یا لہستہ باخوبیوں پر لیے گھٹا ہے کیا
صحیح ہے؟ برادر ہر بانی آپ اپنی علمات سے مقطع
فرمایتے کہ زمین آخر کس چیز پر قائم ہے احادیث صحیح اسکے
بارے میں کیا ہوتی ہے۔ نیز موجودہ دور کے سائنسدان کیا
لکھتے ہیں کہ زمین کس چیز پر قائم ہے۔ بڑی ہی ہمہ تو
ہو گی اگر اپنے قصص الانبیاء کا ہلاب "کائنات اور
نور محمدی کا پیدائش" پورا لا خطر فرمانیں اور پورے باب
پر تبصرہ فراویں۔ مجھ توبہ سب باتیں خارج از عقول
معلوم ہوتی ہیں۔ میں آج کل قصص الانبیاء و مطہوم کتابخانہ
دیوبند کا مطالعہ کر رہا ہوں۔

اس کی صداقت میں بہت شک گھے اسیدے کے
آن قسم پدر یونیکلی اس شک کو فرع کرنے کی سعی فرمائی
الجواب:-

کافی دن ہوئے ہم نے قصص الانبیاء کے بعد دراق
کا مطالعہ کیا تھا اور نجع نجع میں سے متعدد مقامات پر
نظرداں لی تھیں۔ اس ستر سری جائزے نے ہمیں اس تیجے
برہمنی اکریے اُن غیر معتمد کتابوں میں سے ہے جن کا مطالعہ
وہ تک رسیاں اور خیالات کے انتشار سے زیادہ کوئی
فائدة نہیں دیتا۔ اس میں صرف ضعیف و مقطوع روایات
کی بہتانست ہے بلکہ تھی بھی روایات تو اس نوع کی ہیں کہ
انھیں فن کی ترازوں میں تو لے بغیر بھی ایک سیم الطبع آدمی

کر رہا ہوں، یعنی مزارات کے میلے تو وہ سین دلدل جسے
وہ گئے ہیں کہ صراحت متفق سے ہے ہوتے لوگ اس میں لگے
گلے و حص جانے کے بعد بھی بھی سمجھتے رہتے ہیں ہم اُن الفاظ
کے پردوں پر سوار ہیں اور تواب و برکت کے بے حساب
خرانے کی خرت ہیں ہمارا امتخار کر رہے ہیں۔

حالانکہ خدا محفوظ رکھے شرک ہی وہ سب سے ملویں
معصیت سے جبکی معافی کا کوئی امکان ہی نہیں، اگر جتنی
اور حما سب سے آخرت پر یقین کی طرح یقین ہوتا توہر جتنا
امان کو اس می خطر گھانی سے کوئوں نہ رجھا اُنچا ہے تھا
جہاں شرک کی زبردی پوکا معمول سا بھی اندازی ہے مگر
ہوئی رہا ہے کسی نکر کم نظر اور بے پرواہ مارکی ایک فوج
عوام کو قبول درخول ان تصوری ہنگامہ اُن دیوبندیوں کی طرف
پہنچاتے تھے جو اپنے چیز خدا تعالیٰ کے تمام اوصاف
مردہ بزرگوں کے ہاتھیں دیدیے گئے ہیں اور حقیقتہ
تجھے بعض مخلوکوں کے طور پر ڈھنڈنے والے قلب کی محوابوں میں سمجھا
رکھ دیا گیا ہے۔

یہ وہ ۔۔۔ یہ طوفانی صدایت ۔۔۔ یہ طغیان جیسی بھی
جاد آتی ہے ٹھکا۔ اس کے لئے ہر آج گذشتہ کل سنبھیاد
سازگار ہے۔ اس کے خود وہ کوئی ترکیبے والے خاص
یہستہ ہی جا رہے ہیں۔

بھی سے جانشک ہو سکتا ہے ذریفۃ الہلیع ادا کئے
جائے ہیں ایکیں سنکوں سے طوفان کے منہ نہیں پھر کہتے
کہ کسی جی چاہئے ہماری معروض اپنے صیان شے سے۔ نہ چاہے
تو اسے اختیار ہے۔ قَدْ أَنْهَا لِيَمْدُودَيْ مَنْ أَهْبَأْتَ عَلَى
صِرَاطِ مُسْتَقِيمَ۔

لاغعنی

سوال ۳:- از۔ محمد پر دیوبندی۔

قصص الانبیاء ماردوں میں لکھا ہے کہ الشیعیان
نے سب سے پہلے نور محمدی اپنے اکیادہ نور محمدی پارہ نہ
برسناک سالم تھر دی میں خدا تعالیٰ عبادت میں مشغول رہا پھر

حرکت کے ساتھ فہم کائنات میں اپنا مقصد حیات پورا کرو جائے۔

سامنہ کے بے شمار نظریات اُنہیں ساختی ہم دریافت کاناً دیتے ہیں۔ ان کی تردید ممکن ہمیں ہے میکو بے شمار نظریات غیر قینی ہیں۔ ان کا اعلان دریافت سے نہیں، بلکہ سامنہ ہی بسا اوقات ان کی تردید ممکن ہے بلکہ سامنہ ہی بسا اوقات ان کی تجدیب کر کے نئے نظریات پیش کرتی رہتی ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ زمین اور اجرام فلکی کے نظام اور ان کے باہمی سلطنت اور ان کی حرکت جیسی کے بارے میں جو کچھ سامنہ کرتی ہے وہ دو کوی قسم میں داخل ہے۔ ہم سکتا ہیں مزید تحقیق و تجسس کے بعد اب تک کے قائم کردہ اندازوں اور فارمولوں میں نہیں تفسیح کی ضرورت نہیں آتے۔

لیکن جب تک یہ ترمیم و تفسیح سامنے نہیں آئی تو ہمارے اس سے مفہومیں ہے کہ سامنہ کے دعادی کو لیم کر لیں یا کم سے کم خاموشی اختیار کریں۔ خوب ہے، میں کوئی ایسی اطلاع نہیں دی ہے جو ان سامنی دعادی سُنناں ہو۔ قصص الابدیات جیسی غیر معترکیاں کامطا العصر کی نیکیتے ورنہ حدیث رسولؐ کے بارے میں ریت تذہب کا دروازہ ٹھیک جائے گا۔ ہمارے بعض بزرگوں سے یعنی حدیث سے زیادہ عصومیت کے نا عیش بے شمار اسرائیلی اور دو ماں ای ردا یا اس کو حدیث سمجھ کے سینے سے لگایا، اس کے شیخ میں احادیث صحیح کی صداقت و علمت بھی متاثر ہوتی۔ یہ چاہب و دیدنیا بہت آسان ہے کہ اہل فتنے کھرے کھوئے کی تیزی کا میعاد مقرر کر دیجئے۔ اور تحقیقیں نے موجودات کے مجرموں بھی مددوں فراہم کیے ہیں اس لئے نفس حدیث سے بولمان ہونے کا کوئی موقع نہیں، لیکن اس تفسیح تحقیقت سے آنھیں کیسے بند کی جاسکتی ہیں کہ بے شمار ناقابل احتیار وہ ایات آج بھی ہمارے بعض حلقوں میں سیراۓ جاں بھی جا رہی ہیں اور یہ حلقة چہارے کے ہمیں بلکہ ایسے علماء کے ہمیں جسے

اساطیر الادلین کا نام دے سکتا ہے۔ اس کتاب کا انداز بیٹھ جھی ایسا غریق ہے کہ عامی اور غنیمہ کے دو گھنی اس سے لطف انداز ہو سکتے ہیں، ورنہ جب تھیں کے اندر شیخ طیف کی رنگ بھی ہے وہ بلا کیسیدگی اس کامطا العصر نہ کر سکتے گا۔ تخلی کے صفات میں ایک دوبارہ سننا اور حضراء اس کا ذکر آیا ہے تفصیل دیگر و تقدیمی یہ حقیقی بھی نہیں ہے۔

دولادھ لہما کے بارے میں لڑ ختنہ ہی شمارے میں تیکھ عرض کیا جا چکا ہے۔ اسے پڑھ لیجئے۔ الگرہ کافی نہ ہو تو اس سے زیادہ کی اسی فی الوقت ہم سے نزدیکے رہ چکے کے سینگ پر ونیا کے قائم ہوتے کامعا ملہ نویر خیال ہمیں تو خدا تو ہم خوات میں سے ہے اس کے لئے کوئی علمی و عقلي بنیاد موجود نہیں ہے۔ حدیث سے اس طرح کی نواتیں شامت ہوئے کا انداز وہی کہ مکمل اپنے جسمے ملہ حدیث سے کوئی مس نہ ہو۔ خوب تھے کہ جیسے اللہ کے سچے نبی کے ارشادات مبارکہ اس طرح کی مفہومات سے ملیند و بہرہ ہیں اور ہمیں اضنوں ہاتھ پر مستحل و دوایات کو رد کر سکتے رہا تو نبکی تقدیمی وقت خاتم کرنا بھی غیر ضروری ہے، آنھیں رہستہ ہی فائل کے منظہ بردار دینا چاہتے۔

حضورؐ نے اس کی قوی اطلاع ہمیں دی کہ میں کس چیز پر قائم ہے۔ نہ اس طرح کی اطلاع میں دینے حصہ بھوت ہوتے ہے۔ سامنہ والوں کی کنج کاوی سے اس ہاں میں جو اطلاع ہم پہنچائی ہے وہ یہ ہے کہ یہ زمین اور چاند سورج و خیر و جذب و شکن کے ایک قائم باشان اور محیر العقول نظام کے تحت بیکران فضائی ہنسنے والوں میں اپنے اپنے وظیفہ حیات کو انتہائی محنت اور وہیلہ انتظام کے ساتھ پورا کرنے میں مصروف ہیں۔ زمین کی مخصوص چیز پر بھی ہمیں نہیں ہے، بلکہ فضائیں حکمت کیاں ہے۔ اس کی دو طرح کی حرکتیں سامنہ نے درخت لکھیں۔ ایک اپنے گوری مرد ور خصل میں اور ایک آجے کو رومنی ہوئی مستحلب انداز کی۔ جس طرح ایک شوھروں ہو اسکے کو بڑھ رہا ہوا سیکھل میں زمین دو ہری جنیش و

صرف نجیب نہ ہو بلکہ تھا اور پھر لیاں سورج کی نیکی سے حرمت
تھا اس بھی توی ایسا ہے کہ جناب والا بھی محروم نہ فراہم کرے
اور قصص الانبیاء کے پہلے باب پر بھی کچھ تبصرہ فرمائیں گے
الجواب ۲۔

معلوم نہیں اس طرح کے سوالات پیدا کیوں ہوتے
ہیں اور ان کا حامل کیا نکالے جا۔ حضرت یوسف علیہ السلام
کے تقدیر میں جو اجزا بیان کے سخت تھے اپنی قرآن نے یا
کر دیا اور یا توی جو چوٹیا۔ حدیث بھی اس پارے میں کوئی
سیر چال تفصیل نہیں بتاتی۔ بہت سی روایات ہر یا کوئی
ہیں جو اثر و بیشتر موہو ہو ہیں۔ ان کا سرا اسرائیلیات سے
ہوتا ہے۔

آپ ذرا خور کرنے تو اس لفظ سوال کی جگہ اس ہی نہ
پانے کر کیا زیجا بڑھی اور بد صورت تھی ۹ بڑھی اور بد صورت
عورت کے دست میں ہوں کو تو آج بھی ایک عالم ہو ان لفڑت
استکراہ کے ساتھ جھلک سکتا ہے۔ بخیری نے کیا مکال کیا
اگر بڑھی اور بد صورت زیجا کو ٹھکر دادیا۔ قرآن نے
جن تقدیر سے قصہ یوسف کے اس خاص حصے کو شرعاً
کے ساتھ بیان کیا ہے اسے آپ نے سمجھا ہی نہیں۔ تقدیر
صرف طور پر بتانا ہے کہ اللہ کے خصوص بندے یہے کیسے
کیسے نازک موقع پر بھی صراطِ مستقیم سے ہیں بھلے۔ ایک
طرف یوسف علیہ السلام پر محنت ہند شباب کا کھانہ بڑھی
طرفِ حسن و شباب کی کشش الگزیروں کا مرقع۔ زینجا۔
انجداب و پردگی کے طوفانِ جنہیں میں سرشار تھے
والا کوئی نہیں۔ خلوت اور بہتان کا نشاط افزونی۔

یہی سب کچھ تھا جس نے حضرت یوسف کی صلاحیت
کر دار اور ضبطِ نفس کی قوت پر ٹھہرت کی ہے اس شہرت کو کہہ
یہی سب کچھ تھا جس کی آہنی گرفت سے پاک و صاف بکر
تھل جا۔ حضرت یوسف کی بخیران تقدیر میں کامبے مشان
منظر سائنسے لامائے اور نازک تر راحل میں حادہ سیم
پر قائم رہنے کا بحق دستا ہے۔ بخیران حصہ آئی کی شان
ہی کیا سبھی الگزیروں کو جسمِ حسن و شباب کی بھلے بڑھی

اسماں گرامی کے ساتھ دو دو سطر کے بھاری بھر کم القاب
لکھ جاتے ہیں۔

وز محمدی اور "زمین کا قیام" تو خیر نظری مسائل ہیں
جن کا کوئی جو علمی مسائل سے نہیں ملا، لیکن قیامت
تو پر آئی بڑی ہے کہ وہ ضعیف و فیم رہا یا بھی بر طبعی
مکتبِ فکر کے بزرگوں کی آنکھوں کا نور اور دل کا نور
بنی ہوئی ہیں جن کے خبر و امیح مناقبِ کرم کو وہم و حکم فکری
کی خراد پر چڑھا کر اس کے آخری پیغمبر کو حاضر و ناظر
اور عالم الغیب وغیرہ بنادیا جاتا ہے۔ العیسیٰ باشد
قبوری شریعت کا پورا اقصرو شاطاط ایسی ہی روایات
کی اساس پر قائم ہے اور تبیری علامہ اسی پر لبس ہیں
کرتے کہ ان روایات کے صدر صحیح مطالب سے واسطہ
رکھیں، ایک بندگی اور بھیجتی کے ذریعہ انکی تہہ
سے وہ وہ کوڑی لاستے ہیں کہ قفلِ سیم دنگ دنگ رہ جاتی
ہے۔ مقدمہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے مرغوب خیالات و تصویر
کو صینِ حق نابت کر دیں اور شرک و بدعت کا جو دُگ
ان کے دل و دماغ کو لگا ہوا ہے اس کیلئے قبولِ رسول
سے مندل جاتے۔

الشَّرْعَانِی و فکر و نظری ناسلامی سے ہر مسلمان
کو محفوظ رکھے اور مشاہدات میں پڑ کر دین و دنیا فار
کرنے کی بجائے محکمات نے شیع اور غیر متبرہ انکار و
اعمال سے نولگانے کی ترقی نیک عطا فرمائے۔

دور از کار

سوال ۲۔ (ایضاً)

سیدنا یوسف علیہ السلام جس وقت زیجا سے طے
تو کیا وہ بڑھی تھی ۹ اور کیا وہ بد صورت تھی ہنر سکی
شلوذی سیدنا یوسف علیہ السلام سے ہو گئی تھی ۹ اور کیا
دہا یمان سے آئی تھی یا کافرہ ہی انتقال کر گئی تھی۔ کیا
ان مذکورہ سوالات کا کسی حدیث صحیح سے ترتیب ہے و
کیا یہ بھی صحیح ہے کہ خوجہ بن عین اتنا بہا تھا کہ سند درمیں سے

اور بہ شکل ان لیا جائے۔

بعد میں حضرت پرسنگ کی شادی زیجاء سے ہوئی یا نہیں۔ اس کا ہمیں علم نہیں عقل و قیاس کے تھے ہمیں ہوتی ہوئی۔ لیکن ایک اچھے معاشر میں عقل و قیاس کے گھوڑے دولا نے کی ضرورت ہی کیا ہے جس کا علم اور جیل دلوں برآب ہیں۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ زیجا مومن مری یا کوئی
— چاری طلاق سے اس کا جو بھی حال رہا ہے۔ اگر ایمان لائی ہوگی تو وہ ہم مسلمانوں کی اُس دعائیں شامل ہے جو ہمارے پر جملہ ہمیں کے لئے کی جاتی ہے اور اگر نہ لائی ہوگی تو
جنم ہر حال بہت بُرا اہم کا نہ ہے۔

حرب بی عنی کی ملائی ناپنے والا کوئی فیض ابھی تک اس کا نہیں ہوا۔ نکھلی ہو گا جس طول و عرض کو حض وہم و تریکے جنم دیا ہو اس کی بیانش کوئی کیوں نکر کے۔ وجہ یہ عنی اگر واقعی کوئی ذی روح لگزرا ہو اور اس نے سورج کی ملکاری سے چھیلاں بھولی ہوں تو اس میں نہ سورج کا کچھ تھوان ہے زچھلیوں کا۔ چھلیاں سورج سے بھولی جاتیں اور ٹھکلی آگ سے تیج ایک ہی ہے۔ پھر یہ طلاق کو نکروشیں کیوں؟

اچھا سپور کام کی کتابوں کا مطالعہ نہیں اور لایمنی باتوں میں سرنہ کھپائیں۔

درود کا مفہوم

سوال ۱۴:— ار. عبد الرشید (باجڑہ گرمی)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہنس کی پوری قوم کو اُس کی آں کہا جاتا ہے۔ ایں شیخ کی توبات ہی اور ہے خود چارے ہیاں اس کو عجیب گور کھدھدا بنادیا گیا ہے۔ مثلاً ہماں یہاں جو درود شریعتی درج ہے۔

الحمد لله رب العالمين وحده لا شريك له وصلوات ربي و سلام

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آں اور اصحاب و ملحدہ علیہ ہیں۔

میر بانی نہ کار بھن کو درکریں کیسا ذکر کو صحیتیں دہیں؟

اور اگر نہیں تو پھر اس درود شریعت کا کیا مفہوم ہے؟

اجواب ۲:—

آن بخار کی تشفی کرنے سے قبل ہم کچھ تشفی اُن حضرت کی بھی کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے ان چند ماہ میں نہایت طنز و طعن کے ساتھ دخراش الفاظ میں ہمیں لکھا ہے کہم نے آں کا غیوم سمجھانے میں بخات کی ہے اور آں تو بایقین ایں خاتہ ہی کوئی نہیں ہے۔

ریخ ہوتا ہے کہ ایں علم کی نفسانیت اور استعمال نہیں نے خواہ کو بھی ذہنی تشدید میں مبتلا کر دیا اور ان کا المناق حال ہے کہ جیسا کہی نے ان کے کسی بیوب عقیدے کے خلاف کچھ لکھا ہیں وہ آپ سے باہر ہو گئے اور اخلاق و شاستھی کا داشن باہر ہے چھوڑ دیا۔ ہم بحث کرے کہ اس بے ضبطی داشتھی میں تمدنی شریعت والے بیند ہیں ہی سب سے آئے ہیں مگر اضافی قریب میں مکالکہ وہی ایسا تو ان سے بھی کئی تدم آئے ہیں جن کے نظام منکر کو انشع کی دیکھ لگی ہوئی ہے۔ پورا مکالہ ہے ریخ کی چاٹے تو تابت ہو تو شیخ اور توری تصوف کے مابین بھی کوئی ربط غافل ہو جو ہے اور پیشیت زدہ تھی ازیادہ تردید ہیں جیسیں مدد پرستی اور قرب رباری کا جسکالا کا ہوا ہے۔

بہر حال حقیقت کچھ ہو لوگوں نے پڑھنے کا خطوط ہیں لکھے ہیں اور ان سب کا مرکزی خیال یہ ہے کہ درود میں لفظ آں کو عام کر کے تم اپنی بیت کے کہتے تو بغیر کا ہوت دے سہے ہو۔ تم چلتے ہو کر صلاۃ الہی سے دی پکیز پنسم سخو مردہ جائیں جیسیں سر کار در عالم کی قربات داری کا بے شال استیاز حاصل ہے۔

اغسوس اُن ملادہ سور کے بجاڑے ہوئے بھکڑا ہوں سے اس کی توکیا تو قوع پوسکتی تھی کہ یہ پورے قرآن پر لفڑ ڈال کر ثابت کرئے کہ آں ہر ہنس کو درود شریعتی اور اقرب رہی کے لئے آیا ہے۔ یہ چوارے تو زیستی کی تحقیقت بھی دیکھ کر آں سے تمام امت سلسلہ پاکام بندگاں نکو کار در عالم لئے ہیں۔ میر بانی نہ کار بھن کو درکریں کیسا ذکر کو صحیتیں دہیں؟ اور اگر نہیں تو پھر اس درود شریعت کا کیا مفہوم ہے؟

قرآن ہی نے آل کو خوبی رشتہ توں تک محدود نہیں کیا بلکہ وہ سچے معنوں میں بھی استعمال کیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تم اسی پر
ایسے مقامات پر جان دسجع معنوں میں استعمال کرنا ضرور
قیاس کے خلاف نہ ہوا نے ہمارے اور اہل بہت کم خود
نہ کریں۔ ایسا کہنا باطل عقائد کی راہ رو کئے گئے مخصوصی
ہو گا اور عقول بھی۔ اسی لئے ہم اس کہنے میں کوئی تباہ
خوس نہیں کرتے کہ دردش دین آل سے مراد امت کا ہے
 تمام لوگ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پروانے
محبوب کرنے والے ان کی لائی ہوئی شریعت میں بقین کامل
درستھے والے ان کے سیرت و کرد اور کو اعلیٰ نور پر بنتے والے
اور طاعت و نکاری پر مائل ہونے والے ہیں۔

لہٰذا آنے کے سخنوم کی وسعت پر قرآنی مثال ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتھے۔

نہیں نہ مانس آپ کو یہ اختیار ہے

ہم نیک دینہ خپور کو سمجھاتے جائیں گے
اگر تصورات سے بالآخر ہو گرفت آن کا مطالعہ کیا
جاتے تو علوم ہو گا کہ آں کا لفظ زیادہ تر گھرانے ہی کے
معنوی میں استعمال ہوا ہے اور ہمارے کام مصدق ای بال
بچے اور قرابت داری میں، لیکن بعض مقامات پر یہ فہرست
نہیں لیا گیا، بلکہ اس کا مصدق ای وہ تمام لوگ ٹھیک ہے جو
خون کے تعلق سے تھے اور جسے قرابت دارہ ہوں اور ایک
ہی گھر انہیں کہلائیں گے، لیکن شرب و مسلک، عقیدے، عمل،
اور سیرت و کردانی کے کسی خاص درخواست پر بہت نایاب توافق و
یکساخت نہ کہتے ہوں۔ اس کی مثالاں ایجی ہمذیں گے۔
ایسی صورت میں کسی کا دعویٰ گزنا کر جسماں گیر

ایی سورت میں یہ دعویٰ کیا رہ جسے ایسے
بھجوں کیلئے اس کے معنی اپنی بیت ہی میں بالکل درست
نہیں ہے جب تک کوئی نیچے معلوم نہ ہو جائے کہ دوسرے
معنی لیئے ناتھیں ہیں۔ پھر اس دعوےٰ ہی تک بات نہیں،
بلکہ یہ دعویٰ بعض فاسد عقائد کے اشانت کی خاطر کیا جاتا
ہے اور ان عقائد کی پیٹ میں کتنے بھی ستم اقتدار عقائد
خالک نہ ہو جائے ہیں۔ یہ الفوس نالک سورت حال ہو تو
عدل و توصل طلب پسند کرنے والوں کو یہ کہنا ہی کہ ٹھہرے گا اک جب

اہل دعائیں شامل نہ تھے اور پہلے عام فقریوں میں آپ کی دعا ان کو شامل نہ ہو چکی تھی ۹ خلاہ برپہ کریں شامل نہ تھے اور وہ سب مقاضد بھی دعا سے بدلیں جیسیں آئئے تھے تھیں بعد میں شہر بیج کے ساتھ شامل دعا کیا گیا۔ لیکن آپ کو نکر خصوصی تھیں ان اعزاء کے ساتھ تھا اس نے فتوحاتِ خصوصی کے ساتھ ان کا نام لیا اور الحجاء کے نام کے بعد تجویز کی تھی۔ تھیں تھا مغل نقل، قیاس ہر اعتبار سے معلوم ہو چکا تھا۔ شکر فرعون کے قرابت داروں کو محدود نہیں ہو سکتا۔

کوئی شخص فرعون کے دشتر داروں کو محدود نہیں تو سعی بھی عطا کر دے تب بھی یہ تائیخ کی اصل حقیقت ہے کہ شاہی خاندان کے افراد اپنے بھی داروں پر رکھے جانتے ہیں۔ سپاہیوں اور سہولی افسروں کی حیثیت نے بھروسی تھیں کئے جاتے۔ یہ بھی باصرہ میں کا یقیناً کرنے والا طریقہ شکر تھیں اپنے افسروں کا جمود نہ ہو چکا بلکہ معقولی آفیسر اور سہولی افسروں میں کافی شالیں ہوں گے۔ پھر یہ برق کو ریکھنے کے اور اللہ افیسین آن فرعون سے ملقب کر رہا ہے۔ تو کیا یہ ثابت نہیں ہوا کہ آن کا اطلاق ہمیشہ اپنے خاندان ہی پر نہیں ہوا۔ بلکہ کسی خاص و صفت میں شکر گروہ اور کسی خاص کیجیے پر چلنے والی جماعت پر بھی ہوتا ہے۔

تَرَقَّبْنَا آنَتَانِي الدَّاهِنَةِ حَسَنَةَ وَفِي الظَّهَرِ وَ

حَسَنَةَ قَوْمَهُ أَعْلَمُ بِالْمَنَارِ۔

کوئی آنساں ایسی ہے جو اس کی طلب اور کوئی تکلف ایسی ہے جس کے سچا کوئی انتہا اس نہیں۔ فوج تھوڑا میں موجود نہیں ہے بلکہ بھر بھری قرآن و حدیث ہیں۔ بہت سماں اور بھی مختزل اور خاص دعاوں کی ترتیب ہے یہیں اور رسانی لطیرت بھی متھا ضمیم ہوتی ہے کہ وقت اوقتناً سپرد تھیں کے ساتھ دعا یہیں کی جاتی رہیں۔

یہیں کمی صورت حال درود ہے جس کے نتیجے سے یہیں ملے اُن کو تھی مظلوم پر بزوی رحمت کی استاد مالی کوئی ہو جائے۔ تعلق خاطر کی سب سے زیادہ حق اور رحمت خداوندی کی

پھر باری تعالیٰ فرمائے ہے۔
وَإِذْ قَرَأَ قَاتِلَهُ كَمَوَ الْجَنَّرَ فَأَخْبَرَنَاهُمْ وَأَخْرَجَنَاهُمْ
آلَ قَرْعَوْنَ۔ تفسیر یہی بھی دیکھئے اور جملے سے بھی کچھ تھے کہ بنی اسرائیل کا تھا قب کرنے والا تمام اشکار کی فروعوں کے جان بیٹھیوں اور سارے بیٹھیوں پر بھی مشتمل تھا یا اس سے بیٹھی کثیر افراد بھی رہے ہوں گے جو کافی بسی رشتہ روشنے نہیں تھا۔ مغل نقل، قیاس ہر اعتبار سے معلوم ہو چکا تھا۔ شکر فرعون کے قرابت داروں نکل محدود نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص فرعون کے دشتر داروں کو محدود نہیں جیسا تو سعی بھی عطا کر دے تب بھی یہ تائیخ کی اصل حقیقت ہے کہ شاہی خاندان کے افراد اپنے بھی داروں پر رکھے جانتے ہیں۔ سپاہیوں اور سہولی افسروں کی حیثیت نے بھروسی تھیں کئے جاتے۔ یہ بھی باصرہ میں کا یقیناً کرنے والا طریقہ شکر تھیں اپنے افسروں کا جمود نہ ہو چکا بلکہ معقولی آفیسر اور سہولی افسروں میں کافی شالیں ہوں گے۔ پھر یہ برق کو ریکھنے کے اور اللہ افیسین آن فرعون سے ملقب کر رہا ہے۔ تو کیا یہ ثابت نہیں ہوا کہ آن کا اطلاق ہمیشہ اپنے خاندان ہی پر نہیں ہوا۔ بلکہ کسی خاص و صفت میں شکر گروہ اور کسی خاص کیجیے پر چلنے والی جماعت پر بھی ہوتا ہے۔

اب خدا آنحضرت ایسی بھروسی کے بارے میں ہن لیں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ کی جماعتے روز مرہ اور ملکہ ایسا کی میزان الحماۃ ہے۔ آپ پس ادا قابض اس انداز سے دعا مانگتے ہیں۔

”اَسَهُ اللَّهُ اَهْمَرَ اَرْدَسِرَے اہل دعائیں پر اپنے فضل فرم۔ ان کی صحوتوں میں بہت اور رزق میں فراہمی اور افضل اور ان کی مشکلات کو تم کر کے آسانیوں کا دروازہ گھولو۔ اور اسے اللہ اور اپنے طلو کی بیماری دور فریادے۔ اور میرے بھائی شجاع طیف کو بزرگ اور عطا فرم اور میرے بھائی شجاع کو
کہا جائے میں کامیاب کر دے۔“
فرماتے ہیں کہ آپ کا بیٹا بھائی اور بھتیجا سب ہی

کے بعد سب پر ابو بکر صدیقؓ ہی کو رہے گی اور اسکے بعد علی الترتیب ٹینوں خلفائے راشد بن رضوان اللہ علیہم کو۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ جیسی بیویوں میں کہاں تصریب ہوتی ہیں۔ شمس و قمر کی درختانیاں ان کے نقش قدم کی تباہیوں پر ترتیبان۔ پیٹے مان سے زیادہ کہے چاہیں گے۔ مگر مشیت ایزدی اور فیصلہ باری کے آنکے پوری کائنات سرنگوں ہے۔ اسی نے فیصلہ کر دیا کہ محمد عربؓ کے بعد سب سے بڑا انسان ابو قعافہ کا بیٹا ابو بکرؓ ہے تو پھر تمام دعوے خاموش، تمام جذبات گنج اور تمام دلائل پر انداز ہوتے۔ حقائق ہائی جنہیوں کے پابند نہیں وہ اٹھیں۔ ناقابل شکست ہیں۔ سمجھائیں ماؤعظمہ شانہ و هوالعلی الکبیر۔

حضور کا نکاح

سوال ۱۰۔ دایفَ

حضورت علیہ السلام کا نکاح کس نے پڑھا تھا۔ ابو طالبؓ نے پڑھا تو کیا ابو طالبؓ اپنائیں لائے تھے؟ اگر نہیں تو کیا حضورؐ نے نکاح کی تجدید فرمائی تھی یا اس کی ضرورت نہ تھی؟ نیز یہی ارشاد فرمادیں کہ حضور علیہ السلام کے نکاح میں خطبہ وغیرہ کیا پڑھا گیا تھا؟

اجواب:

بنے شکر سرکار درود عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسا نکاح حضرت خدیجہؓ بنت خولید سے روسائے مفتر اور بنی هاشم کی موجودتی میں ابو طالبؓ ہی کے نزیر نگرانی ہوا تھا اور پرانیں و بیخ خطرہ انہوں نے ارشاد کیا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:-

”تم اتریف اس خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں ابراہیمؑ کی اولاد اور اسماعیلؑ کی دریات میں پیدا کیا۔ ہمیں بعد مضر کے بے سل اور طاہر جو ہر بے نکال۔ پئی گھر کا رکھو ادا اور اپنے خدمت کا پشوشا ایسا عمدہ گھر ہیں غایت فرمایا کہ لوگ ادھر اور

سب سے یڑھ کر شایاں ہے۔ پھر فی الجملہ تمام امت کا یا کم تکم اُس گروہ مومنین کا نام لیا گیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر جانے میں کوشش رہتا ہے اور رہنگا اس کے بعد شدید تعقیل اور شکر لگدا ری کے اقصادیں ان اصحاب کا خصوصی تذکرہ حضور می ہوا جو رسول اللہ کے بعد مسلمانوں کے خصوصی اور تمام عالم انسانیت کے عموماً راستے پڑے گھنی ہیں۔ جن کی محبت حیثیت ہی کی دلیں اور جن کا شکر لگدا رہنے والوں کا دلی تقاضا ہے۔ جو قصر امام کے ستون اور حسرہ ملت کے نفس ناطق ہیں۔ اپنی بیت رضوان اللہ علیہم پر خدا کی ہزار ہزار جمیں ہیوں وہ سب ان میں بدرجہ اولے شامل ہیں اور اگر عدم بلوغ کے باعث بعض انسداد کی صحابت میں کسی اصول پر سست کو کلام ہو تو بھی اس کی حقیقت اصطلاح سے زیادہ پچھنیں اور اپنی بیت آں کے دائیں میں بھر صورت جلوہ افسوز ہیں۔ درجہ میں تو اپنی بیت دلوں ہی صورتوں میں نکرا کے ساتھ شامل ہیں جا ہے آں کے معنی گھرانے کے لئے جائیں چاہے متفقین و متوسلین کے۔

ایم ہے ان تصریحات سے آپ کی بھجن دور ہو گئی ہو گی۔ تھیوں ہو تو پہلے آپ آں کو گھرانے کا کم محدود کر لیجئے۔ ہمیں اس میں بھی کوئی گرانی نہیں۔ محبوب سماں صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً بعدهم ان کی اولاد اور ان کی ازواج مطہرات کے لئے اللہ سے طلبِ رحمت کریں تو یہ گھر ان کیوں ہو۔ جس سے حضورؐ نے رحمت کی ان سے تو رحمت کرنا تمام امت پر لازم ہے۔ یہ لزوم تھی نہیں، قانونی نہیں طبعی اور نفسیاتی ضرورتی۔ بنے شکر ہم الہیت کے چاہئے دلوں میں ہیں۔ لیکن آں کے مفہوم و مرادِ رحمت تو در اصل اس وقت کھڑی ہوئی ہے جب بعض کچھ فکرے خصوص مقاصد کے لئے آں کو محدود کر دیتے ہیں۔ ان مقاصد سے ہم بھی آفاق نہیں کر سکتے۔ لیکن کہ اپنی بیت کیلئے جا ہے کتنی ہی انفرادی فضیلیتیں کوئی تابت کر دے، لیکن تھوڑی اوصاف کے ذریں و قیمت کے اعتبار سے فضیلیت حضورؐ

یا نہیں۔ یہاں اس کا محال ہی نہیں۔ اس وقت تک نبی حضور رسول تھے نہ نزولِ دین کا آغاز ہوا تھا۔ ابو طالب اور ورثت بن قفل کے بارے میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ مسلم ہیں یا غیر مسلم۔ مومن ہیں یا کافر۔ انھوں نے خطبوں میں جو کچھ لکھا ہے بعد میں باز ہونے والے دین کے معیار سے بھی لفڑی شرک کی چھوٹ سے پاک اور وادیٰ ہی عقائد کی سماست سے غیر ملوحت ہے۔ ان ہیں ہی ہترین اسلامی ذہن بول رہا ہے جس سے زیادہ کا نصوص قبیل از نزولِ قرآن نہیں ہو سکتا تھا پھر کس نے رسول خدا کے سامنے نکاح کی صحت و عدم صحت کو ابو طالب کے اسمان لانے کی بحث پر موقوف رکھا جائے گی اسکو کچھ دن ہوتے تفہیم البخاری کے ذیل میں ہم عرض کر رکھے ہیں۔ ابو طالب آئینی اعتبار سے مسلمان نہیں بانتے جاتے لیکن اپنے جملہ اوسمانیت میں رہ کی روشنی میں وہ ہمارے دلی ادب و احترام کے ساتھ ہیں اور ان کی سنتی طریقہ تجویب معلوم ہوتی ہے۔ جب یہ بادآتا ہے کہ رسول خدا کی پیش پناہی کے سلسلے میں ان کا کردار کیا رہا ہے ہمارے خیال میں ابو طالب کا کیا ہوا نکاح بالکل کامل و نافذ تھا۔ وہ بعد میں اسلام نہیں لائے تب بھی اس کی تجدید یہ ضروری نہیں تھی۔ بیت اس سے ٹرکھ کر کیا ہو گا کہ حضور نے تجدید نہیں فرمایا۔

اک اور نظری پیش نظر یکھیتے۔ ام المؤمنین حضرت جبیر رضی سے حضور نے غائبانہ نکاح کیا ہے اور نکاح کرنے والا تھا شاہ نماشی۔ خطبہ بھی اسی نے پڑھا تھا۔ سماشی کے لئے کچھ بھی کہا جائے، لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اسلام لے آیا تھا۔ اس پہلو سے اس کی اور ابو طالب کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں۔ سیرت نگاروں کا سوادِ اعظم اس پر متفق ہے کہ یہ نکاح جبکہ ہی میں ہوئے لیکن بعض صحیحین متشکل اور ہری اور قادہ وغیرہ کی اکسر روایت کو اگر لائق تھا تو اس نکاح کا عقد

سے اس کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ ایسا حرام خطا کیا کہ جو بھی دہلی آجائے مامون ہو جائے۔ اور ہمیں عامۃ الناس کی مردادی دی۔ اما بعدہ میرا برادر زملاہ حجت بن عبد اللہ ہے یہ ایک جوان ہے کہ قریش کے کسی بھی شخص سے اس کا مقابلہ بدیجئے یہ فائق رہے گا۔ اس روپ پر میسہ اس کے پاس کم ہے مگر وہ پیر ہے تو ڈھانچی چھاؤں اور تبدیل ہوئے والی ہے۔ محمد وہ شخص ہے جس کے باسے میں تم سب اچھی طریقہ جانتے ہو کہ اس کی بھی سے کیا رشتہ داری ہے وہ خدیجہ بنت خوبی سے رشتہ ازدواج چاہتا ہے اور یہی مال میں سے میں اونٹ بطور ہر مقرر کرتا ہے اور تم ہے خدا کی اس کا مقابلہ علمیہ جیلیں ہے۔

اس کے بعد ورثت بن قفل نے بھی جو ایکٹھے عالم ہونے کے ملادہ حضرت خدیجہ کے چیزاد بھائی تھے ایک خلیفہ یا جس کا ترجمہ ہے۔

”تمام تعریفِ انتہی کے لئے ہے جس نے ہم ایسا ہی بنایا جیسا اسے ابو طالب آپ نے واضح کیا۔ اور ہمیں وہ تمام امتیازات عطا کئے جیسیں آپ نے گذرا یا اپس ہم لوگوں نے تمام عرب کے سب رہا اور مرد اور بیویوں آپ آپ لوگ جلد فضائل کے حامل ہیں۔ کوئی گروہ آپ کے فضائل کا منکر نہیں اور کوئی شخص آپ کے خود مشرف کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بے شک ہم لوگوں نے کمک رہا اور خوبی کے ساتھ آپ میں ملتا اور شال ہونا پسند کیا۔ پس لے قریش! اگواد رہنا کہ خدیجہ بنت خلیفہ کو میں نے محمد بن عبد اللہ کے نکاح میں دیکھا چاہ سو متعلق کے خون۔“

یہ دونوں خطبے آپ کے مابین ہیں۔ کیا یہ مخدوس نہیں ہوئے کہ ہم کس کا رگہ نکریں ڈھنکے نکلے ہیں۔ یہ بحث تو ایک طرف رکھتے کہ کسی مسلمان جوڑے کے لیے جایا تھے قبول کی دکالت اگر کوئی غیر مسلم کر دے تو نکاح ہوتا ہے

کرنا بھی نہیں چاہیے۔ ہماری زندگی میں بے شمار ایسے اشغال و اعمال ہیں جن کے بغیر ضروری ہونے میں کوئی شک نہیں اور ہر غیر ضروری فعل ہو و لعب ہی کی فوایت رکھتا ہے۔ تو وہ شریعت حسن نے نیکیوں کو فراخیوں اور دشواریوں کو آسانیوں میں بدلا ہے اسی سخت گیر کیسے ہو سکتی ہے کہ ہر غیر ضروری کو حرام قرار دیے اور زندگی سے تفریح کا عنصر بالکل خارج کر دے۔ جو شریعت تمام حالم کے لئے آئی ہے اس میں یہ رخا جتھا کبھی مفید نہ ہو گا۔ ضرورت ہے کہ ٹھی انداز تک کی جگہ اور ہر سرگیر انداز تک اخیار کیا جاتے اور احتیاط داعد ال کاد اس بھی ہاتھ سے نہ چھوڑ ا جلتے۔

شرطی خیاہے؟ — ایک ایسا ہمیں جو وقت خودی میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس کا انہاں کو خدا کی سکھیت رکھتا ہے اور اس کے کھلاڑی اشیوں کی طرح اس میں تم ہو جائے ہیں۔ مگر کیا یہ یہ اس کی شرعاً حرمت کے لئے بھی کافی ہے؟ — اس سوال کا جواب اثبات میں دینا بہت مشکل ہے۔ وقت صافی لزانہ تباہی برآئی، لیکن شریعت نے اسے حرام نہیں بھیرا یا شرط کیا اس لئے فرائض و اجات سے غافل نہ ہو۔ اگر اضا عیت وقت مطلقاً حرام ہو تو پھر کوئی بھی کھیں اور مشغله تفریح جائز نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

پھر کوئی چیز ہے جو شرطی خیج کو ملعون قرار دینے پر، بل علم کو منفق کر سکتی ہے۔ کیا وہ جواہے ہے کیا اس پر مالی ہار جیت کی بازی بھی جاتی ہے؟ — اگر ایسا ہوتا تو اسکی حرمت تطبیق میں دورانے کی تجویش نہیں بھی مگر جیسا نک ہمارا علم ہے وہ آئندہ قمار بازی نہیں ہے۔ آج بھی اور ماہنی میں بھی وہ عام طور پر تفریجیں بھی جاتی رہی ہے۔ ہم نے نہیں شناک اس کی ارجیت خیالی درود سے گذرا کر رکھی ہے سکتے ہیچی ہو۔ اس پر جو اکھیلانہ تاریخی طور پر ثابت ہے، نہ آج ہیں لفڑا تملہ ہے کہ اسے قمار بازی کے طور پر کھیلا جائے ہو۔ پھر بھی اگر کوئی اس کی ہار جیت پر کسی رقم کی ارجیت مقرر کر لے تو یہ ایسا ہی ہو گا جیسے ہاکی کرکٹ ہمکی ڈنڈا، یا کشی کی ہار جیت پر رقم کی بازی لگائی جائے۔ کھیل جسے بازی

حضرت ام جیہہ سے حضرت عثمانؓ نے مدینے میں کیا تو اسے تجدید نکاح پر محول کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ "تجدد" اس نے نہیں بھی جاتے گی کہ ہم اپنے نکاح کیسے دالا۔ "تجددی" مسلمان نہیں تھا، بلکہ اس نے شمجی جاتے گی کہ نکاح نامہ نہ ہوا تھا اور جنہوں نے قوم کی قشیق دلائل ایسی کی خاطر اسے ددبارہ اپنی موجودگی میں منعقد کر انہموزوں خیال کیا۔ اس زندگی اسے زادہ یہ شایستہ ہوتا ہے کہ نامہ نکاح کو موعد آئنے پر تجدید کی مشکل دیدیلا جس ہے۔ لیکن یہ ابتدہ نہیں ہوتا کہ جس اسی پا بطالکے کے ہوتے نکاح اور کے اسلام قبول نہ کرنے کے باعث نکاح تجدید رہے۔

شرطی خیج

سوال عظیم: — از۔ رئیس احمد۔ احمد آباد
میں جانتا ہوں جو کسی مصروفات قیمتی ہیں اور شرطی خیجی نو چیز کے باسے میں بحث کرتا آپ پسند نہیں فرمائیں گے۔
لیکن یعنیں کیجئے یہ بحث بہت لوگوں کے تفہید ہو گی۔ شرطی خیجی بقول بھی اور آج بھی متروک نہیں ہے۔ اچھے خاتمه دفعی لوگ بھی اسے تھیتے اور وقت ضائع کرتے ہیں۔ مجھے اسکی حرمت میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ یقیناً ہو و لعب میں داخل ہے اور ہو و لعب کی مانع کت کسی مسلمان پر بخوبی نہیں لیکن ایک بہت کے دوران بعض و مصنوں نے گہاک بعض اماموں کے نزدیک شرطی خیج جائز ہے۔ اس کی حقیقت ہے؟ میرے طبیعت کو کسی طرح نہیں مانتی کہ ایسی ملعون اور شیطانی چیز کسی طرح جائز بھی ہو سکتی ہے، لیکن آپ اپنے معنوں کے مطابق تفصیل سے اس مسئلہ کے ہر پہلو کو متسرح فرمادیں تو فائدہ کام کا باعث ہو گا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

اجواب عظیم: — شرطی خیج ہو تو صریحاً ہو و لعب میں داخل ہے اور ہو و لعب جتنے بھی ہیں اصولی طور پر کروہات و فضولیات کی فہرست میں آتے ہیں۔ اس طرح شرطی خیج کا نامہ نہ ہوتا اپنی جگہ مسلم ہوا۔ لیکن تمام ہی ہو و لعب پر فرقہ یکسان حکم نافذ نہیں کری۔

”اُس شخص کی شہادہ مردود ہو گی جو شرط خیج میں نہ
کھیلے یا نمازیں تھنکارے یا اس پر بکثرت قسم کھلتے
یا اس کذب کا ہوں پر کھیلے یا داعی طور پر کھیلے۔
شراح وہ بانیہ لکھتے ہیں:-“

”فاضی شرق و غرب سے تھنوں ہے شرط خیج
کھیلے میں کچھ حرج نہیں ہے۔“
تثیر الایصار میں ہے:-

”چ سرا در شرط خیج مکروہ تحریکی ہے۔“

امام غزالی خلوصی میں تو مکروہ لکھتے ہیں، لیکن
احیاء العلوم میں جائز قرار دینے ہیں، لیکن دادا اور کثرت
پھر بھی سخت مکروہ ہے۔

امام سیوطی نے تسبیح الایمان میں ایک حدیث بھی
روایت کی ہے کہ لوہ میلعت بالمشتر خیج الاصحاطع
و شرط خطا کارہی کھیلتا ہے، لیکن اذل تو اس کی سند
میں گفتگو ہے وہ سرسے فیضی فیصلہ دینے میں صریح
نہیں۔ خطا کارہی وہ شخص نہیں ہے ہی جو مفراد اور ثواب
دینے والے کاموں کے عوض کھیل کو دیں وقت گوتا تا
ہے، لیکن یہ خطا شریعت میں علی الاطلاق حرمت کے
واڑے میں نہیں آتی۔ اس اصول پر تو وہ تمام کام حرام
ہو جائیں گے جو وقت کو کھاتے ہیں اور ثواب کچھ نہیں دیتا
حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تفریخ کی خاطر ایسے اوقات
ضائع کردیں اجنب میں کوئی فرضیہ ضائع نہ ہو رہا ہو شریعی
جو از رکھتے ہے اور جو از شاید اسی لئے ہو کہ لفڑی بھی بچے
خود ایک ضرورت ہے اور اسلام کا قانون ضرورت کی خد
بندی میں اتنا سخت گیر نہیں ہے حتاً بعض یاں مزاج
اور لفڑت پسند حضرات سمجھتے ہیں۔

کچھ علماء و فقہاء کے اوال نہیں نقل کر دیتے۔ ان
میں خور و فکر اور شریعت کے احکام میں شخص کے بعد جو
تیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ شرط خیج ایک ایسا کھیل ہے جو
نکو کاروں کے شایابی شان نہیں۔ کام کے آدمیوں کو
اس سے دور ہی رہنا چاہئے۔ اسے کھیلنا وقت کا ایک

کے کھیل نہیں ہیں۔ ان کا جواز شریعت میں قطعاً متفق علیہ ہے
الذی کہ کوئی عارض ان کے جواز کو حرمت میں بدل دے سکے۔
تو جس وقت ان پر زخم کی بازی لگئی اس وقت یہ حرم ہو جائے
۔ مظلفاً حرم نہیں ہوں گے۔ اسی طرح شرط خیج پر قسم کی
بازی الگانی جائے تو اس کی حرمت لفڑی ہے، لیکن نرگانی
جائے تو اس کی حرمت دلوعینت پر قسم کوئی خاصی خواستغی
انہوں نفہا میں اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے
جس کی ضروری تفصیل یہ ہے:-

امام مالک اس کی اباحت وجہ اس کے قالی ہیں۔
امام شافعی کے اس سے متعلق دو قول پائے جاتے ہیں۔
ایک یہ کہ جائز ہے، دوسرا یہ کہ مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ مکروہ
خوبی نہیں تشرییع ہے۔ گویا دوسرے قول کی غنیدہ پر بھی
اس میں حرمت کی گئی شامل نہیں ہوتی بلکہ صرف
نامحوم دیت اور لفڑت آتی ہے جس سے دام بیانا اپنے
مسلمانوں کا طرہ انتیاز ہونا چاہئے۔

احافظ میں دو گروہ ہیں۔ ایک اسے حرام کہتا ہے۔
دوسرے جائز قرار دتا ہے۔ جو از کے لئے شرط یہ ہے کہ اس پر
زخم کی بازی نہ گئے۔ نیز نمازیں تھنکارے جائیں اور نوش سے
بچا جائے۔

علماء و فقہاء کے کچھ قریب و امت میں حوالہ یہ ہے:-

ذہادی مجتمع البر حاصل میں ہے:-

”شرط خیج کا کھیل ملا، کے مابین فقہی اعتبار سے مختلف
فیسے۔ کچھ اسے جائز قرار دیتے ہیں، لیکن کوئی اس سے
جنگ میں مدد نہیں ہے اور حربیں کی لا زیں من مسلم
ہو جاتی ہے۔ لیکن جو از تین مشرطوں سے سرداڑہ
ہے، اذل فیار نہ ہو، وہ تم نمازیں با بغیرہ کی طبقے
سونم کاں گورج اور کش کلائی کی نوبت دئئے اگر
اونچ سے کوئی شرعاً معدوم ہو گی تو جو از سرداڑہ
ہو جائے گا اور کھیلنے والا مردود الشہادہ قرار
پائے گا۔“

درستاریں ہے:-

کی جائے۔ جو نگری بحث آپ کے جریدہ تجھی کی ڈاکتی خدت ایک سوال کے جواب میں پیدا ہوئی ہے اس لئے آپ ہما سے استفسار ضروری نہ ہاگیا۔

(۱) مولوی صاحب کا ہبنا یہ ہے کہ آپ لوگ جو مقلد ہیں اپنی جماعت کو ایں منت کے نام سے پکارتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے یہ اجماع تفاسیر ہے۔ آپ مقلد ہوں تو یعنی بات ہے کہ آپ امام صاحب کے ارشاد کو واجب العمل تسلیم کریں گے اختلافی مسائل میں آپ کتاب و منت کی بجا امام صاحب کے قول ہی کو ترجیح دیں گے جس کا تجویز ظاہر ہے کہ حدیث کے ہوتے بھی آپ اسے قول نہ کریں گے۔ اندھیں صورت آپ کو ایں منت کہلانے کا کیا حق حاصل ہے؟ ایں منت کہلانے کا حق تو بھی ہونا چاہئے کہ آپ قول ہمیں کے سامنے قول امام کو ترک کر دیں۔ جیسا کہ امام عظیمؒ کے شاگردؒ رشید امام محمد و امام ابو یوسفؒ سے امام صاحبؒ کے اکثر وہ بیشتر مسائل میں اختلاف ظاہر ہے۔

(۲) مولوی صاحب کا ہبنا یہ بھی ہے کہ یکم امام عظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو مقلد کہلانے کا حق بھی ہیں یعنی اچھا چاہیے آپ خنی یا شاقعی کو ہلائیں۔ وجہ یہ بتائی کہ امام عظیم نے خود یہ اپنی تقلید سے روک دیا ہوا ہے۔ یہ نے ان سے حوالہ پوچھا تو انھوں نے مجھے کتاب میران شعرانی کا یہ حوالہ میں کیا حملؓ علی من لم یعرف دیلی، ان بخشی بکھڑی نیز ادا رائیتم کے لئے من یخالف ظاہر المکتب و لسنۃ فاعملہ بالکتب والسنۃ۔ جب دیکھو کہ ہمارے اقوال قرآن و منت کے خلاف ہیں تو قرآن و حدیث پر عمل کرو اور ہمارے قول کو چھوڑ دو۔ لاس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب کو اپنی فقیہ مطلوب نہ تھی، بلکہ ابتداء رسولؐ (قصود بھی) امام صاحبؒ کے اس قول کی تائید قرآن عزیز سے بھی ہوتی ہے۔ قل ان کی تفہیم تھجتوں ادھر افاضی تھیں یحییٰ کم اللہ۔ انساف کا انسافا تو یہ تھا کہ آپ لوگ حضرت امام صاحبؒ کے ارشاد یوں کر کے تقلید کو چھوڑ دیتے اور حکم الہی پر عمل پر چرا جاتے۔ اختلافی امور میں امام صاحبؒ کا ارشاد گرامی فیصلہ کرنے ہوتا بلکہ امام صاحبؒ

بُرا معرفہ ہے۔ لیکن کوئی شخص نمازوں خدائ کے بغیر شاستگی کے ساتھ کبھی کھوار سے کھلیل لیتا ہے تویر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ فعل حرام کا مرٹکب ہو رہا ہے۔

عجیب لطیف ہے بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ شطرنج کو تودہ شدت کے ساتھ حرام قرار دیتے ہیں اور اس کے ھیلنے والے سے بعض کی حد تک لفترت واستغراہ کا مرظا ہرہ فرماتے ہیں، لیکن کہ کٹ جب سے معمول ہم ہوئی ہے یہ اس ہیں خاصی دلچسپی لے رہے ہیں۔ بچوں کے ایسا میں بڑیوں سے اُنکا کے بغیر ہم نے اپنی انکھوں سے دیکھا ہے اور بھی کوئی لفظ اسکراہ کر کر یا اس کے ھلکڑیوں کے لئے ان کی زبان بھار کے نہیں سنتا۔ کیا کہ کٹ ان گی نگاہ میں بلا کراہت جائز ہے جب کہ اس کے تبع کا آئینی پر وکر ام نمازوں کا محل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ شطرنج اپنی بے پناہ وقت خوری کے باوجود اتنی بچائش بہر حال رکھتی ہے کہ اُدی نماز بآجاعت کا وقت نکال لے۔ یا ایسے اوقات منتخب کر کے جن جس ترک جماعت کا اندیشہ نہ ہو۔

خریر یہ تو ضمنی بات تھی۔ اصل حواب کا خلاصہ یہ تکلا کہ شطرنج ھیلنا جائز ہے حرام نہیں، لیکن اس کا بکشہت شغل ناجائز ہے اور جو شخص کبھی بخواہ شغل کرے اسے بھی نماز بآجاعت کا خیال رکھنا چاہئے۔ تیرشاستگی کو باتھ سے نہیں دینا چاہئے۔ شارع عام پر ھیلنا یا جاہلوں کی سی فحش کامیوں کے ساتھ ھیلنا اس غل کو حرمت کے دائرے میں بھیج لاتا ہے۔

رہائی مقلدین کا معاملہ تو یہ معلوم ہو چکا کہ خود بعض احباب بھی جوان کے قاتل ہیں۔ لہذا جزا کا عقیدہ لیکھنے والا غیر مقلد بھی نہیں کہلاتے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تقلید کی بحث

سوال ۱۔ از قاضی عبد الوحد۔ گو حزالزال

میں اپنے محلہ کے ایک اہل حدیث مولوی صاحبؒ کے ہاتھوں عجیب الحجج میں گرفتار ہوں۔ ہر بانی فرما کر عقدہ کشانی

مولوی صاحب نے مولانا روم کا ایک شعر بھی بھجے
ستایا۔ آپ بھی میں لمحے
کی مقدار میں تھے جوں طفیل علیل
گرچہ دارد باریک و دلیل
مقدار چاہے کتنی ہی سمجھت اطہیف کرے ناہم وہ
ایک بیمار بھے کی طرح ہے!

محترم! بزرگوں کے ان ارشادات کو سننکر
بھجے خود تقید سے نفرت ہونے لگی ہے۔ آخر جس چیز کو
واجب یا قرض کہا جائے اس سے اس قدر نفرت
کے کیا معنی۔ ہاں جب تک معلوم نہ ہو کہ مولوی صاحب
کی کمی ہری باتیں کیاں تک صحیح ہیں۔ تقید کی معانی فصلہ
کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ آپ ازراہ کرم ان مسائل پر
روشنی ڈالیں اور بتائیں کہ (۱) مقدار اپنی سنت کہا ملتا
ہے یا نہیں؟ (۲) کیا امام صاحب نے اپنی تقیید سے
روک دیا ہوا ہے؟ (۳) جب امام صاحب نے حدیث
رسول کے سامنے اپنے قول کو چھوڑ دیتے کا حکم دیا
ہے تو یہ تقید واجب کیونکہ ہوئی؟ (۴) جب اس سے
امام صاحب کے ارشاد کی عدم تعیین ہوتی ہے یا نہیں؟
(۵) کیا واقعی امام غزالیؒ کا ہی نظریہ ہے جو مولانا
نے بتایا ہے کہ تقیید علم کے کسی درجے میں نہیں یعنی
بے شکی کا تجویز ہے اور مولانا روم اور حافظ شیرازیؒ
کیا تقیید سے اس قادر بزرگ ارتکب کر وہ مقدار کا عظی
تک شستہ کو برا جانتے تھے؟ (۶) کیا واقعی حدیث
رسول کے ہوتے ہوئے امام کے قول کو لے لینا اور
قول رسول کو چھوڑ دینا ان آیات کے مصادق
ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

الجواب علیہ :-

سطر بنی، ظاہر فرمی اور بے بصیرتی کا تو کوئی
علوچ نہیں، ورنہ اپنی سنت اور مقدار ہونے میں کوئی
تفہاد نہیں ہے۔ شمال کے طور پر لوں گھٹتے بعض لوگوں
نے ایک کنوں سے ڈول گھٹتے کر پانی گھٹروں میں

کے ارشادات کو قرآن و سنت کی روشنی میں بھجتے ہی تو شش
کرتے۔ ارشاد الہی بھی یہی ہے۔ فان تذمیر چشم فی شبیخ
فردوس اللہ اللہ دالماکہ رسول۔ صحابہ کر مُحَمَّد کا بھی یہی
تعالیٰ تھا۔ انھوں نے یہ بھی سوچا بھی نہیں کہ ہر کسی ایک
صحابی کی تقیید کو اپنے اور لازم کر لینا چاہتے۔

(۲) تیری بات جو مولوی صاحب نے کیا ہے وہ نہایت
قابل خود ہے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مقدار دین کا قول
رسول کے ہوتے ہوئے قول امام کو سیلم کرنا داد طرح کی غلطی
ہے اول اخود امام صاحب نے ارشاد کی عدم تعیین جب کہ
انھوں نے خود اپنی تقیید سے روک دیا تو ہمیں تقیید کرنے
کا کیا حق باقی رہا۔ امام صاحب نے ہمیں ۱۵ صدر الحدیث
فہومہ دہبی کہہ کر تقیید سے روک دیں اور ہم اسے جب
جائیں۔

دو تم ائمہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی ہیں
یہ مولانا نے دو آیات پڑھ کر سنائیں جو اپنے معنی و معنو
کے لحاظ سے قلیلی دا ضمیح اور روشن ہیں۔ انھوں نے ان آیات
کا ترجمہ مولانا اشرف علی عطاویؒ کا کیا ہوا۔ سنایا۔ مولوی
صاحب کی باتیں سٹک میں جبران ہوں کہ ارشاد خداوند کی
کے ہوتے ہوئے دوسروں کے قول کو ترجیح کس طرح
دی جاسکتی ہے اور تقیید کو بکر قبول کی جاسکتی ہے۔

آیات خداوندی یہ ہیں:-

(۱) وَاذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَى إِنَّمَا أَنزَلْنَا لِلَّهِ وَالنَّبِيِّ
إِلَرَسُولُ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصْدَقُونَ عَنْكَ
صَلَادَدًا۔ (۲) وَاذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَى إِنَّمَا
أَنْزَلَ اللَّهُ وَالنَّبِيُّ الرَّسُولَ قَالُوا حَسِبْنَا مَا وَجَدْنَا^۱
عَلَيْهِ آيَاتِنَا۔

(۳) چونکی بات جو مولانا نے بتائی وہ بھی خاص تھی
رکھتی ہے مولانا نے کہا کہ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ تقیید
علم کے کسی درجہ میں بھی نہیں یعنی بے علمی کا تجویز ہے، نیز
انھوں نے یہ بھی کہا کہ مولانا روم اور حافظ شیرازیؒ فوجہ
بھی غیر مقدار تھے۔ تقیید کو بہت بُرا جانتے تھے۔ چنانچہ

اوہ بیویت صحیح کے لیے وہی طرز اس تسلسل اثبات کرتا ہے جو ائمہ و فقہاء کے مابین سالم شدہ ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ قول وہی درست مانا جاتے گا جنما نہ اور دلچسپی روایات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ حدیث مسونخ نظر انداز لردی جائے گی۔

یا یہ پہلا فقیر ثابت کرتا ہے کہ وہ مفہوم آپ بیان کر رہے ہیں وہ اتنی جگہ ٹھیک ہے لیکن قیامتی میرے قول کے معارض ہیں، بلکہ اس طرح اس کی طبیعت ہمکی ہے۔

اسی انداز کے سلسلہ علمی طریقوں سے اختلاف میں ہیں گفتگو کی جاتی ہے اور جب کوئی مقلد ایسی سلسلہ میں اپنے امام کے قول پر عمل پر اپنا ہوتا ہے تو اس پر یہ ازالہ کلاؤ کہ وہ کتاب و مذہب پر قول امام کو ترجیح دے رہا ہے کم نظری دلخیلی کی دلیل ہے۔ بڑے سے بڑے صحابی سے یہ کچھ ٹھوٹے اتنی تک کون ہے ہو وہ ہو گا جو قول رسول کو قول رسول مانتے ہوئے مجھی کسی اور شخص کے ایسے قول کو ترجیح دے گا جس کے بارے میں وہ جان رہا ہو کہ یہ قول رسول کی خدید ہے۔ حاشا ثم حاشا۔

اہل حدیث کو جس صورت حال سے اس طریح کی پیدا ہوتی ہے اس کو ایک مثال سے بھیجیے:-

امام کے کچھ سورۃ فاتحہ پڑھنے نہ پڑھنے کا مسئلہ اور فقہاء کے درمیان مختلف فہریت ہے۔ اس میں بہت بھیں ہوئی ہیں اور ہر فریق دلائل دی رہا ہیں کہ شکر کے شکر سامنے لا یا ہے تم اس کے صرف ایک جزو کا ذکر کرتے ہیں:-

حدیث میں آیا ہے کہ لا صلواۃ الدین فاتحة اللہ تعالیٰ (یعنی سورۃ فاتحہ کے ناماز ہو ہی نہیں سکتی) اب جو لوگ مقتدیوں پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا لازم ترا دردیتے ہیں وہ اس حدیث کو بڑے نور شور سے پیش کرتے ہیں اور خال کرتے ہیں کہ دوسرا فریق اس طریح حدیث کو نہ مانتے کا مجرم ہے۔ لیکن اخوات ثابت کرتے ہیں کہ یہ حدیث نہ ہاتھ ناماز پڑھنے والوں کے لئے ہے ذکر اہل جماعت کے لئے۔ نیروہ کہتے ہیں کہ اگر اسے

مجوہ ہے۔ اب ارشاد آتا ہے اور گلاس لے کر کسی گھر سے کا پانی لی لیتا ہے۔ لیکن یعنی آتا ہے تو خود ایک ڈول اسی کاوبوں سے ٹھیک چاہے اور اپنا یعنی ہوا پانی پیتا ہے۔ اب تلسی ہے کیا ان دونوں ہی کے باشے میں یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ، اخنوں نے اس کھویں کا پانی پیا؟

اگر ہو گا اور یعنیا ہو گا تو آخر ان لوگوں کے لیست ہونے میں کیا شک ہے جو برادر اور استوار احادیث سے مسائل نہیں نکلتے لیکن ان مسائل پر عمل کرتے ہیں جنہیں صاحب علم و فضل ائمہ و فقہاء نے پیسے پیسے ہو کر تسلیم و سنت ہی کے سرچشمہ فرض سے نکلا ہے۔ دریافتے چناب کا پانی کوئی عین کمائے پر جا کر چلے ہے پی سے یادہ ہیسلوں لے نکلوں ہیں سے گزر کر ہم نہیں تک پہنچے ہر صورت چناب ہی کا پانی رہے گا اور دونوں شخص اپنے اس دعے میں پچھے ہوں گے کہ یہ نے چناب کا پانی پیا ہے۔ اختلاف مسائل کی بات آپ کے نولوی حما حبے اس انداز سے ہمی ہے گویا اختلاف ائمہ و فقہاء کے درمیان نہیں، بلکہ العوذ باللہ کی اہم اور قول رسول کے درمیان ہے۔ حالانکہ صورت حال یہ نہیں ہے۔ اختلافات مختلف ائمہ و فقہاء کے مابین ہوتے ہیں اور اگر کہیں ایسا ہو کسی فقیر کے قول کے مقابل دوسرا فقیر کی حدیث کو پیش کرتے ہوئے معاوضہ کر رہا ہو تو پہلا فقیر یہ ہرگز نہیں کہتا اور نہیں کہہ سکتا کہ میں حدیث رسول کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اپنی راستے کو ارفع و اعلیٰ کھھتا ہوں۔ بلکہ وہ یا تو یہ خال ظاہر کرتا ہے کہ حدیث کا ٹھیک ٹھیک مفہوم بمحضیں آپ چڑک کر رہے ہیں۔ فی الحقيقة اس کا مفہوم یہ نہیں، بلکہ یہ ہے۔ پھر وہ ایک ایسا مفہوم یا ان کرتا ہے جس کی گنجائش الفاظ حدیث یعنی طور پر ہمی ہے اور جو اس قول کے معارض نہیں ہوتا جسے اس قیمت نے مگر کیا تھا احادیث کی روشنی میں پیش کیا تھا۔ اس طرح گویا اسکی اختلاف حدیث سے نہیں ہوتا بلکہ اس فقیر سے ہوتا ہے جس کی انت میں حدیث کا مفہوم کچھ اور ہی ہے۔

یا یہ پہلا فقیر پیش کرده حدیث کو مسونخ ثابت کرتا ہے

خاطر ایسا سبق دے گئے ہیں۔ انھیں معلوم تھا کہ مختلف فیہ مسائل میں جملہ فرقیوں کے پاس عقلی دلائل کے علاوہ کچھ روایات بھی میں جھیں وہ بطور شہادت استعمال کرتے ہیں۔ عام لوگوں کو کیا معلوم کہ ان روایات کا جعل کیا ہے۔ انھیں دیکھ متعارض روایات سے کیونکہ تبیین دی جائے گی۔ ان کے ظاہری مفہوم پر عمل کرنا دوسرا یہ سمجھ دیجی وہی روایات کو کس طرح بے صرف بتا دیجا وغیرہ لال۔ اگر انھیں مذکورہ ہدایت نہ دی جاتے تو پھر کسی بھی دوسرے امام کا سرد کوئی شخص آسانی سے ایک حدیث سامنے رکھے گا اور کہے گا کہ بھائیو دیکھ لیو حدیث رسول ہے اور تمہارے امام کا قول اسکے خلاف ہے۔ ہذا اُسے چھوڑ دو اور اسے لو۔ اب ٹھنڈے والوں کو کیا معلوم کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے۔ اس کا حقيقة کیا جعل ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے بھی امام نے کیوں ایسا قول کیا ہے جو بظاہر اس کے خلاف ہے۔ اس باب کی دوسری روایات کیا ہیں اور تمام گوشوں کا سچا صدر مطالعہ کرنے کے بعد صحیح تجویز کیا لکھتا ہے۔ وہ تو کھٹسے قول امام چھوڑ دیجئے گا اور اس مسلمکو قبول کرنے گا جو حدیث پیش کرنے والے شخص کی تھیم کے مطابق اس حدیث سے نکلتا ہے۔

مثال میں اسی لاد صلوٰۃ والی روایت کو لے لیجئے۔ کیا عموم بچھ سکتے ہیں کہ اتنی صریح حدیث کے بعد بھی مقتدیوں کا فاتحہ پڑھنا ہی کس لئے اولی ہے۔ عموم تو عموم خواص میں بھی کم ہی ایسے ہوتے ہیں جو متعارض دلائل میں بہتر دلائل کے اختلاف اور مختلف روایات میں صلحیت کی تبلیغ اور اصول و فروع میں جو ہری ہم آہنگی کا احساس سلیقہ رکھتے ہوں۔

انہیں علم کے قدر شاگردوں کی نظر پیش کرنا مخالفتے حالی ہیں۔ کوئی آن جیسا ہو تو یہ آج بھی اسے اُس علمی انداز میں ہر امام اور فقیر نے اختلاف کا حق حاصل ہے جس انداز میں انہوں نے کیا تھا۔ اچھا کوئی معمولی چیز نہیں،

اُن جماعت کے سلئے بھی مان لیا جاتے تب بھی ہم اسے مسلمک پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ کیونکہ شریعت نے امام کو مقتدیوں کا ضامن مانتا ہے اور اس کی فرمات خود مقتدیوں کی فرمات بھی گئی ہے۔ وہ اللہ کے حضور صب کی طرف سے دکیل ہے اور اس کا سورہ فاتحہ پڑھ لینا واضح طور پر یہ معنی رکھتا ہے کہ غازی مجع فاتح ہوئی نہ کہ بلا فاتح۔

اس طرزِ بحث سے اندازہ کر لیجئے کہ کیا احناستے داقعۃ قول رسول کو چھوڑا یا اس کی ایک دل لگتی توجیہ کی اور ایسا مسلمک احتیار کیا جو دیگر احادیث اور آیات نہ س آنی سے بھی مطالبہ کر جائے۔ آخر قرآن نے جو کہا ہے کہ جب قرآن پڑھا جاتے تو اسے کان لگا کے سنو اور خاموش رہو تو آخر سورہ فاتحہ ہی اس حکم سے مستثناء کیوں ہو۔

ہم جانتے ہیں کہ فرقہ ثانی سنیان دلائل کو تسلیم نہیں کیلئے بلکہ ان کے بردنی کو کوشش کی ہے لیکن یہ تو ہر بحث میں ہوا کرتا ہے۔ کسی فرقہ کا اپنے موتفق پر جتنا اس پر کہاں ہو قوت ہے کہ فرقہ ثانی اس سے متفق ہو جائے۔

صلیل گفتگو یہ ہے کہ اختلاف کی امام کے اور رسول کے قول میں بھی نہیں ہوتا۔ جو شخص قول رسول کو قول رسول تسلیم کریتے ہوئے بھی اس کے بر عکس قول کو درست کر کے کاواہ تو کافر قرار پائے گا۔ بڑا نامہ و افتراء دروغ عالط ہے کہنا اور باور کرنا کہ مقلدین اختلی فی مسائل میں قول امام کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ ہمارے بعض کتب فقیہ یہ لکھ رکھا ہے کہ اگر کوئی حدیث اپنے امام کے قول کی مخالف نظر آئے تو اسے لنظر انداز کر کے قول امام بھی کھانا تو اگرچہ یہ بظاہر وحشت الکبر اور مکر و ملعون ہوتا ہے، لیکن حقیقت اس کی بھی یہ ہے کہ ایسی ہدایات دیتے والے فقاہار کا مقصود نعمود بالتدبر من ذلک ائمہ کے قول کو قول رسول پر انصافیت دینا ہیں تھا بلکہ وہ کم علم مسلمانوں کو ان اُرمی علماء کی تاختت سے بچانے کی

متعدد ہے۔ استدلال کی چلی میں چھانا۔ ترآن و سنت کی کسوئی پر پڑھا۔ براہین و اشکاف کئے۔ آئین سازی کے چونکت سے سخت آداب و شرائع پوکتے ہیں ان کا پورا پورا حق ادا کیا اور سالہا سال کی پتہ ساری اور بخ کاوی کے بعد فقر حقی ایک مرتب شکل میں ملٹھے آئی۔ اس کے بعد رام صاحب کے اُس قول کا مصداق۔ جس کا شذوذ میست ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے سوا ایکار بکر جو شخص آج کسی حنفی تھا کے لئے یہ ملٹن ہر ناچاہت ہے وہ عام متعلق بکثوں پر نظر ڈالنے اور پھر بھی اگر اس کا اطمینان نہیں ہوتا اور اس کے علم و فہم قرآن و سنت کے مختار کو حقی اجتہاد سے مختلف بحثت ہیں تو اسے یقیناً اپنے ہی علم و فہم پر چلنا چاہئے اور کو راز طور پر حقی اجتہاد کا اتباع نہیں کرنا چاہئے۔

لیکن آج ہکل ابوحنیف کے ذکورہ قول سے جو فائدہ اٹھا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ علوم تو حرم۔ اکثر دہ مولوی صاحبجا جی جو کسی عربی درس سے فارغ ہو کر مولوی اور مولانا شہر ہو گئے ہیں بہت کم مسائل کی فقیہی جیشیت سے کا حفظ و احیت رکھتے ہیں زیادہ تر ان کا بیلغ علم صرف یہ ہے کہ فضلان امام کا سلک یہ ہے اور فلاں کا یہ۔ ایسی صورت میں ان کے آگے کوئی شخص ایک حدیث پیش کر کے دعویٰ داغدے گا کہ یہ تمہارے امام کے سلک کے خلاف ہے تو وہ بجا ہے معدودت کے سوا کچھ ذکر سکیں گے یا پھر اس طالب اپنی انکیں گے تباہیں عترت دلائی جاتے گی کہ ابوحنیفہ کو راز تعلیم کو منع کر گئے ہیں، ایذا احمد حدیث کو مانو اور اخیس چھوڑ دو۔

ہم کہتے ہیں بے شک ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ جب تک میری دلیل معلوم نہ ہو میرے قول پر فتویٰ دینا احرار ہے۔ لیکن جن علماء نے اقوال اپنی حنیف پر فتوے دیئے ہیں کون کہتا ہے کہ انھیں امام صاحب کی دلیل معلوم نہیں تھیں لیکن اس اندھا ہے تعلیم کرتے چل گئے۔ دھوکا لوگوں کو اس لئے لگاتا ہے کہ عرصے سے مقیمان کرام صرف حنفی علماء اور کتابوں کے نام نقل کر دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے لیا گیا کام مفتیوں کو دلیل سے کوئی دا سلطہ نہیں، اب حنفی اسلاف نے جو کچھ کہا ہے

اس کے نئے مختلف ملائم و فنون کی دصرف اتفاقیت بلکہ یہاں درکار ہے۔ نقد و نظری قدرتی صلاحیت درکار ہے۔ ایسا کھرد اور درکار ہے جو یہ خصائص دے سکے کہ تجدید اپنی رائے میں نفس و خواہش کی لکھاؤں کو دخل نہیں دے سکا۔ یا وہ جتنا ذکر کوہہ شاگردوں میں موجود تھے۔ لہذا انھیں اختلاف کا حق ہے۔ بعد میں جن لوگوں نے ان اوصاف کا ثبوت دیا انھیں بھی اختلاف اور ذائقی اجتہاد کا حق ملدار ہے۔ آج بھی کوئی ان اوصاف کا حاصل ہو تو معموقوں انداز میں کسی بھی امام کی کسی رائے سے اختلاف کرنے اور اجتہاد کا ہایر گراد انجام نہیں کا۔ سخت قدر اپا سکنائیں ہیں بلکہ یہ تو مسخرہ پن ہو گا کہ لوگ سات آٹھ سال کا عربی کورس پڑھ لینے اور مو بوی بخلنے ہی کو اس جرأت نادوار کے لئے کافی تھیں کہ ماہرین فن اندھے کے بال مقابل اپنا اپناراگ چانے بیٹھ جائیں اور جن احادیث پر ہر ہر سلوک سے بحث و شخص کے بعد اسی اہم نہ ایک سلسلہ پیش کیا ہے انھیں کم علم عوام کے سامنے اس طرح میش کریں جیسے یہ آج پہلی بار پیش ہو رہی ہوں اور نتا واقفین کو یقین دلائیں کہ امام کو یا تو یہ احادیث مسلم نہیں تھیں یا پھر ان سے سوچہ بوجھ میں کوتا ہی ہو گئی۔

(۲) بالکل ٹھیک ہے کہ امام ابوحنیفہ اپنی اندھا ہند تعلیم کو منع کیا تھا۔ بلکہ یہ کب کی یاد ہے؟ اب سے تقریباً سال گیارہ سو ماں پہلے کی۔ ہر ہدایت کا ایک پیش نظر ہوتا ہے۔ وہ رسم از آج سے بہت مختلف تھا زیر اس وقت مختلف مکاتب فکر کی تھیں مدون ہوئی تھیں۔ زر علم دین سے ہم اپنے خبری کام... یہ ماتھا جو آج ہے۔ زر علماء کے اجتہادات میں تضادیت کی راہ پا جانے کا اتنا اندیشہ تھا جتنا بعد میں پیش ہوا۔ زر امام صاحب لیے خود پرست و ملکر تھے کہ ہر ایک کو اپنے اتباع کی دعوت دینے اور اپنے مندوں میان مکھو جنے کی کہاوت ان پر صادق آئی۔ نفع حنفی کی تائیج یہ ہے کہ اسے تنہا ابوحنیف نے مرتب نہیں کر دیا ہے بلکہ وہ مختلف علماء و صلحاء کی اجتماعی سماجی کا غرض ہے۔ انہوں نے غیر جانبداری جمیٹ و نظری مغلیم گرم کر کے مسائل کے ایک ایک گوشے کو

بسا اوقات وہ صرف فتویٰ دیتے ہیں اور سائل کے مسئلے اتنا ہی کافی ہوتا ہے۔ بھی حال احافت کا بھی ہے۔ ایسا تو نہیں ہے کہ تمام علمائے احافت لائیں شوادر کے علم سے محض تھی: امن ہوں اور ابو حنیفہ کی اندھی تقليد میں قتوں کی ہم چکار کھی ہو۔

بے شک قرآن و سنت کے خلاف سی کا بھی قول جھٹ ہیں۔ لیکن یہ ائمہ شعور و صدیقہ تو پیدا کیجئے گر خلاف ہوتا کیا معنی رکھتا ہے اور جس مسئلہ میں ایسا حکم لگایا جاتا ہے اس کے جاماعتکار گوئے کیا کیا ہے۔ فقط سہل انگاری اور سطح بینی کے ساتھ پکارا۔ لہذا فلان امام کا فلان قول حدیث کے خلاف ہے اور دین کو باز بھیپھا اطفال بنا دینے کے خلاف ہے۔

(۳) اس بیان کے تحت جو کچھ کہا گیا اس کا جواب اور آگئی۔ صرف آیات متفقہ کے بارے میں اتنا عرض ہے کہ پہلی تو بالکل ہی غیر متعلق ہے۔ اسے اسی صورت میں متعلق ثابت کیا جا سکتا ہے جب کہ اپنی حدیث دستور کی پھیلائی ہوئی اس غلط فہمی کو حقیقت تسلیم کر دیا جائے کہ ائمہ کرمہ ام کی فقہ ما انزل اللہ اور تعلیم رسول سے ہٹکر کوئی ایسی کافرانشے چیزی کفار و منافقین کی فہرست عقائد تھی۔ عیاذ باللہ۔ فقہ تو دراصل اللہ اور رسول کی تعلیمات ہی سے اخذ کروہ فو عات و جزئیات کا نام اور اس میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں وہ اسی نوع کے ہیں جس نوع کے اختلافات لوگوں کے سوچنے بھیت کے طرز دن میں پائے جاتے ہیں۔

دوسری ان کفار و مشرکین کے بارے میں جس کے پاس واقعہ اُشنے واہی عفت اُند کی تصویب ذاتی کے لئے معقول دلائل نہ تھے اور جب وہ بحث و نظر کے میدان میں خود کو بے بس پائے تھے تو ہر دھرمی کے ساتھ پکار اُشتھنے تھے کہ بادشاہی متحقق ہم نہیں جانتے۔ جو کچھ بارے بات داد اکرئے آئے ہیں ہم تو وہی کریں گے اور جو نہیں نئے ناموں ہی نہیں گے۔ بھی ہماری آخری دلیل ہے۔

دھری صحن حق ہے۔ حالانکہ یہ بھی غلط فہمی ہے۔ آج کا تجھی مفتی جن گذشتہ حقیقہ علماء کا خالہ کافی بھتی ہے وہ علماء اپنے اس حدیث کے لئے مشہور و معروف ہیں کہ انہوں نے مختلف ذیہ مسائل کی تمام نہیں پر اطلاع حاصل کی اور اپنے امام کے دلائل کو اچھی طرح سمجھا۔ ان کی آراء کو از تقدیم ترجیح نہیں تھیں، بلکہ علم و آگاہی کی شرط سے پابستہ تھیں۔ اگر آج کوئی مفتی اسی فتوے کے اثبات میں صرف ان علماء کا خالہ کافی بھتی ہے تو اس سے یہ ثابت ہیں ہوتا ہے وہ اندھی تقدیم کرتا ہے۔

اس کی مشاہد اسی بھتی کہ آبادی سے باہر کی طور پر سڑکوں پر جگہ جائیں گے میں صب بہوت ہیں جن پر لکھا رہتا ہے کہ فلزوں مقام یہاں سے انتہی میں ہے اور فلان نہیں۔ اب ارشاد بھم کے دریافت کرنے پر ایک مسئلہ میں کی خیری پڑھ کر بتا دیتا ہے کہ فلان مقام انتہی میں ہے تو کیا آپ اُن ارشاد کے باسے میرا یہ کہیں گے کہ وہ ناقابل اعتبار ہے اندھا القاعدہ ہے۔ کیونکہ اس نے خود تو ناپ کر دیا ہیں، بلکہ ایک پھر کی خیری کا خالہ دیدیا۔ اسے جب قابل اعتبار سمجھتے جیب کروہ خود پیاش کر کے بنانا۔

علمائے سابق کے خالہ کو کافی بھتی میں نہیں دینے والے مفتیوں کی مشاہد بھی ہے۔ یہ بات اچھی طرح معلوم ہونے کی وجہ سے کہنے گے میں باقاعدہ سیاوش کر کے ہی چاڑا آگئی ہے اور اس پر لکھے ہوئے فاصلے مغلک پوچھنے ہیں بلکہ قابل اعتداد ہیں ارشاد کو بلا اختلاف قابل اعتبار ان دیا گیا ہے۔ اسی طرح ذکر ہے مفتیوں کو اندھے مقلدا اور قابل اعتبار قرار دینے کے عوض لا ترقی اعتماد ہی ماننا ہو گا اور جو قوتی انہوں نے کسی سابق عالم کے واسطے سے دیا ہے اسے بالآخر میں یہ نہ کہا جاسکے جا کر اُنکل بھجو ہے۔ کوئا نہ ہے یہ میں بر جمالت ہے۔

اگر کوئی کم علم اپلی جو بیت کسی صاحبِ علام و فضل الحدیث سے ایک مسئلہ پوچھنے والے ہے تو صروری تو نہیں کہ عالم و حقوص اس مسئلہ کی تمام علمی تجھیں اس کے سامنے دہرائیں بلکہ

یا اجتہاد و استخراج کی صلاحیت معدوم ہوتی ہے۔ یاد رکھیے
قلدیکے فقد ان کی وجہ سے وہ مٹھن نہیں ہوتا کہ میرے غدر
نظر فضائیت کی آئینیں سے پاک رہ سکیں گے۔ ان تمام
صورتوں میں وہ کسی ایسے شخص پر بھروسہ کرتا ہے جنکی ہمیشہ
معلوم و معروف ہوں۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کسی تکمیلی طبقے میں
کسی نکھلی تزعیج کی تقیید و نیا کام کا خصوصی کرنے پر جو ہے۔ نیز
کوئی ایسا شخص نہیں جسے کسی تکمیلی سلسلہ میں جعل عارض نہ ہو
تام علوم کا جانتے والا تو خدا نے واحد ہی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ تھا علم
تام معاملات میں کفاریت نہیں کرتا۔ ایک ہی مدرس سے
ایک ہری لفڑا کو دُشمن پورا کر کے نکھلتے ہیں لیکن ایک
ان میں کا اپنی خداداد صلاحیتوں کے باعث حلا مسٹھوں
پر چو جاتا ہے اور دوسرا اگر اسی کے سند و منظرے کی مانند
ہم ہو جاتا ہے۔ ایک ہی آیت ہے جسے ہم اور آپ بھی
پڑھتے ہیں اور انہیں و فہرمانے بھی پڑھاتا۔ لیکن ہم اور
آپ اس کے لفظی معنوں اور فرقی بحث سے آگے نہیں
جا سکتے۔ مگر انہیں دفتر یا اسی سے دیکھوں جزیبات
فقہ مستحب فرمائیتے ہیں۔ علم تو محض خام مال ہے اسے
دل پذیر سا پکھوں میں ڈھانٹتا ای میثین تو وہ دماغ ہی
ہے جس میں اللہ نے طرح طرح کی صلاحیتیں رکھ دی
ہیں۔ الگ عالم کو اجتہاد کی صلاحیتیں پریس تو بیشک
وہ تقیید سے بے شکار ہو سکتا ہے پر طیکہ اطاعت حق
حیثیت دین اور خشیت الہی کا ثبوت بھی اس کے کردار
عمل سے ملتا ہو۔ لیکن الگرچہ صلاحیتیں نہیں ہیں بالکل ہیں
تو علوم و فنون کا پورا دفتر بھی اسے اپنی استعداد ادا ہر جن
کی تقیید سے بے شکار نہیں کر سکتا۔ وہ اصول کی حد تک
تو عالم ہو گا، لیکن ان علمی مقدرات اور طرق نکرو نظر کے
اصباب سے جاہل ہو گا جو زد حادثات کا استباط کرنے کے لئے
اس کے پئی علم سے جدا گا اس کو درستھے ہیں اور بھائی
خود ایک ہشمہ بخشان علم ہیں۔ بھی جعل عاصا کرے گا کہ وہ

لیکن اہل حدیث بزرگ کا مقلدین ائمہ کو ان کفا
کی جگہ بھجادیں ایسی زیادتی ہے جسے قلتِ حضرت کی مدد اکر دی
جرأت ناروا کی بغیر چارہ نہیں۔ دنیا میں کوئی قوم تجھی
ایسی نہیں ہوئی جس کا ہر سفر و ساف ملی میں پوری دسترس
رکھتا ہو۔ آج پر شخص و امریکہ میں علم و مائنٹس کا زور ہے۔

لیکن دنیا بھی پر شخص بقراط و اس طبقہ نہیں پھرتا۔ یہی
حال احتفاظ کا بھی ہے۔ کچھ لوگ اگر اپنی لامی کے باعث
یہ کچھ پر جبور ہو جاتے ہیں کہ جاتی ہم تو مقلد ہیں جیسا ہمارے
علماء کہیں مگر دیوبندی اسی نے تو اس کا پیغام بھی کہا ہے۔

تلک آیا کہ تمام احافت لفڑا کی طرح مأوج دن اعلیٰ بامنا
لپکار ہے ہیں۔ ایسی بھی باحتکیتہ والوں کو ان کتابوں کی مدد
کرنا چاہتے ہیں میں علمائے احافت میں اپنے ملک کو موقوف
پر دلائل دیتے ہیں اور ہر اعتراض کا ڈٹ کر سامنا کیا ہے۔

نیز ان علماء سے ملنا چاہتے ہے جو آج بھی ہر اصرار کا دل جاؤ
پیش کرنے پر بفضل تعالیٰ قادر ہیں۔ بحث و تجھیں میں علمائے
احافت کا مقام ایصال کوں سورا تکرے گا۔ ہم وہ لوگ بنیک
غم خونک سکتے ہیں جو بار بیکوں اور چند گوں کا تو دماغ نہیں
رکھتے بس سطح سطح پر۔ یا گز وہ گرام ترکر ہی علم و عقول کا صدر
نیصل کر لینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ صدر بہت گہرا ہے!

(۲۳) تقلید کی نہت میں اصلاح کے بہترے احوال میتے
ہیں اور جن عنوں میں الخوب نے تقلید کو نہ ملزم کردار دیا ہے ان
عنوں میں ہم بھی بذکر ہی بھیتے ہیں۔ امام غزالیؒ اور مولانا رازؒ^۱
بے شک اُن اماموں رجالت میں تھے جنہیں مقدمہ ہونے کی تھی
مجہد بننا ہی زیب دیتا تھا۔ ان کے پاس قرآن و سنت کا وسیع
علم تھا۔ بصیرت تھی۔ اجنبی اور انسانی استعداد تھی اور
سب سے اکم ترشیط۔ زبرد تقویٰ اور تلمیث کی نہت
سے بھی بہرہ در تھے۔ کیوں نہ تقلید کی نہت کرتے اور کیوں
زخمی رہا اپنے نکالتے۔ واقعۃ تقلید کی منطقی حقیقت
بے طلبی ہی ہے۔ آدمی کو جب خاطر خواہ علم نہیں ہوتا، اسی
وقت وہ کسی ایسے شخص کی تقلید کرتا ہے جس کے علم پہلے
بھروسہ ہو۔ یا بھی علم تو ہوتا ہے مگر خود اعتمادی نہیں ہوتی

ماہرین فن کی تقلید کرے اور اپنے خام علم کا پشتارہ بغل ہی میں دیکھے۔

یہ عجیب طفیل نہ انداز فکر ہے کہ جو شخص عربی زبان اور سنتی حدیث کی تعلیم سے بہرہ ور ہو جائے میں لے من مل گئی ابھیٹ سے حدیث پیش کرے اور قسم کی چوتھے کہدے کرے عمل اسے احناض تو حدیث کے خلاف ہیں۔

سلیم کی تعلیم جعلی اور جباری کاشا خسانہ ہے۔ مگر میرے حکرم! صحیح معنوں میں عالم اور ذہنی ور و حادی اعتبار سے پوری طرح صحت مند ہونا بھی تو شاذ ہی شاذ پایا جاتا ہے۔ تازوں سازی کا مقام بہت بلند ہے۔ لا ہمیں اور کروڑوں میں چند مانچ ہوتے ہیں جو اشیاء تیرین اور نازک تر فن کے اہل ثابت ہو سکیں۔ ترآن سنت کا قابلِ اعتماد علم، اچھا درست نہاد کی صحت مند صلاحتیں اور باطن کا مطلوبہ صدق و صفا بہت کم ایک مگد جمع ہوئے ہیں اور جب ہو جاتے ہیں تو ایک آئیک جمہود نہیں آتا ہے۔ قالان سازی کافی، تقدیر اور اجتہاد علم الحساب سے دلتے کی چیزیں نہیں ہیں کہ ہمیشہ ایک ہی صحیح جواب آتے اور لگائیں مدد ہے قاعدوں پر عمل کر کے ایک بندی بھی بڑے بڑے ریاضی داں کی برابری کر جاتے۔ یہ ذہنیت ذہنی اور معکرہ طلب چیزیں ہیں۔ ان کے لئے خصوص خداداد صلاحیتوں اور غیر عمومی نظری قوتوں کا موجود ہونا ضروری ہے۔

اچھا آپ ایک اور طرح غور فرمائیں۔ چلے بقول آپ کے آپ کو تقلید سے نفرت ہو گئی۔ جلد ارجوں کے بھی ایک تقلید کے پاس نہ پہنچے گا۔ لیکن اسکے روز آپ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ قعدہ اولیٰ میں بخوبی سے تشدید پڑھ گئے۔ فرمائیے اب کیا کرس گے؟

اسی دن عصر کی نماز پڑھ کر آپ منے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے پا جامی پر کھڑا کی تھی بھی چھٹیں پڑی بھوئی ہیں۔ اب آپ نیلے سوال کھڑا ہوا کہ کپڑے پاک رہے یا

ن پاک اور نماز ہو گئی یا پھرے پڑھنی ہو گی۔

دیگلوں دز خدا خواستہ آپ کی کسی عزیزیہ کو اس کے شوہرنے ایک سانس میں تین طلاقیں دے دیں اور ایک دو روز بعد جب غصتہ کا بھوت سر پے اُتر گیا تو نادم ہو کر رجوت کا طالب ہے۔

ہم بوجھتے ہیں ان چند معاشرات میں شرعی ہدایا شامل کرنے کی کیا صورت آپ اختیار کر سکتے ہیں۔ ضروری تو ہمیں کہ آپ بالغ نظر عالم بھی ہوں اور آپے اس احادیث کے تمام جھوٹے بھی ہو جو دیروں اور آنی فرضت بھی ہو کر پیش آمدہ سائل سے متعلق تمام نہایات کا تاریخ واقعی جائزہ لے سکیں اور ان خداداد صلاحیتوں سے بھی ہر وہ در ہوں جن کے بغیر اجتہاد اور ہر زہ سرائی میں کوئی فسرق نہیں برہتا۔ پھر بتائیے آپ کے اس اسکے سرو اکیا جا رہا ہے کہ یا تو سی عالم سے دریافت کریں یا فقر کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھیں۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ عالم آپ کے آگے وہ تمام طولانی بحثیں رکھے گا جن کا ہفت خوب طے کر کے احکام اخذ کئے گئے ہیں نہ کتاب ہی میں تمام مباحثت یکجا ہوں گے۔ لیں آپ کو تو انہا ہی علوم ہو سکیں کو جامیں اجتہاد بیساہے اور پیش آمدہ صورتوں میں کیا طرفیہ اختیار کر کے آپ شرعاً ذمہداری سے عہد پرداز ہو سکتے ہیں۔ مگر غور کیجیے یہ تو تقلید ہوئی۔ جسے آپ طلاقی مغلظہ دے پچکے ہیں۔ قیمتی جزئیات خود آتے تو راہ راست قرآن و سنت سے نہیں تکالیں بلکہ اکابرِ حدیث عالم یا اس کی کتاب کے آگے سرا اشباح خم کرو یا اگر یہ تقلید نہیں ہے تو بتلیتیے بجا کیے تقلید ہیں اس سے زیادہ کیا کر سکتے ہیں؟ ان کا قصور صرف اتنا ہی ہے کہ انہوں نے آج کے نہیں بلکہ ااضمی تجدید کے علماء پر اعتماد کیا اور آپ کا کارنامہ صرف اس قدر ہے کہ آئٹے اسلاف کو چھوڑ کر حال کے باماضی قریب کی کسی عالم کو مقتدا بنایا۔ اب خالی الدین ہو کر سوچیں تو ماضی بعدی کے اُن علماء پر اعتماد زیادہ طیندا ہے جس پاٹیں گے جن کی طبی راکھوں اور بالغ نظری اور توں تقصیر

تقلید تقلید نہیں کہ ہم تو بر ماحصل شیخ کرتے ہیں، لیکن ابی نظر غوب بچتے ہیں کہ یا نی کا ذریعہ چاہے سائنس ہو چاہے دشیں یا مہولیں کے فاسد سے نہوں کے ذریعہ اس کا پانی ہم تک پہنچ رہا ہو پانی کی حقیقت ہیں کوئی انتقال نہیں آتا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ جو پانی قلطروں اور چھلنیوں سے گذرا کر ہم تک پہنچا ہے وہ اُس پانی سے زیادہ قابلِ لہینا ہے جس کا ذریعہ ہم سائنس پا رہے ہیں۔ ابی حدیث حضرات الگ صرف اس حد تک رہیں کہ جزیاتِ شرعیہ میں اپنے خاص طرزِ نکر کی تبلیغ کرتے رہیں تو ان پر ہم کوئی انتقال نہیں ہیں۔ ہم اکھیزی دہی حیثیت دیں گے جو اپنے امام کے سوا دوسرے ائمۃ و فقہاء کو دیتے ہیں۔ لیکن ان کا انکر اگر جارحانہ بن جاتے اور ملتِ مسلم کا سوادِ عالم قدر کی حرام کاری میں پہنچا رہا جائے تو ہم بالاتفاق ہمیں کے کوہِ کوتاہ نظری کے شکار ہیں۔ تقلیدِ دنیا کی ناقابلِ تکثیر حقیقت ہے۔ تقلید نہ ہو تو دنیا کا سارا اکارہ باز عمل ہو کر رہ جاتے۔ تقلید کی نہست کرنے والوں نے جس تقلید کو حرم و گناہ قرار دیا ہے وہ یہ تقلید نہیں ہے جس پر ابی حدیث حضرات تبرکات کرنے ہیں۔ یہ تقلید و آگاہ در پانی کی طرح ناگزیر ضروریات دیں ہے۔

جواب کا حق شاید ادا ہو چکا۔ لیکن سوال کے آخر میں جو سوالات آپ نے تہبی و ارتقا تم کرنے ہیں ان کا غیردار جواب بھی پیش خدمت ہے۔

(۱) ابی سنت اگر اس شخص کو کہتے ہیں جو ارشاداتِ رسول کا اطاعت گزار ہو تو مقلد حضراتِ ایقین ابی سنت ہیں کہ تقلید کا تلاوہ انہوں نے اطاعتِ رسول ہی کی خاطر گردیں میں ڈالا ہے۔

(۲) بے شک امام صاحبؒ اپنی کوران تعلیم سے روکدیا تھا، اسی لئے ان کے شاگردوں نے اپنی اپنی ہم کے مطابق اختلافی خیال میں مامل نہیں کیا۔ بعد نکے شمار علماء نے امام صاحب کی تقلید کو رانہ نہیں کی، بلکہ ان کے

شرق لے کر غرب تک سفر کر ڈوں انسان گواہی دیتے چلا رہے ہیں، جس کے متعلق بلازیب و شک مسلم ہے کہ وہ جلد شرائطِ اجتہاد و امامت سے متصف تھا اور فخر کی تدوین میں انہوں نے اپنی عمر میں صرف کر دیں۔ جس کا ترہ وہ درج اور حرم و احتیاط جریدہ عالم پر لکھ دیا ہے جو کتاب ہے۔ جس پر مغم بھی ناہیں بے علمی کا الزام نہیں رکھ سکتا۔

ان کے برخلاف آج کے کسی عالم میں یہ اوصاف مفقود ہیں۔ اس کے ذاتی فکر و اجتہاد پر بھروسہ اتنا طبايان بخش نہیں ہو سکتا۔ اس کی الجیتوں پر تکمیل کرنے کا کوئی قوی سببِ خود کے پاس نہیں ہے۔

یہی نے روزمرہ میں آئنے والے جزوی مسائل کے چند مثال سے خوب سے فلم برد اشتہر پیش کیے آپ کو غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ ہر سلطان کو اسکے درن الگی جزیات سے واسطہ نہ تھا رہتا ہے کہ ملام کے اجتہاد کی مدد حاصل کئے بغیر وہ شریعت کی پابندی کر ہی نہیں سکتا۔ تو تقلید کو حرم فرار دیتے کے بعد آخر فرشح یہ کام کا یہی دقدم بھی جل سکا۔

کہا جا سکتا ہے کہ جو کہ ابی حدیث ہمارا براہ راست حدیث سے مسائلِ مستحب طے کرتے ہیں اس نے ان سے دیوانت کرنا گواہ اور اسست حدیث ہی سے استفادے کے مراد ہے۔ لیکن ائمۃ سلف ہی نے کتب و دید اور پارشندیا اور رسم و اعمال سے استنباط لگایا تھا وہ بھی تو براہ راست قرآن و حدیث ہی سے اجتہاد کر گئے ہیں۔ ان کا تصور اگر چھے ہے تو صرف یہ کہ انہوں نے سہل انگاری اور سچ بینی سے کام ہیں یا بلکہ جن امور کو قرآن و حدیث نے فیصلہ کن طور پر سیان نہیں کیا تھا انہیں عقل و قیاس کی مدد سے مندرج کیا اور جزیات کا تعین کرتے ہوئے تمام متعلق گوشہ پر احتیاط کے ساتھ نظر رکھی اور شریعت کی روح اور مزاج اور مقصود و مشارک کو بچھنے کے لئے اپنی تمام فنکری صلح احمدیتوں کو اجتہاد و تفقر کے میدان میں وقوف جہاد کر دیا۔ وہ زمانی اعتبار سے بہت دور چاہکے ہیں اس لئے یہ مخالف دینا آسان ہو گیا ہے کہ ان کی تقلید تو تقلید ہے اور ہماری

فدادت حبیلپور و ساگر بمیران پارہمنٹ
کی تقدیر ہیں۔

اور اسکے بعد جماعتو کی پروپری
— اردو اور انگریزی اخبارات و رسائل کے مقابلے —
ہندوی اخباروں کے فہرستاتا۔ رہنماؤں کے تاثرات
— امدادی کاموں کا جائزہ — فکر انگریز تھبڑوں کی ساختہ
قیمت درود پرے

اسلام زندہ باد بعض غیر مسلمین کے قبول اسلام کی
دیوبندی
— دیوبند، عین آموز اور ایمان افراد
دستانیں۔ قیمت ایک روپیہ۔

امام غزالی کا فلسفہ مذہب و اخلاق حضرت امام غزالی
کا نام آئنے والے بارہ
شانیں۔ قیمت مجلد دس روپے۔

بلانچ لمبرین زیارت قبور کے موضوع پر شاہ ولی اللہ
کی ایام مذہبیں
کی زبردست تصنیف۔ قرآن سے متعلق
 تمام ہی امور پر تحقیق انگشتگو۔ قیمت تجارت چار روپے۔

تاریخ صحائف سماوی مُؤلفہ: دریفیر، سید
نواب علی۔ تواریخ

انصال اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور حفاظت کا تاریخی و اثر
تحریف لفظی و معنوی کی بحث اور علمائے پورپک قرآن مجید
پر اعراضات اور آن کے دلائل اور سلکت جوابات و تنازع
قیمت پانچ روپے

فارسی کا ایک مفتیانہ نصب اصول فارسی حضرت اول
حضرت دوم مر
معین فارسی بزر۔ دروس فارسی بر۔ چاروں کی بیجانی
رماتی قیمت دو روپے۔

یہ تیناں ایک دل نشیں ماہرازند تاریخ و ترتیب کے ساتھ
فارسی سے بہرہ در کرتی ہیں۔

لکتبہ تحریکی دیوبند دیوبندی

او صاف حیدہ اور فکر دل بھیرت کی طرف سے خوب خوب
مطمئن ہو کر سرتیاز مددی ختم کیا اور جہاں ان کے علم د
نہم امام کی رائے سے تحقق نہ ہو سکے وہاں دامن تقدیم
چھوڑنے میں بھی متأمل نہ ہوئے۔

(۳) **تقلید امام کا درجہ اطاعت رسول اللہ کے
بال مقابلہ نہیں**، بلکہ دینجہ ائمہ کی پیروی کے بال مقابلہ
ہے۔ اطاعت رسول اللہ توہن متفق علیہ فلیپس ہے جسے
صرف نظر کیا ہی نہیں جا سکتا۔ امہنام بخش خالی
سے ثابت ہو جائے کہ امام کا فلان قول ارشاد
رسول اللہ کے خلاف ہے تو ارشاد رسول اللہ کی اطاعت
فرض اور قول امام کا نزک الزم ہے۔ لیکن کسی ارشاد
رسول اللہ کا واقعہ خلاف ہوتا ہے ہونا ہی وہ نکتہ
بجھتے ہیں کا فیصلہ ہا شا نہیں کر سکتے، بلکہ ماہرین
نہ ہی کر سکتے ہیں۔

(ب) وہ تقدیم جس کے وجوب کا قول علماء نے
کیا ہے امام صاحب کے قول کی تکذیب نہیں کرتی۔
(۴) امام غزالی اور مولانا روم کا تقلید سے براہ رہنا
وجوب تقدیم کے اُس نظر یہ کی تعریف نہیں کرتا جو عامۃ
مسلمین کو فاد و فتن سے بچانے کے لئے علماء نے پیش
کیا ہے۔

حافظہ شیرازی کا اسم گرامی ہم شروع میں بھی
نظر انداز کر گئے ہیں اور یہاں بھی۔ وجہ یہ ہے کہ ان سے
مقام ورثتے سے ہم بے خبر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بہت
ادی پی لوگوں میں تھے۔ خدا کرے یہ درست ہو بلکہ
ہماری نارسانی ان کی مددی کا احساس کرنے ہیں بھی تک
ایجاد پڑی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) پیش فرمودہ آیات سے مقلدی کے بال مقابلہ
سامن جراحت ہتیا کرنا بڑا ہی تکلیف دہ ہے۔ قرآن
کی آیات استعمال کرنے میں علمی احتیاط، فکری حزم اور
حداد سے خوف کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ
ہم سب کو اپنی تاریخی سے تحفظ کر رکھے۔ آمین۔

آیات بیتات

تالیف - نواب حسن الملک محمد ہبھی علی خالصہ
اہل شیع کا بطلان حقانی میں وہ معرکہ الارادہ اور
مشہور کتاب - جس کا شیع ہو اب آج تک شیعہ حضرت
نہ دے سکے جس میں خود شیعہ مدھب کی کتب اور
ان کے مدارکے خواں کا پیارا دیکھ رہی تھیں جب ہندوستان
خلافت را شدہ کو ثابت کیا گیا ہے اور شیعہ
ذہب کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے۔
قبرت مجلد سارے چار بڑے۔

ماہنامہ ہر راہ کے چند

خاص نمبر

اسلامی قانون نمبر - (دو یہم جلد و نہیں) روپیے

نظریہ پاکستان نمبر - (صفحات ۵۵۶) پاچ روپیے۔

سالنامہ نامہ - (دو یہم جلد و نہیں) روپیے

سالنامہ نامہ - (دو یہم جلد و نہیں) روپیے

قیمت ڈھانی روپیے

کتب محالی دلوبند

القاموس الجدید

اُردو سے عربی بنائے کے لئے ایک
جدید لغت جو فادیت میں بنتی
ہے۔ ہزاروں الفاظ روزمرہ کے
محاذے۔ فتنی اصطلاحیں دیکھو۔

قہست

مجلد سات روپیے

عہدہ نہیں

مکتوّبات خواجه معصوم سرہندی

حضرت محمد الق شافعی کے صاحب زادے اور ان کی
دولت علم و عرقان کے امین حضرت خواجه سرہندی کے
ان گمراہی خطوطوں کا جمیع جو دین و شریعت مذکورہ
معرفت اور عقائد صحیح کا کنجیہ ہے۔ قیمت مجلد چار روپیے۔

مناجات مقبول مقبول ترین کموجو و معاون مناجات۔

مولا اشرف علی کامنزب فرمودہ
مولا اعبدالجباری بادی کے ترجیح و تشریح جیسا کہ۔ مجلد دو روپیے

بعد عت کیا ہے؟ پہنچت کے رد اور توجیہ و سفت کے اثبات میں ایک بہترین کتاب تلمت مجلد تین روپیے

قرآنی آیاتِ احکامیہ کی لائیف فسیہر

تفسیر الحدائق

از احمد بن ابی سعید حنپوری المعرف بہایوں داستانگیت

یہ کتاب اچھے ٹھیکریں تو سال قیس وقت تحریکی گئی جب ہندستان پر حکومتِ اسلامیہ کا اولواخrem فرنڈلینگریٹ حکومت
لڑتا تھا یہ تفسیر اس وقت سے پہلے تھا جسکے نتیجے مکتب اسلامی کتب خالوں کی جان بچنی گئی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق قانون اسلام (REGULATION OF ISLAM) سے ہے۔ صحیح اسلامی زندگی جسی کا ہر گو شہزادیت پیاسی سے محفوظ ہے۔ ہمیشہ تفسیراتِ احکام کی
مشکل نہیں۔ علی زندگی کا کوئی اکامت اونیں ایسا نہیں جو اس تفسیر پر موجہ و مدد ہو۔
جو لوگ صرف قرآن پاک کے بیان کو سامنے کر کر قانون سازی (LEGISLATURE) کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں

ان کے 2 یہ بیش بہادرزادوں صفات کے تجزیہ کا کام دست گا۔
فقیح اختلاف کیوں ہوتا ہے اور کہاں ہوتا ہے۔ انہوں کو اس طرح اسلامی زندگی کی تشکیل کی یہ سب کو
تفسیراتِ احرار سے معلوم کیجئے
ترتیب ہو سکے ساتھ تمام آیات احکام و صفات اور اختلاف کی پیشہ دستا و پیز زندگی کے ہر میدان کی وجہ سماں کے 2
بیش کی جساتی سہیں۔
یہ تفسیر اب تک صرف عربی زبان میں دستیاب تھی۔ اب اس کو اردو دیکھرے ہوئے ذلیل ہیں میشور، کیا حارہا ہے۔ کہا جاتے
ہیں کہ ہر اسلامی مکتب فنکر اور ادارہ و حوت ملک تفسیراتِ احمدیہ کو پختچا دیا جائے۔

(۱) ہمارا باب فکر تفسیراتِ احمدیہ کو ارشادوں وہ اپنا پورا پتہ اور بلو اشتراک ایک روپیہ ارسال کروں
یہ روزگار کے تحت ہر راہ ملیخہ (ماہنامہ) سائز کے لفڑیاں سو صفات کتابی شکل میں شائع ہوئے رہیں گے
تفسیر ہر فہرست پرستدرہ ماہ کے مقرر و صدر میں اپنے تکمیل پر کام جائے گی۔

ہر راہ شائع شدہ ایک جلد صورت دی۔ یہ دو پیشہ معنی مصروفلاک آپ کی تقدیم میں ارسال ہوئی رہے گی۔ الگ ایک شہر سے
پانچ دوست اپنی جلدیں یکجا ٹلب کریں تو دی۔ پی اپنے درپی کی ارسال ہوئی۔

(۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ سکنی تفسیر کے لئے پیشگی رقم مبلغ پیش کروں۔ اور تم آپ کو ہر طبق شائع ہوئے نہ
رجسٹری سے ارسال کر دے رہیں۔

آپ کا تعاون ہماری کامیابی کا ضامن ہے

ناشر:- کتب خانہ تعمیدہ لوہہ (لو۔ پی)

بید فن و ہائکسٹائی حضرات خطط لکھ کر و معلوماً مکمل کریں

مسجد مسناز تک

یہ جواب اگرچہ بھروسہ نہیں۔ بھروسہ جواب تو یہ ہے کہ لے فاعل جہاں اس دستور کا قبیلی تحریر کا نام ہے یعنی دستور کے مخالفوں نے اگر اس کا غذی تحریر کر بالائے طاقِ رُحلہ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے تو قدرتی بات ہے کہ انہیں دستور پر بکاری اعتماد نہیں ہونا چاہیے۔ میکن ایسی اخلاقی حراثت کی توقع ان خداوندان نعمت سے کیا کی جائی کنکن ہے جو کی اسکے بیچ مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے اور بھر کوئی پرواہ نہیں۔ پروادا کید معنی خود اخضی کے دست می باز مسلمانوں کے بیٹے شمار حقوق غصب کرنے میں پوش ہیں ہیں۔

کچھ بھی وزیر اعلیٰ کا جواب بہا غیبت ہے۔ وہ نہ ہمارے دش کا نویہ حال ہے کہ آئے دن اخباروں میں مسلمانوں کے خلاف من گھڑت تبریں جمعی رہتی ہیں۔ مختلف اشجوں سے ان پر صلبیاتوں کی پوچھار کی جاتی ہے۔ تائیخ کے مسلم حفاظت کو دون کے آجائے میں سچ کر کے لفترت کا زہر بھیلا یا اعاما ہے، لیکن کیا جال کر دستور کے مخالفوں کے کانوں پر جوں بھی رینے۔ کوئی ایش کمال استری عیش سے ذرا گردش بدلت کر اتنا بھی پوچھے کہ ہرزہ سراوا! یہ کیا انہیں ہے جو تمدن دہائی مچا رہے ہو۔ یہ کیسا نظر ہے جسے تم ڈیکھ کی جوٹ پر پا کر رہے ہو۔

ماجرہ کا جیال ہے کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کی عبرت پذیری کے لئے ہو رہا ہے۔ نامردوں کے ہاتھوں مردوں کی مٹی پلیسید ہونے لگے تو بھی لوگوں کی تحریر کا اس قدر پروپگنڈا گھرداری غفلتوں، خدا فراموشیوں اور بائیجی اختراق و نزاع کا یہی عالم رہا تو وہ دن دور ہیں، جب خارش زدہ کئے بھی ہماری پیشان یوچیج اور بھیجتے تک ہماری ناک میں مدم بیایا کریں گے۔ ٹھیک کہ تھی

تائیخ نوشت ار اپریل لائے۔

اباہل کے اٹھ سے شتر مغا کا بچہ ہیں تک سکتے۔ مگر آدمی کے پیٹ سے سائب اور بچوں میں برآمد ہو سکتے ہیں۔ پڑھا میسلسلہ پارٹی کے ایک بربے۔ جی ہاں ہندو ہاسچا یا جن سنگھ کے نہیں پڑھا میسلسلہ کے ابڑے نماز اسٹر کے ملائیں مذیر اعلیٰ تر چھا۔

اُدھنگ ابادی جس مسلمان عالم نے یہ کہا تھا کہ ہم صحت اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ہندوستان کے دستور پر اعتماد نہیں رکھتے، یہی حکومت نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔^۹

لکھے آپ؟ ان قائل ہم اسے کی تظریں جو لوگ ختن خدا پر بھروسہ رکھیں اور دستور کے آسمے مجدد رہنے والوں وہ جو ہیں کے لئے میں گھڑت کے جانے کے لائق ہیں۔ کاش بیان سچ جی کی جمیوریت ہوتی اور پرستے سب کی مناقبت نے کاٹ گئی، دلیش بھیتوں کے دل دماغ کو قریب تر کا پوچھنے نہ بنا دیا ہیتاً تب فاضل بھروسہ کو تھرپٹا کر اس طرح کے پھرسر الات کیتے والوں کو اپنے دانتوں کا یہہ کرالیتا کتنا ضروری ہوتا ہے۔

شیخت جائیتے مذیر اعلیٰ نے صفائی پیش فرماد۔ انہوں نے کہا:

”اُدھنگ ابادی جس تحریر کا اس قدر پروپگنڈا کیا جا رہا ہے اس کے باسے میں حقیقت صرف اتنی ہے کہ مفرنسے صرف خدا ایسا قماد کا اکابری کیا تھا مگر ہندوستان کے دستور کی نصی نہیں کی تھی۔“

ہیں اور جس سے ہب کر فارسی عربی پڑھنے کا قصور کیا ہے
یا انگلی زبانوں کو درج فارم نہ رکھتے تو کیا وہ زبان کرائے
جس کی بار بھی ہمارے فرشتوں تک نہ بھی نہیں سو سمجھی۔
یہ بات قابل ذکر بھی نہیں تھی، لیکن آپ اس تنقلِ الازم اور
حجم کے اندازیں پیش کرنے ہیں تو فارسی کو فیکٹری کی قسم
کھا کر کہہ سکتا ہے کہ آپ کو کھوڑکی کا علاج کرنا مچا سئے۔
کھوڑکی کی دنیا نہیں ہے اس میں جب تعجب اور فرقہ
پرستی کے کیڑے داخل ہو جاتے ہیں تو اچھا خاصاً ادمی بھی
کے انڈے سے نکل جو رے کا بچہ پیا کرنے کے امکانات پر خور
شریع کر دیتا ہے۔ غور کیا شرعاً کر دیتا ہے بعض اوقات
تو انڈے سے بیٹھے بھی بیٹھ جاتا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کوئی بھیں کا انڈا نہیں کہ نہ تو
خود ہی انڈا بھی دے دیتا ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ تم برو صون
نے بیٹھی فرمایا۔

”بعض مسلمانوں نے اپنی توبیت پاکستانی بتائی“
الصاف کیجھے یہ بھور جس اثاثے سے نکل ہے کیا وہ
بھیں کا ہر سکلت ہے یا صرف آدم زاد ہی کو اس کی توبیہ کا
فرصہ ہے۔

کفیوں شر نے کہا تھا کو کھا تو ہاتھی کا کھاؤ اکڑ پڑ
ہترنے کے بعد بھی ناشتے کے لئے بیج رہے۔ انڈا کفیوں شر
کی روح کو کر دیت کر دیت ناٹھہ نہیں کرے۔

لئے پر جاوی شدید کے قابل مہر مسلمان اسی قابل ہیں کہ انہیں
دنیوں کی دی ہوئی ہر رفتہ سے حتی المقدور حروم کیا جاتا رہے
اور اگر وہ داد لا جائیں تو ان پر صرف خدا پر اعتماد رکھنے کے
چنانکہ جرم میں مقدمہ چلا دیا جائے۔

وقت دلت کی بات ہے۔ جب ہاتھی بھی ہو کر گیر جاتا
ہے تو کس بھی شیر ہو جاتے ہیں! بیکھڑے پہلوانوں کی ناک
کاٹتے ہیں اور دم کے دمداروں کو ٹھینکا دھکاتے ہیں۔

۱۳ اپریل سلاطین:

درستئے۔ مدھیہ پر دلش کی ریاستیں اصلیں جن ملکے
ایک میر جاپ ایں۔ ایں پڑھتے مسلمانوں کی فرقہ پرستی کے
اثبات ہیں یہ بات بھی بطور حرم بیان کی۔

”مردم شماری کے دران مسلمانوں نے مختلف
حکام پر اپنی بھلی زبان اور دلکھوانی“ اور
”اذی زبان فارسی اور عربی“

اسے کہتے ہیں جوڑی اور سینہ زوری۔ مردم شماری کے
دو ان تقریبہت اخباروں نے پڑھ بھر کے لوگوں کو درد نکلوئی
پڑا کیا ہے۔ وہ براہ راست لگاتے رہے ہیں کہ لوگوں اپنی
مادری زبان ہندی لکھواڑ۔ گویا اس سے کوئی بحث نہیں کر
صداقت کیا ہے۔ مادری زبان فی الحقیقت ہندی ہے یا اپنے
اور یہیں لکھواڑ جی کھول کے ہندی ہے۔

اسی سینہ زوری کا منظہرہ جن سکھی مجب صاحب نے اپنی
اس گل انشانی جیں کیا ہے۔ وہ بر طایہ کہہ رہے ہیں کہ حقیقت پر
بھی ہو چاہے کسی کی مائنٹیوں تک میں ہندی کی ہو۔ بھی
کسی کو نہ لگی ہو۔ ایکن قوم پرستی اسی میں ہے کہ وہ اپنی بھلی
ثانیوی زبان ہندی صدر لکھواڑ۔ نہیں لکھواڑے گا تو
فرغ پرست کہلاتے گا۔

اے ہم اسے! حکومت نے تو مردم شماری کے سلسلہ
میں صاف صاف اعلان کیا تھا کہ ہر شخص کو صرف سچائی سے
و اس طریقہ کا ہے۔ حقیقت پڑھو جی کھواڑی جاتے تو تو
تابائے ہم جیسے لوگ جو ماں کے پیٹ سے اور دلپتے ہیں پیدا ہو گئے

”مدھیہ پر دلش اصلی میں ایک بھر سڑ جو شر نے ڈپی
ہم نہ سڑ رکھت پر الازم لگا ہے کہ جمل پورے نہادات
پر ایک ماہ کا عرصہ مددگار گاہ کروہ موقع پر ایک بار بھی نہیں
گئے، لیکن جب ڈاکٹر لکھن شہزاد ایگیا تو اس کی لاشی پر
حاضری دینے کے لئے فوراً بچ گئے۔“

یہ تو کوئی الازم نہ ہوا۔ جیسی کے مرے پڑے تو می
شارع جسن تھنا چھن لئے ہوتے ہوئے صاف نہ ہو یا تھا۔
بہر بھی رہیں پہ خاک جہاں کا جیسے رخا

ہو یا کانگریسی حکومتوں کا وہ عمل جو حکومت کی بھروسی خواستا ہے
سرکے سب چہندی کی بجائے خوب کریاں لگانے کے قابل
ہوئے ہیں۔ ان کی آستینیں انسانی ہوتے تیرتہ ہیں اور ان کے
تلودوں پر نہ ہند۔ یہ کی تھیں ابھی تھیں جو ٹھیک ہوئی ہیں۔ تو انکو یارا
کیا جائے۔ وہ زیادہ سے زیادہ چند گھوون کو ٹھیک ہوئے چہند
آٹھے آئنے والوں کو میرت کے گھاف آتا رہا ہے، لیکن یہ ڈھی
اوٹ مشترے غیرہ تو وہ تمیں مار خاں ہیں کہ ان کی عملداری میں انسانی
درستے دس بیس انسانوں کی نہیں ایک قوم کی ضل کشی کرتے
ہیں آگئیں لگاتے ہیں بھائے جملاتے ہیں مگر ان کی انتظامیہ
ٹالیمیں چھپلے کے سوتی ہے اور ان کی پولیس وہ پارٹ ادا کرتی ہے
کہ مستقبل کے موڑ کو مارے دہشت کے ٹائپاٹ ہو جاتا ہے۔
سقراط نے کہا تھا جادا رکنے چلو بھر بیان بھی ڈو برس رنگ کو
کافی ہے۔ لیکن زمین و آسمان جبرت سے دیکھ رہے ہیں کہ جیسا
دانی کے ٹپے ٹپے ہیں جیسی خون کے سعدیوں ملکے لگکر اُنکو بھی
ڈوبنے کا نام نہیں لیتے۔ یقین کرو بھائی عثمان۔ یہ ڈھی اوٹ مشتر
لوگ سر پر پر رکھ کر نہیں جاتے۔ بلکہ کاروں اور ہوائی جہازوں
میں جاتے ہیں اور بھی وہ چیزوں ہیں جن کو تھیں میں رکھنے کی خاطر
پہلاں کے ڈھیر پر بھی پہنچنے کا سکتے ہیں۔

۱۲ اپریل ۱۹۴۷ء:-
سن آپ نے۔ پاکستان میں بندوں سنا کے ڈپٹی ہائی کورٹ
نے پاکستان ٹورنٹ کی بارگاہ میں دہن کی اقلیتوں کی ۴۰۰
نیکایات کیوں۔ نیروں میں کے اقلیتی فرقے نے بندوں سنا ڈپٹی
کنٹر سے ۳۳۰ ایسے واقعات بیان کئے ہیں ان سکھوں
کے مطابق ان کی جانب اور کوہ باؤ ڈاں کر پا لستانیوں نے
ماہل کر لیا تھا اور اس خبر کو تملن صرف ایک سال لائے
سے ہے۔

لے چہندوست ان مسلمانوں کی ذریعہ اور پاکستان نوازی
کا رانڈر ناروئے والوں کیا ہے؟ دیکھو تو یہ کیا ہو رہا ہے۔
تمہارے پاس غیرت اور خشم نام کی کوئی چیز ہے تو ذرا بتا کر کیا
پاکستانی حکومت یا پاکستانی عوام نے بھی کبھی ایسے یہاں کے

ہو سکتا ہے شاعر کا مطلب ہرنے کے بعد سے رہا ہے، یہاں
یک مصری میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں اور وہ یہے بھی زندگی
ہی میں آدمی خاک کے سوا کیا ہوتا ہے۔

جبل پر پہنچنے کی بات ایک ہی رہی۔ ہبائیں جلبور
تو وہ بہت سے تعمید شتم کے قوم پر برہت بھی نہیں پہنچ جس کی
زبانیں قوم پرستی کا راگ الائپے سوکھ گئی ہیں۔ اُر ہندی
جیسی بھائی بھائی "کام روم نورہ جنپیوں کے زماں کا نشانہ
بدل سکتا تو جبل پور کا نشانہ ہی کو سا جادو کا ڈنڈا ہے کہ اُن نیش
جلکتیں کی فطرت بدلن دے گا جس کا خیری دوسرا بھی سے
بناتے۔

ڈاکوں اکھن سنگھ ملے سے ڈاکو رہا ہو۔ وہ ہر حال لاکھن سنگھا
خدا جنہیں تھا۔ خدا جنہیں دن ما راجھا سے گا اسکی لاش
پر کوئی بڑا آدمی برستے بھی نہیں جاتے گا۔ لاکھن سنگھ کی لاش
پر جب کوئی بڑا آدمی قیام پر بجھ فرماتے تو اعزاز کرنا کم فرمی کی
دلیل ہے۔ تیر منی کا شہر قریسفی شاعر ٹیکس پہلے یہ بھیں گئی
کہ چکا ہے۔

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔"
ماجرے کیم فرا جناب عثمان فارغی طیب نے اس پر
رمیار ک دیا تھا۔

"دریھی پر دلش بیس مسلمانوں کی ضل کشی کا واقع
ام رج بھی نہیں بھلا سکے گی، لیکن اور دیامت
کا ڈپٹی ہوم منٹریوں میں ہندوں اگاٹے گھر پر
پڑے اور ہا اور سب کچھ سئنے کے باوجود بھروسے نکل
سکا۔ البتہ لاکھن سنگھ ڈاکو کی لاش کو اشیرواد دیتے
کے لئے یہی تھیں سر پر پر رکھ کر بخوا۔ تاریخ کسی
وقت اپنے آپ کو ہر راستے گی اور مذاق کریں لے
خود مذاق کا موٹھوڑی بنیں گے۔"

ہو سکتا ہے پیروں میں چہندی لگانا آزادی سے قبل
کوئی محاذ رہا ہے، لیکن اب یہ محاذ رہ بدل گیا ہے۔ ثبوت
ہے کہ جبل پور کے فادیں ایک پاہی سو رہنٹ سنگھ بچے کو سمجھی
تائی کی گوئے چھین کر زمین پر پٹھا اور ایڑیوں سے رگڑا یا پیٹیوں

اسلام بزدلی نہیں کھاتا۔ جو انگریزی رواداری، عدل اور سچائی کی تعلیم دیتا ہے مسلمان کتنے ہی اسلام فرموش ہو چکے مگر اسلام کی نیادی تعلیمات کے قوی اثرات بہر حال رکھنے اور رکھنے کے باقی رہنے ہیں بھی وجہ ہے کہ پاکستان یا کسی بھی مسلمان حکومت کو اپنے یہاں کی اقلیتیں ہوتا نہیں دکھانی دیتیں۔ نہ ان سے خاداری کے سُر ٹفکٹ مانگے جاتے ہیں، لیکن فرقہ پرست پیدائشی بزدلیں وہ آپ سے آپ ہوں کھاتے رہتے ہیں کہ یہ بھارتی مسلمان ہمارے بیڑاں تسلی سے زیمن نہ سرکار ہیں۔ ان پر جو انگریزی کا سایہ نک پہنیں ٹرا۔ وہ رواداری اور عدل کی ابجد بھی نہیں گئے ان پر پاکستان کا کابوس بُری طرح سوار ہے۔ وہ طاقتور کے آگئے سمجھے کریں گے اور کمر دی پرستی جتنا گے دلیل سامنے موجود ہے کہ چینیاں ہیں، وہستان کا ہزاروں میل رقبہ قبضایا اگر یہ ہماشہ بلوں میں ہے ہوتے اسکے باسٹھ کر رہے ہیں۔ دماغ میں کیڑا کلبلا یا تو اسکے اوپر مسلمانوں کو شیرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ بھروسہ ان کی بھرط کا ہی ہوتی آگ نور در پھیل گئی تو لوٹنے اور ذرخ کرنے کی ہم پر کل کھڑے ہوتے۔ جانتے ہیں کہ انتظامیہ ہماری یار غاری ہے۔ پر لیس ہماری جڑ داں جنم ہے۔ اگرچہ نہ جانتے تو کہم ہے دناؤں کی بھی اس خلیل تفریج کو آسمانی سے اختیار نہ کریں۔ یہ آج بھی جلدی میں کہ مسلمان نہ لفڑ نہیں ہے۔ اخیر قینیں ہے کہ ادبیں بھروسہ ہیں اگر دنہوں کا سٹھ پھرنا جاتا ہے۔ بشرطیہ طاقت کا تاسیب ایک اور سوکا نہ ہے۔

ہندوؤں کو غدادر اور فرقہ پرست اور ہندوستان نواز کہا مالک یہ صورت حال صاف بتانی پڑے کہ وہاں کے ہندو دینی شکایت کے سلسلہ میں ہندوستانی ہائی کمیشن کو لمبارہ و مادا بنائے ہوئے ہیں اور ہندوستانی کمیشن بھی تجویزی دیکھنے کے ساتھ چھوڑ رہا ہے۔

اس کے باوجودہ نہ قہقاہستان سے کوئی آواز اٹھی کریں، ہندوستانی ہائی کمیشن سے گھٹ جوڑ رکھتے والے ہندو غدار ہیں، دین دشیں ہیں۔ نہ تم بھی من سے چھوٹے کہ پاکستان کم سے کم اس معاملہ میں تو غالی ظرفی کا ثبوت دے ہی رہا ہے۔

اب ذرا فاقہلوں کی تہیں الٹ کر دیکھنا کیا مندیتی مسلمانوں نے بھی بھی اپنی کوئی تکالیف، پاکستانی ہائی کمیشن کے رد برداشت کی اور دیر چاہا کہ پاکستانی ہائی کمیشن ہندوستانی حکومت کے آگے اس تکالیف کو رکھ کر اسے اور تلافی کا مطالیب کرے۔ تم مشتری مرتبہ مر کے بھی جوڑے تو نہیں دکھ سکو گے ای مسلمانوں نے اپنی جائز تکالیفات کے پاسے میں کسی دوسری حکومت کو مرکزی امید بنا دیا ہوا اس کے باوجودہ تہاری بی شری اور ذات کی انتہائی کہ مسلمانوں کو دین دشیں اور فرقہ پرستی کرتے شکل ہوتے ہارے ہے ہو سلمان پے چھپے ہوئے وہ مقام پر اپنی ہی حکومت سے شکوہ شکایت کرے تو فرقہ پرست، مگر پاکستانی ہندو ہندوستانی ہائی کمیشن نے اپنی شکایتیں سے جائیں تو کوئی بات نہیں۔

بھینگی ہر منظر کو خلطہ بھکتی تو صبر آ جاتا ک جلو بھینگیں معدود ہیں مگر ہم اس قوی بھینگی تو عجیب و غریب ہیں کہ جہاں چاہے سو قی صدی بھینگیں بگانے جیسا چاہے بھینگیاں اُنھیں جیب میں رکھ لیا۔

سخنو اہنس بھیں بھی بھر کے۔ وقت آ رہا ہے جب تا سیخ تمہرے ایک ایک پانی کا حساب لے لیں اور تمہاری آنے والی صیلیں ماں تم کیا کریں گی کہ کیا انہر پر گئے تھے ہمارے آبادا جیسا جس کے بیگ و بارفے ہماری نرخیں کو جکڑ کر رکھ دیا ہے اور ہماری روحیں تاریک شمشائوں کی ناہموار گما ٹیوں میں ٹھوکریں کھاتی پھر رہی ہیں۔

۱۵۔ ایریل سالٹم:-

خاندانی بھلکتے کہتے ہیں یہاں جھوڑ دیتے ہے سیکولر نرم ہے۔ سب کے حقوق برابر ہیں۔ نہ ہی بیادوں پر کسی کے ساتھ امتیاز نہیں بتا جاتا۔ سیکولر ہیں۔ سیصرت ایک بیتل اور دلی یہ جمعہ کو تو خون کر بندہ ہٹا جائی سچے مگر اور دلوں

میں ہنواروں کے تھوڑا روں پر بھی حکماً اسے بند کیا جاتا ہے۔ حشکہ اور جبڑے کے عین بعد سبق کے روز رام نوی کی تقریب آپ سے سب بھی ذرع پہنچ لھل سکتا۔

گونی مچاڑی بڑی بیمار پر ایسا زہر نہیں تو اور کیا ہے یہ اکثریت کی دھانانی نہیں اور دھان اعلیٰ کے کہتے ہیں۔ اسیں اور آمریت میں کیا فرق ہے۔ کیا جمپوریت کے سب سے بد بانگ نقیب یہڑو کی نکار سراج ہیں الاؤ ای اسان سے تارے توڑے کے لائی ہے عین اپنی پاڑگاہ میں اس صرخ زیادتی کو نہیں دیکھ سکتی۔ اگر دیکھ سکتی ہے تو کیا انکی بھجن کرنے والی زبان اس زیادتی کے ڈھنڈاروں سے یہیں پوچھ سکتی کہ کیا تم یہ جنم مر پھوٹو پہنچاودے کر کہر ہے ہو۔ کوئی جمپوری طلاق ہے جس کی رو سے تم اپنے خصوص تھوڑا روں کے دنوں میں سلانوں کو ان کی غذا سے حسرہ کرنے کی سخت طرفی فرماتے ہو۔

بات توجہ تھی کہ سلانوں کے تھوڑا روں پر بھی یہ خداوند ان شمعت کی پیغام کی بنیش کا آرٹر جباری فرماتے جسے ہنڑہ ٹھوٹا کرتے ہوں مگر سلانوں کو اپنے ہے۔ اپنا ہوتا تو جمپوریت کی ناج رہ جاتی اور جمپوریت کا خاطر مسلمان ایک دو دن یا ہفتہ ہمینہ بھرنا ال ساگ۔ پر لگزارا کیستا ہے، لیکن جمپوریت تو شاید سات مہندر ماری ای۔ اب تا ہی ناگ ہے۔ نفاذ یہی نفاذ ہے۔ جانوروں کے رحم دل دوست اور انسان کے لیے طلب سچاری دیے تو استئن نازک مزاج ہیں کہ جن جانوروں کا متصروف سلطنتی ذبح کے کوئی نہیں ان کا بھی ذرع اپنیں آپ سے باہر کر دیتا ہے۔ لیکن سلانوں کے پرے پورے فائدے ان سکا رونگٹا بھی بھرا نہیں ہوتا۔

گولن پروانہیں۔ الحمد للہ کہ سلانوں نے آگ اور خون کے شمار مندرجہ کئے ہیں۔ ایک اور سہی مگر کانگوں میں پارکے کے تاریخ اسکی درستی کی وجہ کے دل کی آنکھیں اور کچھ کچھ جو جاتے ہیں۔ ایک

۱۶ اپریل سالنامہ۔

ایک ہذب خلوتوں یا مجاہد نے استاد علی منتظری کو ان کی تقریب پر خطا پکر ایک خط لکھا تھا جس کا بہت ہی عدو جواب موصوف نہ عطا فریا۔ اس جواب کے باوجود جو پاتا ہے کہ سو صوف کے چند خاص خفرے آپ کو مناؤں اور حظا پڑ جواب عرض کروں تاکہ میں اندھا آپ دونوں مولویت کی پیچل اُتار کر شعرو مشراب اور حسن و روان کی فضاؤں میں اپنگ کی رفتار سے اُڑتے پڑتے جائیں۔

فرماتی ہیں بھی ما نسب۔ جی ہاں مسلمان ہم حبہ۔

آخر محبت کرنے میں سرچ ہوئے کیلے ہے ہوئی اُنہوں

بے پورہ باہر بکھل تو اس میں کوئی خرابی آجاتی ہے؟

رقص کرنے یا سماں سمندر پر شل، کالباس میں لیتے

سے کوئا عب لگ جاتے ہیں۔ عرب، یا ہر ای اور

اس دوقت، ہو جبکہ کوئی گناہ سر زد ہو جاتے۔

بکثرت ای فنکار ہیں ہیں جو ہماری شریعتیں

خواہیں سے کمی زیادہ پاکر امن اور امان ہیں۔

آپ کے منھ میں بھی شکر یقین کیجئے تم معاحب ایسی بیوی کے سو اگھر کے بچے بچے کو آپ کے درشن خیالات پڑھ کر ٹوپی خوش ہوتی، لیکن یہ را بڑا بچہ برانت کھٹ۔ ہے۔ اس نے توجہ دلائی کہ آپ کے خیالات کی روشنی میں ایسی کھدا خدا دیجئے ہیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے چاند میں ہوتے ہیں۔ ہیں نے اس سے چھیٹل ٹھیٹے ایک ہی مانوس بھٹ کی قبر پر لگایا۔ اس کے دلائی مصبوط تھے۔ ہندا اب یہی گستاخی کی معافی، چاہئے ہوئے آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات کھدا اور درشن کیجئے، تاکہ رجعت پسندی کے داغ دیجئے بالکل ہی مت جائیں۔

یہ سوچ صدی بیج ہے کہ محبت کیسے ہے، کچھ حرج نہیں،

نہ بے پورہ گی میں کوئی خرابی ہے اور ناچھیں میں اعلیٰ کالباس

پہن کر سماں سمندر پر نہانے میں تو عیب کا کوئی سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا۔ یونکار اس سے تو ہمارا تمہارے غنیمت دل کمل آئتے

ہیں اور ان کے کا سر سرہنیں پا درہ ہاؤس تمام ہو جاتے ہیں۔ ایک

ساختہ ہی ساختہ یہ فلسفہ بھی تہذیب و ترقی کی فضاؤں میں سنبھری پر جم اڑا رہا تھا کہ انسان جب کھانے پینے اور سوچنے جلوگز کے فطری و خالقی میں آزاد ہے تو کیا وحصہ ہے۔۔۔

۔۔۔ کہ جنسی و خالقی میں بھی آزاد ہے ہو۔۔۔ کیوں وہ خواہ خواہ اخلاقی جلوگز بہنیوں کی بالدوتی تسلیم کرے تھیں جھوک لگتی ہے سر ازار پوٹلی میں بیٹھ کر پیٹ بھر لیتے ہو۔۔۔ پیاس لگتی ہے مردگے سامنے غشاغفت پانی جوڑھا جاتے ہو۔۔۔ بھروسی میں کیا عجیب ہے کہ جنسی خواہشات کی تکمیل میں بھی کیوں تکھفی احتیا کر دے۔۔۔ دشمنیں مرد عورت میں پچھوڑ دیں کیا پھر جدا ہرگز نکسی کا اس میں گیا گھسا۔۔۔ بُرائی اور عجیب کی اس میں کیا بات ہوئی۔۔۔ اس آزادی کا مل کے نتیجے میں جو بچے پیدا ہوں گے وہ بھی یقیناً ان بچوں سے زیادہ آزادی والے اور حقیقت پسند ہوں گے جن کی پیاراں فضولی کی اخلاقی جلوگز بہنی پر منحصر ہے اس فلسفے کی پہنچ میں مل کر جو عظیم الشان نتائج پیں۔۔۔ اسکے بعد جسم بد دوست سامنے ہیں۔۔۔ اسے بیلی صاحبہ!۔۔۔ آپ مغربی نکر کر اظہر سے ادھورا نہیں پورا فاکہہ اٹھا سائیے اور صاف نہ کہیں کہ آخوندی تقاضوں کو آزادی کے ساتھ پورا کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔۔۔ حرج تو جب ہو کہ مرد عورت میں سے کوئی نیک، دوسرے کی گردی کا اٹھ کر نہ جائے۔۔۔ وہ بچا رہے نہ گردن کاٹتے ہیں تھا تو پھرے چلاتے ہیں بلکہ بڑے پیار بھت کے ساختہ فطری تقاضوں کو پورا کرتے ہیں در رضا کار ان طور پرستے بچے بننے انسان دنیا کو دیتے ہیں۔۔۔ آخر ان لوگوں کو قصور و ارکیوں بھیراتے ہو جو کچھ لیتے نہیں صرف دیتے ہیں۔۔۔ جو حقیقت پسند ہیں۔۔۔ جو معموم ہیں۔۔۔

پھر اسی صاحبہ!۔۔۔ یہ جو آپ نے کہا:-
'بکثرت ایسی فنکار ہیں ہیں جو ہماری شریعت ترین خواتین سے کہیں زیادہ پاک دامن اور باقاعدہ ہیں۔۔۔'

تو اسے بھی میں آپ کی روشن فکری سے دامن پر دھستہ ہی خالی کروں گا غلطی سے آپ اب بھی شریعت ترین خواتین انہیں دیواری خود توں کو کہہ رہتی ہیں جو گھروں کی چار یوادی

غالباً اس کو بھی سایہ سمندر پر چڑھا دیتے ہیں اس کی تھیں کو غسل کرتے دیکھنے کی سعادت تھیں ہوئی تھی، میں کہ تھیں تھیں گھٹ گیا۔۔۔ اکثر نہ آنکھوں کا معائنہ کر کے بتایا کہ تمہاری بیانی اچاکہ ترقی کر گئی ہے۔۔۔

مگر لیکھم صاحب!۔۔۔ یہ گناہ میں چڑھا کا ہاں پہ جس کا آپ نہ کر کر فرایا ہے؟۔۔۔ بسیار غور و فکر کے باوجود دیکھنے پر بھیجے میں ہمیں اُمر اکہ نکر لنظر کی جس اعلیٰ سطح سے آپ کلام فرمادی ہیں وہاں گناہ دو اُب کا دیقاوی مچھلیاں اکہاں سے گھٹرا ہو گیا۔۔۔ یعنی کیجیے جس طرح آزاد محبت اور رقص و سرود اور ساحلِ عمل میں کوئی قباحت نہیں ٹھیک اس طرح اس میں بھی کوئی عجیب بدلہ ہو رائی ہرگز نہیں ہے کہ لڑکیاں اور لڑکے گھنل کر عیش کریں۔۔۔ ہر سختے نا ہمیں مون منائیں، مٹڑاں ہیں، بکھروں ہیں مل جل کے ناچیں اور عیش و نشاط کی آخری چال مسکا بے تکان چڑھتے چلے جائیں۔۔۔ آخر تائیج یہ ہے!۔۔۔ اس کے براہمیتے میں اگر آپ نے بے پر دگی اور عربی ای اور زندگانی کے مہر رہانے ہوئے بھی پہاڑنے آگے کی تفریقات کو گناہ تسلیم کر دیا ہے۔۔۔ دھمکا دیتا آپ کو ایسا بھاجانے والے نے۔۔۔ گھنلے ہوں تو گھنیں، زہر کیوں بھر جاتے گا۔۔۔ آپ یورپ کی اُن روش فلک خاتمیں کے چاہے ملگ کرتے ہوئے طرزِ نکر کا مطالعہ کیجیے جن کے کافیں ہیں جو دنیے نے مسادت مردہ زن کا صور پھونکا تھا تو وہ مارے خوشی کے چھوٹے کچھ ہو گئیں تھیں اور انھیں اسی ہی کوئی عجیب نظر نہیں آیا تھا لہ عورتیں ہر رہا ہیں مزدود سے دو شہدش چلیں پھر روز شنی کی ایک اور لہران کے جل ددماغ سے ٹکرائی تھی تو انھیں اسیں بھی کوئی بُرائی نظر نہیں آئی تھی کہ جسموں کو کلپڑ کے پوجھ سے جنی الوسع آزاد کیا جاتے۔۔۔ وہ لباس کے معاملہ میں انتہائی کلفاہت شعار ہوتی جیلی اُسیں تھیں اور آخر کار مرد نے انھیں یقین دلا یا تھا کہ لباس تو ایک غیر نظری یا بندی ہے انسان مان کے پیٹ سے نکلا پیدا ہوتا ہے لہذا نکلا رہنا ہی سائنسگا اور سچیل طرق کا رہے۔۔۔ بینظی نہایت شاندار تھی، لہذا نگوں کے کلب ٹھکنا دبے شاندار روز گورنر نے بدن کی آخری دھمکی بھی اُتار پھیلی۔۔۔

کی جاڑ رہے تو گھبائے پیٹ میں درد کیوں ہوتا ہے۔ محنت ہنی ہوں ایش و راحت سب اٹھیں ہیں ان پر قد من کیوں اور پاک رعنی احرارت پر کیا حرف آتا ہے۔ اگر مرد خورت پورے خلوص کے ساتھ جبکی تقاضوں کو ان صورتے اُجائے شایین دے لیا کریں۔ دھولا مرا در

میں بند ہیں یا پسروں نکلتی ہیں مگر رقص و مسرودہ اور غسل کے دلکش سے واسطہ نہیں رکھتیں اور ان بدغدا توں نے ابھی تک محلہ طرزندگی کا عیش نہیں اٹھایا ہے۔ استغفار اللہ۔ شرافت ان میں کہاں سے آئی اور عزت انھیں کہاں ہی سب جرب کہ نہاریب دترقی کی اعلیٰ منزیلوں تک ان کی رسائی ہی نہیں ہوئی۔ یہ تو رحبت پرندہ ہیں، جاہل دنashاستہ ہیں، احمد ہیں کہ ایک سے ایک حسین و شکیل مردوں کی اس بھروسہ دنیا میں انھوں نے صرف ایک مرد پر اکتفا کیا۔ گھبائے رنگ اُنگ سے لطف اٹھانے کے عوض ایک بھوول کوناک سے لکا کوئے بھروسے میں بند ہو چکھیں، کس دل سے انھیں کوئی شریف اور باعزت کے گا۔ بالیقین شریف و باعزت وہ فنا کار ہیں جو زندگی کو زخم کر، اس زخم کی دنیا سے زیادہ نظر اٹھانے کا سایقر رہتی ہیں۔ جو خشکاب اخلاق کی حدیں توڑ کر بھروسے لا محدود دنیا میں مصروف ہنگ اور جسی ایک مرد پر شاعرت کو رجانے کی ھکی حماقت میں بٹلا ہیں، بلکہ متل کی طرح بھوول کارس چکستی ہیں۔

رسی پاک داری، تو یہ بھی اعیٰ کا حصہ ہے۔ انھوں نے اول تصرف انڈر ویر اور حرم پر اکتفا کر کے دامن ہی کا قفسہ پاک کر دیا ہے، نیکن بھن اوقات دامن ازاں اس پہنچی ہس تو وہ بھی اتنا صاف شفاف ہوتا ہے کہ جمال ہے ہیں کچیل پاس بھی پھٹک لے۔ لانڈری میں دھله ہوئے بہترین استری کے کپڑے پاک نہیں ہوں گے تو کیا ان گھر میلوں عورتوں کے میں زدہ کپڑے پاک ہوں گے۔ جنھیں مخلوط سوسائٹی کی ستانے ازندگی گذارنے کے لئے دن میں کمی کمی بار بیاس تبدیل کرنے کا تصور تک نہیں آسنا۔

حال کلام اے لیلی صاحبہ یہ کہ خیالات آپ کے ابھی ذرا اکروشن ہیں تھوڑی لاثث اور دیجھے اور اخلاقی کے معلوم کو ٹھیک کا دھکا کر صفات کہیے کرائے دنسا نوری رحبت پستہ اے آزاد صفحی تعلقات میں آخز عیب کیا ہے؟ سکی بھوک کی طرح جبکی بھوک بھی دردشے کے ساتھ آسودہ

۱۶ اپریل سالتھے:-
 بغراٹ کے والد تکہا تھا۔ جب آدم ناد کے اصحاب پر مردیت کا ہوا سو اور ہو جاتا تھے تو اسکا بھاجا معمدے میں اُتر جاتا ہے، اور خالی کا مسئلہ مرس ایسا میں اتنے دیتی ہیں۔
 یہ ذرا اباریک فلسہ فرہے ہے۔ سمجھ میں کل سے آئے گا۔ مگر یہ تو اپ کی بھجوں میں آہی گیا۔ ہر کا کہ روس کا ایک آدم بردار جہاز خدا میں اُٹا کر واپس لوٹ آیا ہے۔
 اب عاجز پر جنگ بردی رہ کی مٹھنے۔ مشہور تو یہ شاعر ختم حفظت ان کا نام آئیے۔ ہو گا۔ دھی جن کے لئے میں آج تک یہی حقیقت نہ ہو سکا کہ کوئی نہ ہے میا ایسی کوئی نہ
 نہ بہ پستہ میں یا لاندہ سب۔ کاشکوئی ہیں یا لیگی۔ وہ دراصل ادھر پچھے درجے کے ترقی پسند ہیں اور کسی ایک عقیدہ، دخیال پر جمنوار اداری کے خلاف بھجتے ہیں۔ میں ناشتہ پر ان کے یہاں پچھا ہو اتھا۔

صحیح کا سہما و قفت تھا اور بڑاں جیسا ہی تھیں۔ پچھا کیا ری تھیں فلی گانے گاری تھیں۔ ختم حصہ نے تباہ کر لئے جو بھوکیں روس کی عظیم خلائق کے ترانے رقص کر رہے ہیں۔ ایک کو ابھی آبیٹھا اور دیچے سمرزوں میں کائیں شروع کر دی۔ ختم صاحب پوئے۔
 ”سُن نہیں ہو مل۔ کو آج بلبل کی بولی بول رہا ہے میں
 بھی روس کی عظیم فتح پر ناز ہے۔“

بھجھے پیش اور اتھا۔ عرض کیا۔
 ”جاںزوں کی زبان تو میں اب اب ہی سے سمجھو گا۔
 ذا الحال استنبی کا دھیلادر کا رہے کہاں ملے گا؟“
 ”مانہنس۔ قمر بھی یار ملادی نہیں۔ خوبی ہے روس تو خلا کو
 نج کو کے چاندگاروں پر کنڈاں رہا ہے تم۔ بھی استنبی کے

پڑے ہوئے ہیں مگر سامنے نے سوچ رکھنے والے
پھر روزہ میں کی بلندی تک پہنچ ہو گئی تو سنتے میں
آئیں گا۔ تو بے قبور احمد ابھی و خونماڑ کے چکر میں پڑے
ہیں مگر سامنے کہا شاہ کے بر قوی لئے ہیں۔ پھر اسی
طرح جس نے خلائی جہاز لاکھ میں تباہ پہنچ گیا تو کہا جائیکا۔
ماڑ ہشت احمد ابھی رسالت و فیامت فرستہ میں
آج بھی ہیں مگر سامنے آسمان میں سوراخ کر دیا ہے۔

حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ عدالت کے سب
جگہ ایک ہی دن ہو۔ کوئی تحریک نہیں الگ احکام شرعیہ کی
کھال اور ہیئت بغیر یہ کام بھی خوش اسلوبی سے ہو جائے
لیکن مدیر موصوف نے اس پر یہ ریکارڈ ضروری سمجھا۔

”تعجب ہوا کہ ابھی کے عواید احتساب الحج اسی
اختلاف کرتے ہیں۔ وہ ابھی تک شہر کے گند
میں ہیں اور پرانی لکیر کے قفر“

مگر یہ بندہ نہ از اخدا ابھی پڑا ناہے؛ وہ یہ کاتنا
بھی نہیں۔ خود آکی جلتیں میں وہ کو سایا ہیں۔ یہ جو
ہزاروں برس پہلے کے خشی انسان میں نہیں تھا، جائز
کافی صد سوں لاکھ میں ہے اور سوچ کا آٹھ کروڑ میل۔
امر سامنے کہتے ہیں کہ بنیارتادوں کافی صد اس سے
ہزار کیا زیادہ ہے۔ اگر صرف پونے دو ٹوٹیں بلندی کا فر
آپ کو اپنی دنیا اپنے مذہب اور اپنی عقل سے اس تدر
بیزار کو سکتا ہے تو اس وقت کیا ہو گا جب روس چاند مریخ
جاسکا۔ اسوقت تو آپ یہ مولوی کو سر کے بل سجائے کی
تمشاگری ہے اور نہیں ناتھ کا تو زون پر کھویں پڑا دیگے۔
روس نے خلائی سفر کیا ہزاروں ہو ٹھوڑیں اُنٹ
چیزیں کوئی پوچھے الگ سامنے کی ترقی کا ایک ریخ خلائی
پر را ز بھی ہے تو اس سے کہیں کل جھوک سر پر سیناں نکل آتے
اور کوئی سماں حل ہو گئے۔ مان لیا مولوی ویگ سہم اللہ کے
گندہ میں ہیں مگر غیرت ہے اسیں اللہ کا نام تو ہے۔ ندوی
کا خیال ہے کہ جو یہ میں لاکھ دو لاکھ میں پردازگار آئیں گا تو
آپ سینہ تاکر فرمائیں گے۔ ”واقعی خدا کا قصد تو ڈھکوں میں

ڈھکوں ہی کے چکر میں ہو۔“
میں شش درہ گیا۔ ”پھر کیا مطلب ہے؟ چاند ستارے
استنبجے میں تو کام نہیں آسکتے۔“

”اماں چھوڑ د۔ نئی دنیا کے عظیم تقاضے انسانیت
کا دروازہ لکھنا ٹھاڑے ہے ہیں مگر آپ پر وہ ہی پڑا فی طابت
سوار ہے۔“

اشٹے میں ان کے والد آگئے۔ ان کے باقی میں ایک
خطھا۔ نئی لہجے میں صاحبزادے کو مخاطب کیا۔

”ابے گدھے کے بچے پر کیا لکھا۔ یا ہے؟“

”جی۔ جیادہ“ گدھے کا بچہ یعنی تاجر صاحب
ہکلائے۔ والد نے خط میری طرف پڑھا۔

”زراد یکھنا اس خطی کو۔ نانی کو خط لکھا ہے اور
مشروع سے آخر تک روس کے خلائی سفر کی جھکڑا رہی ہے۔“
منے خط پڑھا۔ قبلہ کا بیان حرف بھر ف دست
تھا۔ تاویل اعرض کیا۔

”شاید نانی صاحبہ کو میں الاقوامی معاملات میں کافی
دیکھی ہو گی۔“

”استغفار ل۔ تم اس سے بھی بڑھکے گدھے ہو۔“
وہ جھبلے سے ”عورتوں گان بالوں کا گیارا بلطہ ہے۔“

میں نے تاجر صاحب کی طرف بے کسی سے دلکھا کر
شاید ہی جا ب دیں مگر وہ تو اس وقت چاند پر پہنچ
ہوئے تھے۔ بات رفت گذشت ہوئی۔ مگر یہ ناظرین
یہ بھی آپنے سنا کہ ایک پاکستانی ہفت روزہ کے عاتی
بانی مدیریت کیا تھا میں۔ سنتے۔

”اہم ابھی تک دوست ہمال کے جھگڑے میں پڑے
ہوئے ہیں لیکن سامنے چاند پر کندھیں پھینکی ہیں۔“
جی ہنگاب! یہ صرف اس حالت میں ہے جب کہ
خلائی مسافر کی دروازے پونے دسویں بلندی سے زیادہ نہیں
ادھ چاند سہاری زمین سے تین لاکھ میں فاصلہ پر ہے! ذرا
پہنچیں! اور اُنے بیکھے پھر یہ بھی سینے گا۔ لاجوں
و اوقاتہ اہم ابھی پاکی اور حرث اور حلال کے جھگڑوں میں

وہ لکھا عظیم روکے عظیم انساؤں نے عظیم خلا کو کھونڈا لامگر خدا کیمیں نہیں تلاہ ہوتا تو ضرور ملتا۔ پس لے ملکوں شرم کریدا تو شرم نہ آئے تو قائم ہکا کے

تھے تو آبامدہ ہمارے ہی مگر ہم کیا ہیں
ما تھ پر ما تھ دھرے منتظر نہ رہا، ہیں

کیا ہم مسلمان ہیں؟

=(شہنس فویں عثمانی)=

قلقولوں کی بینا دیں بلادِ ایت کی قسم ٹھہری ہی تھی۔

لیکن زمین اور انسان کی تاریخ نے دیکھا کہ زمین آسمان کی خصلت کرنے حظیم ترین طاقت "حستا" کو اپنا دنہا منہ کا خاتمی عقیدہ ان انسانوں کے دل و دماغ کے تابعوں گوشوں سے اہمذکر حبیب اسی ایمنٹ پھر کی دینا میں داخل ہوا تو زمین کی دھیون سے تنگ ہو گئیں اور نظریات و عقائد کے بیکاران یقینیت "کمزوری" میں وہ جس دجلالِ مسودہ یا کس کی زمین طاقت اور قدرِ ہمایت پر خوف دھیرت اور عقیدت کی تحریر ٹھہری طازی ہو کر رہ گئی؛ اپنے روح و شمیریں ایک "وحدة لاشریک"۔

"فقال لما يرید" اور "علیٰ كل شئ قدری" خدا کا انقلاب آفریں تصور لئے ہوئے ۔۔۔ دل و دماغ میں پیچائی اور لہذا کاسر فروشانہ جنون دھکائے ہوئے ۔۔۔ اور اپنے دست و بازوں ہتھیاروں کی جگہ ایمان و یقین کی بیکاری ہجڑے ہوئے نہتھا "انسان" ایک طرف تھا ۔۔۔ اور دھرمی پھر آگ، تو ہے اور سونے چاندی کا سیل فراہوں لئے ہوئے دیوبیکر پھاڑا اور پر شورِ سند رکھا ہے ہوئے یہ پیدا ہی "زمیں" تھی جو گت، افتخار، اولیم و استبداد کے انسانی لشکروں کی شکل میں، درندوں کی طرح حرستاتی، زلزاں کی طرح گزینی، ہمندوں کی طرح امدادتی اور آندھیوں کی طرح منستاتی ہوئی روم کے افغان اور شام کی راہوں سے اس لئے اٹھ رہی تھی کہ ماڑی ہے سردار سامانی سے کراہتے ہوئے " مدینہ" کو جھرا فیض کے لفڑتے مشاکر کھدمتے اور انسانیت کی تاریخ میں ریاستانِ عرب کے ان نے انسانوں کے خون سے ہمیشہ کے لئے یہ خون میں اعلان

جب خدا کے رسولؐ نے مدینہ میں کھڑے اور کریمی خیز اہلان کیا کہ روم کی شاہی فوجوں کا راستہ روکتے کے لئے بیوک کی طرف کوچ کیا جائے گا تو کون توچ کر سکتا تھا کہ یہ آوازانِ ملکی بھراں نوں کے جذبات میں یقین، جرأت غیرت اور سر فرد شاذ جنون کا طوشن اٹھا دے گی جسکے پاس دلت کی اس عظمیم مادی طاقت سے مغل بیٹھے کے لئے اس یقین کی دولت کے سوا کچھ بھی نہ تھا کہ ان کے آن دیکھے خدیلے کامیات کی عصیتی لکھ ان کی پیشتو پر ہے؟

ریاستان کے آتشیں ذہبے ان کے قدیموں میں اپنے ڈال رہے تھے، توئے ہوئے زنگ آلود ہتھیاروں کا حیرت وحیر ان کی سی سردار سامانی کا بیرون رہا مذاق اٹار باتھا۔ مسلسل فاقوں کی آگ ان کی رگ و پیپے کا فونِ خشک کے دے رہی تھی۔ لیکن ان کا یقین وہ بیان اس اُلیٰ چنان کی طرح اظہانتا تھا جو طوفانی صندروں کے وسط میں دھشی دھاروں کے تھیڑیے تھا قی ہے؛ مگر یہی جگہ سے اس سے مس نہیں ہوتی ایکیں؛ بلکہ وہ تو عزم و اسلامت کا ایک چلنًا پھرتا پھاڑتھے جو خدا کے رسولؐ کی آواتریں ہتھے ہوئے ان فوجوں پر جست کرنے کے لئے بیٹا پتھے جو آگ اور خون کا سیلا ب۔ لئے ہوئے ۔۔۔ آہن و فولاد میں سر سے پاؤں تک ڈوبی ہوئی اتنی ہواں اکیوں سے بیشتری کر رہی تھیں کہ ان کی ٹھوکر سے بیہاڑی بھی پاٹ پاش ہو جائیں، اور پھر سے مندرجہ بچھا لکھا کردھی رہ جائیں، اس ۔۔۔ جن کی تگی آگ اور دل کی تیر جوکھ طاقتوں سرداروں کو اندھا کرنے کے لئے کافی تھی۔ اور جن کے ہمراوں تدوین کی زلزلہ ناگیر دھک شاید

چھار جاپ شعلہ زن ہے؟ — اُن یہ اُنشن فشاں ریگستان کے دن! — ہواں میں اُنگ رہی ہے! ذردوں میں اُنگ رہی ہے — سورج کی سرخ گردیوں نے جیسے سارے ریگستان میں اُنگ لگا کر اس کے ذردوں کو ان گنت شعلوں کے ایک لامبا ہی دندن میں نہیں کر دیا ہے؟ شعلے! — ان گنت شعلے! — شعلے ہی شعلے ہے! —

* نہیں! — پہلی آزادیں خیرت ایمانی کی دھمک سفی گئی — نہیں! — آنکھیں دیکھ سکتی ہیں تو دل بھی اندر ہے نہیں ہیں! آنکھیں ایک اُنگ کو دیکھ رہی ہیں اور دل دوسرا اُنگ کو! — آنکھوں دیکھی اُن سے زیادہ بڑاں ہے وہ اُن جس کا تصور ای انسانی روح کو جھاسائے دیتا ہے جس کی آج یہ نظر آنے سے پہلے چیزوں جو رہی ہے! — جس کے نظر آنے سے پہلے ہی اس سے پچاہا سکتا ہے، مگر ایک بار نظر آخانے کے بعد جس کی آشیں گرفت سے بھاگ لکھاں ہیں! —

"اد نہہڑا"

دوسرا آواز انفرت دیزراہی کے زہر سیکھنی صیبے کوئی زہر لہا سا پچھنکاراٹھا ہو! — "تم! تم یوں نہ بھجو گے! لیکن تم اس اُن کے معنی تو خوب سمجھتے ہوں گے جو دندن اُن کی طرح ان دیکھی اور ایمانی ہے! — بھرک کی سختگیاں سوراگ جو عورتی میں سلک اٹھتی ہے تو بیتیوں کی بستیاں اور آبادیوں کی آبادیاں بھوس کر ڈالتی ہیں ناداں! بھرک، افلام اور قحط سالی کے وہ بھی انک خطرے بھی تمہیں نظر آئے جو ہمارے جہاد پر جاتے ہیں ہماری گلی کو چڑی اور گھروں کے اندر گھس آئئے کے منتظر ہیں! — لمبھوڑوں کی پکائی کا یہی شتی زمانہ — بھرک، مدینت کی آبادی کا واحد خون حیات! — کیا ان کو حادثوں کے رحم دکھ میر پر جو دیا جائے کا مطلب اس کے سوا کچھ اور ہے کہ پورا شہر را یہی ہوت اور بر بادی کے اعلان پر کستہ کر دے! — آخر اس جگہ کا نیچہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ جو اس ان موسم کی بھٹی سے

تمہرے کردار سے کٹھوں زمین کے جوڑے اس انسان کی ہڈیوں کو کس طرح پیس کر رکھ دیتے ہیں گواؤں دیکھ خدا کا سہماں لیکر آنکھوں درجھنی خدا میں کی اندیزہ سیدنا کر کھڑا ہو گیا ہوا! —

آج کی اولاد پرست دنیا "زین اور انسان" کی جیسے انسان جگ کے قصور کو ایک احقدا نہ تھا اور ایک خواب پر بیٹاں سے زیادہ کوئی اہمیت دیتے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ جھیلک اسی دنیا میں آج سے کچھ کم ڈیڑھ ہزار سال پہلے اسی زمین کے ایک انسان کا مل۔ نہ ہون، کہ آخری رسول نہ اس نہ کو ایک تاریخ ساز فصلہ اور اس خواہ بیرون کو ایک تھووس تاریخی حقیقت بنانے کی لیکار قبول کی تھی، اور پھر مکمل ہوشش و حواس کے حامل میں اپنے گرد دیش کے انسانوں کو آواز دیکر کہا تھا اور تاریخ کے صفات میں کمزوری اور طاقت کے فرسودہ معیار یہ کلر کرکیں اور تنقل کے نئے جیتی جاتی کہسا نی چھوڑ جائیں کہ ایک بے خدا روم کی خلیم سلطنت کا سیلا ب جب مادی ہٹن گرج کے ساتھ اُنھا ہے تو ایک خدا شناس ریگستان کے ذریعے اس کا منہ پھیر سکتے ہیں۔

ایک حدادیہ بازگشت اُر دیش سے بلند ہوئی "کتنا حسین اعلان! — کیسی پر کشش پیکارا اور کیسا بیش بہا موقعہ بھو!" —

"کیسا پر خطر غرہ ہے ہا! — دوسرا آواز کراہتی ہوئی اٹھی۔" لاکار کیسی لرزہ خیز لاکار! — کیسی زہر و گلزار گھٹائی!!!"

"جہاد کے عیناں میں! — پہلی آراز کی اور عزم دھو صد لے ساتھ ایکھری ہوئی آئی۔" پاں جہاد کے عیناں میں ہر اس اپنے قافی خون جیات کے چند قطروں سے اپنے نئے اس بھی اُنگ کو ٹھڈا کر سکتے ہیں جس کا ایندھن لکڑی اور کولہ نہیں۔ انسان اور پھر ہیں! —

"لیکن...." دوسرا آواز رخوف اور احتراز سے لکھنٹ طاری ہو گئی۔ لیکن اے ان دیکھی اُنگ سے دُرستے دالا کیا تم اس اُنگ کو بھول سکتے ہو جو تمہاری آنکھوں کے سامنے

اپنے بھرپوری پر جلو آئی۔ اور تیسرا آواز رہا فانی دندکی ایک سلسلہ کراہ میں تسبیل ہو کر رہ گئی۔

”آج آپ اس تدریس و رکاویوں ہیں؟“

اپنے خاندانے حضرت عمرؓ اپنے خطاب کے لکھارے میں کسی دلول انگریز خوبی کا شعلہ خواہ دیکھ کر ذہنے میں سوال کیسا کیا؟ ”آپ کی آواز میں احتجاج کی تھی تھی، ایک چوتھا کھانا ہوا جو شش اور دامنڈی ہوتی والہا نہ پہنچی تھی۔ کیا تم لوگ بھول رہے ہو کم غرور دیوں کی خوبیں رسول خدا کی امت پر حملہ اور بدلا جائیں ہیں!“

”لیکن.....“ سوال میں اس بار کچھ اور ذہنی الحجاج کا اضافہ ہو گیا تھا۔ لیکن..... دشمن کے علاوہ کی خوبیے خوشی! — مسلمان تو مدینہ کے فکر کو جوں میں تکریت تشویش سے سرگوشی کرنے پڑ رہے ہیں کہ اس بار دشمن ہمیشہ سے زیادہ طاقتور ہے — دوسم کی تباہت تاقابل برداشت ہے اور خطرہ ہے کہ کھوجوں کی فصلیں پاہم ہیں تو.....“

”بس کرو“ عمرؓ کی خیرت اپنا فی دنیا سے دنی کے نکالوں پر مشتمل ہو کر گرج اٹھی۔ ”جو نہیں یہ بات کرتا ہے اس کا جواب ہیری کوار ہے! ایک..... یہ بات کہنے والا سدان نہیں ہو سکتا۔“ بزرگی اور ایمان میں نہیں کوچھ ہو سکیں؛ دپھر درا کل دلیش بڑھی کے ساتھ، تھا اس شخص کو ”مسلمان“ کہہ سکتے ہو، دشمن کی طاقت کے احساس کو اس دل میں عگدہ سے رہا۔ ہبھایا خدا کی لامتناہی طاقت کے ایمان میں کسی خوف کے لامگا نہیں چھوٹی کیا وہ شخص مون ہو سکتا ہے جو دشمن کو طلاق توڑان کر خدا کو لکھر دشایت کرنے کی گستاخی کر رہا ہے! اس۔ جو دیکھ کر جلتے ہوئے تھیر قردوں سے خالق پرے گز جنم کے بھوکے شعلوں سے نہیں! — کھوجوں کی چڑھتلیوں کے بولے میں جنت کو یقیناً لئے پرستیا رہے!“

”معاذ اللہ! — خطا کی پناہ!“ — اپنے خاندانے سوچ کی نزاکت کو جھوٹوں کی کھجوری کر کے جھوٹے۔

”صحن مسجد سے بھرپوری ہوئی پکار ستو!“ عمرؓ نے والہ بھرپور

تھی تکلیف دہ جہا و میں جا کر دم توڑ دیں، اور بنی کوہوت بھی قبول کرنے سے الکارا گردے وہ جنگ۔ سے لوٹتے ہوئے مدینہ کے دروازے پر قحط کے بھوکے جبڑوں میں زندہ چباتے ہائیں!“

”ہاں، ہاں!“ — پہلی آواز میں شدید اکٹاہٹ کی انگریز اور طنز کی گھری پوچھ تھی۔ ”ہاں ہاں خوب جانتے ہیں بھوک کیا ہے اور قحط سماں کسے کہتے ہیں!“

یہ سب وہ درد ہیں جو موت پر ختم ہو جاتے ہیں — لیکن ہم اس درد و کرب کے قصور سے کامیختے ہیں جو موت سے شروع ہوتا ہے! — اور کبھی ختم نہیں ہوتا۔ تم دکھ بھری موت سے ددھ بھائی کو کماں جو شندی قرار دیتے ہو۔ لیکن اس دکھ کی ماری زندگی کو کیا کھو گی جس سے سخا تیانے کے لئے موت کا آخری سہما با بھی ٹوٹ پکا ہوا!“

غزوہ متوک کی تیاریوں کا بھیرا دھکم سننے کے بعد یہ دو انسانی رذ عمل“ دہمازگشت صدائیں جو مدینہ کے گوشے گوشے میں ایک دوسرے سے ملکارہی تھیں — دفعوں آوازوں کے بھی ایک ہی عقیدہ کا اعلان تھا۔ — خدا، رسول اور آخرت کا ایک ہی ایمان! — لیکن ایک دشمن کا نام صرف اسکے ساتھ ”منافق“ تھا کہ اس کا ایمان اس کے حق سے بیچے نہ اتر سکا تھا۔ مگر دوسرا ہی آواز میں ”کھلائی کر اس کی زبان کی جنبوں میں اس کی دلی دھکنیں سماں ہوئی تھیں — وہ جو کچھ کہہ رہی تھی وہی سوچ رہی تھی جو سوچا جائے تھا وہی کیا جام اتھا!“

لیکن ان دو آوازوں کے درمیان ایک ”تیسرا آواز“ بھی تھی جس کو لیقین اور انکھیں نے ٹکک کر دیا تھا — پہنچ کان پہنچا آواز پر مرکوز تھے، اور دل دوسرا آواز پہنچا! — جن کی زبانی خدا کو لکارہی تھیں اور جن کے دل خدا سے ملنے کو تو پر دھے تھے، مگر جن کے پاؤں علی قیصہ کے سچائے علی تذبذب کی اس دل دل میں جا پہنچتے تھے جہاں سے نکلنے کی ہر کوشش کے ماتھہ قد کھکھا اور دھنستے پلے جاتے ہیں! — پہلی آواز پس منظر میں ڈریتی جسی گئی — دوسرا آواز ایک دجد انگریز اسٹنگ سے

گھر کی کفالت کا بوجھے ایک فرض نہ ہوتا تو خطاب کا بیٹھا اپنا سب کچھ رسول خدا کے قبیلوں پر رکھ دیتا۔“

اور عبید اپنے ایک ہاتھ میں جان عزیز اور دسمبر میں گھر بھر کی صفت ملکیت اتحادے ہوتے آپ ”منزل شوق“ کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کچاروں طرف دین کی راہ میں دشیا لشائی چاہ رہی ہے۔ قرانی کے شوق نے جذبہ سرجنون کی شدت اختیار کر لی ہے۔ انسانی مندر میں طوفان الحادتے والا جنوں۔ لوگ اتفاق، خیر اور دوڑھے تھے۔ دین کی پوری زندگی سمٹ کر صحنِ مسجد کے اس گوشے کی طرف تکی ہوئی جا رہی تھی جہاں خدا کا رسول ”السان“ کا منتظر تھا۔ کاندھوں پر تھیاروں بکے لامبھو جیا رہے تھے۔ دلنوں میں سمٹی ہوئی عمر بھر کی دولت جا رہی تھی۔ ایک ساعت پہلے جو زیرِ عورتوں کی کلائیوں اور گردنوں کو زیست دے رہے تھے، ان کو وہی خراشیں اپنے جسم سے نوج نوج کی آخرت کی تسریانگاہ پر بھیث چڑھانے جا رہی تھیں۔ اور جس کے پاس کچھ بھی نہ تھا وہ قرآنی کی پیاس سے ملتی ہوئی زندگی کو تسلی پر اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ یہ اس عظیم ترین انسان کے قلام سنتے جس نے آدمی کو دنیا کی غلامی سے بھیش کے لئے آزاد کیا تھا۔ جس نے چالیس سالہ صداقت کی زبان سے زندگی اور زین۔ حیات اور کائنات کے آخری انجام کی خبر سناتی تھی۔ جس نے پرستش کی آوارہ بیٹا بیویں کو اس کے خدامتے والی کی طرف بیجا نے والی سیدھی را دکھاتی تھی۔ جس سنتے انسانی کا سیخون کلپی بار خدا کی جنت کے مقابیں سلطنت کی پیش کش پر غصو کر رہا تھی۔ جس کی صفات پر انسان ہی نہیں، بلکہ اپنے اتفاق کے چالوں پتھر اور ملک کے زبردیلے کا نئے بھی گواہ تھے۔ جس کی مقام س بیویں کے زخموں اور مگماں رخارے کے خون کی لوندی انسانیت کو صدابہار بنانے کے لئے اس زمین کے سینے میں بھیش کے جذبہ بوجھی تھیں۔

اور ارع اسی ”بہار بے خزان“ کا دہ بلند ترین مختار اسکی روشن آنکھیں کیف و صور کے عالم میں دیکھ رہی تھیں جملکوئی کیمی

کے ساتھ کہا ”یہ خدا کے رسول کی آواز ہے۔ یہ اس شخص کی آواز ہے جو زمین پر خدا سے عرض بریں ہے۔ آخری خاندہ ہے۔ شہیں!— یہ صرف متنے ہوں کچھ کر لے۔“ کافاقت ہے۔ ایمانی زندگی کا آخری خاندہ ہے۔ جس کا ثبوت زبان کے لفڑی جیسی خودا پسے جسم کا پیکا ہو تو ابھی دے سکتا ہے اصلی القو عوسمد کے خدلے ہم سے جس ”جنت“ کا دهدہ کیا ہے اس پر یہ ساری دنیا ہمی خوشی قربان کی جا سکتی ہے۔ (ذرا رک کر عجلت کے ساتھ) ہاں تم لوگ، اس گھر کا ساز و سامال لکھا کر دے۔ سب کچھ ایک ایک ذرہ۔“

”گھر کا سامان!— یہاں تھہ بارا در لعنان!“ اہ، ہنداں اس بغیر متوقع حکم پر حکل کرے۔ دہ دیکھ پڑے کروک کے حاذ پر گھر کے برق کسی کام آسکتے ہیں۔

”ہاں ہاں!— گھر میلو ساز و سامان!“ عزیز کی آواز میں بچوں کی سی محضوم خوشی تھی۔ جو انوں کا جو شہر خوش اور بیویوں کی قرار سمجھ دی تھی، اور ساتھ ساتھ تربیتی اور جانشنازی کی ایک ایسی احتساب تربیت تھی جس کے لئے مندر کی گھرائیاں بھی کافی نہیں۔ ”ہاں ہاں!“ اُڑاپنے حبوب دہنکا کی آواز پر اپنا گھر لٹائے بغیر جین دیا سکے گا۔ آج جو بڑی کے ساتھ سامان زندگی لٹائے کی باری ہے۔ جو بڑا نہ چوریتکے سے عالم میں دل ہی دل میں سرگوشی کے اندراز سے، ”جو خدا بھیش دینے کا عادی ہے وہ آج انسان سے کچھ مانگ رہا ہے!— الشاکر!— کیسا حصین موقع ہے؟!“ کتنا دل کش مرٹا!— خدا کے رسول کی پکار پر خدا کے بندے جاتیں پیش کر رہے ہیں۔ دولت نور کر رہے ہیں، بخیرار لار ہے ہیں۔ لیکن عشمراپا نصف گھر لڑادے گا اور اس کی قیمت میں ان بھروس پر دھجت بھروس مسکراہٹ صرف اپنے لئے دیکھ سکے گا جس کو حاص کرنے کے لئے ہر مسلمان کا سینہ فرط شوق سے پھٹا جا رہا ہے۔ (دھیرے دھیرے) لو بکریا! جلا برو! تم نے جیشِ صحیحے میگی کی جگہ میں مات دی ہے۔ آج عزیز بھروس پر بازی ایجادا چاہتا ہے۔ کاش!.... اگر

"اے خطاب سکتی ہے؟ آپ نے کمال شفقت کے ساتھ خداویسٹ کے اندر میں فریبا۔ کیا سب کچھ خدا کی راہ میں فرمان کر دیا۔ گھر والوں کے لئے بھی کچھ جھوڑا۔"

"اے خدا کے رسول! " عمر کی آواز میں شکر کا عجھ مرت کی پیے پتا ہی اور سیردگی و ایثار کا چایت الگی لہار تھا۔ میرے پاس بوجوچھے تھا اس کے دلکھے کے۔ ادھاریں کے لئے حاضر ہے، ادھاریا کے فرانق کے لئے جھوڈا یا۔"

اس بھرپور قربانی کا اعلان سن کر سارے احتمال پر ایک ٹھہر کے لئے جبرت و عقیدت کا سنا چھائی۔ خدا کے رسول کا جان نواز تنسم مر کے حق میں آتا ہوا بیکھ کر ہر فرد ان کی شخصیت کو رشک بھری نظروں سے دلکھرا تھا۔ چھرے اس طریقے کا حسین منظر پیش کر رہے تھے جو علیکی سے مقابلوں پیچے رہ جانے کے ملکوتی احساس سے انسان کے پورا ہی بوقت ہے۔ لیکن نہیں۔ ایک ایک انسان اسی جسم میں ایسا بھی موجود تھا جس کے چھرے پر رشک بھری پیش کی جائے کیا ہی کا لطیف سرم تھا۔ ایک سرم جس کو احساس شکر اور جزوی بخوبی لے جو گز کی حسین ترین افتادگی میں سرنگوں کر دیا تھا۔ یہ لوگ تھے دنیا کا پہلا بارغ لظہ مسلمان۔ اور جب خدا کے رسول نے ان سے بھی سوال کیا تو زین و اسماں کے کافلوں نے مستاک وہ اپنی ساری دنیا اپنے بان کر کچھے ہیں! — خدا اس کے رسول کے نام کے سوا ان کے گھر سریں اب کچھے بھی نہیں!! —

دل میں چھپے ہوئے ایمان آج بھلی آنکھوں اپنے نقطہ عرض پر نظر آرہے تھے! ایمان سے عمل نہ کیا ہوئے کی لمحاتی آخری حدود نکلے ہو چکی تھی۔ ٹوک کے مذا پر دین و دینا کی تزاں کش کی جو کوہ انگلی لٹاٹی ہوئی تھی، ابو بکر و عمر کی جان سپاہ پوس نے اس کو صحنِ مسجد میں بھی ملکت کر دیا تھا۔ اس قوچ کا ہر سیاہی جان تواری اور سرزنشی کی جو کہاں خون دل دیکھ سے لھتے ہیں مصروف تھا وہ "شیخین" کے اب پر احتشام کا بھوپکی تھی۔ جنگ سے پہلے قم ہو چکی تھی۔ — امتحان سے پہلے امتحان ہو چکا تھا۔ — خیتوں سے ادیا یا ان ہمیشہ اول پہلے

قابل عرف ہی تھی! دو آنکھیں "تھیں جھوٹوں نے غیب کا سینہ پھر کہنے والے کائنات کے وجود کو پایا تھا۔ — آزادہ منظر — جو زین اور انسان کی تاریخ میں اس سے پہلے دیکھائی اور اس کے بعد کچھی نظر آیا! — آج زین پر وہ انسان کھوئی تھے جن کی عظمت کو تسلیم کرے۔ نہ کے لئے آسمان کے تمام فرشتوں کو سجدے ہیں گر جانے کا خلائق حکم لا تھا۔ اور جس کی عظمت کے متعلق بلکے سے شک و شبکے جنم میں ایسیں کی ہزار سالہ عادات سوچت کر دی گئی تھی۔

خدا کے رسول نے شکر کے عین ترین جدہ اور سرست کے اتحاد تسلیم کے ساتھ جب اس حسین احتمال کا ہاتھ لے یا جو لوٹتے ہیں لٹھ جائے کوہتا ہے تھا۔ ... تو دل کی دھنکتیں ہو توں پر تڑپٹ گئیں۔ اے خدا کے سچے رسول! ہماری قربانی قبول ہو جاؤ! — آج یہاں ہر فرد خدا کی راہ میں حریص پہنچا کر آئتے کے لئے دوسروں سے باڑی لجا نے کے لئے بیتاب تھا۔ اپنے مجدد سے ہر ایک بھڑکی ہوئی اگر وہ روح اپنے خدا سے سمجھ پہنچانے کے لئے بیتاب تھی۔ خود راں کی ساری تشاہیں اور حسرتیں آج صرف اسی ایک آڑ میں سٹ آئیں تھیں کہ ایمان کی اس آزمائش کو اس کے نام سے شروع کیا جائے اور اسکے نام پر قدم ہیں ہوا۔ آخرت پر دنیا کی مستردی کو قبول کرتے ہوئے، محمدؐ کی سب سے بھلی جان نواز مسکلہ ہٹ اس کے حصتے میں آئے! — آہ! لوگ! — خدا کی قسم بھی اسکے سمجھ تھے کہ خدا کا حسین ترین بستہ دن کے درمیان سے ظاہر ہو یا۔ — اور خدا کی آخری آداتاں کے ماحول میں گوچی ٹھی جائے! —

"اے غر! — یہ خدا کے رسول کی لڑ آفری صدائے دلخواز تھی۔ وہ آواز جن کی ایسیں خدا انسانیت سے باہیں کرتا تھا "میسک ماں باپ آپ پر تھاوار! — بہر حاضر دن اسے اللہ کے رسول! " عمر فرطاخشی دعیدت سے آج اس انسان پر جان دیئے کوئئے بیتاب تھے جس کی جان دینے کے لئے ملک کے گلی کوچول میں اس کی تلواد سبی نیام ہوتے ہوئے دیکھی تھی۔

طاقت کے ساتھ

معنوی اعظم

معنوی اعظم نہ صرف مانع اور اعصاب کی تقویت کے لئے جربے کے درد کا اداکار بنتے ہیں بلکہ عام جسمانی کرداری کو رفع کرنے اور جڑوں کے درد کا اداکار بنتے ہیں ایک معیاری طالبکش تابت ہوا ہے۔ چند ہی خود ایک اپنا نامیاں اثر دکھانی چاہیں۔

درد توڑ کی قیمت سات روپے علاوہ مخصوصاً اک۔ ایک خود اک پانٹ ہے طلب حکمیکا پست ہے۔

قومی دو اخانہ دوت (بلوبند روپ۔ پ۔ ۳)

اپنا کام کی پچکے تھے۔ جیسا کی جگہ جو اداکار کا وہ محکمہ ہو جائے تھا جس انسان اپنے ہی وجود میں بھس کر اپنی کمزوریوں پر قاتلانہ دائر تا ہے۔ فرمائے یہ سچا ہی تجوہ کے موافق ہو جائے تو یہ قلغہ انگیز آواز بلند ہوئی کہ زمین کی عظیم مادی طاقت ضعیفوں کی ایمانی و حکم سنتے ہیں اسلیے بااؤں پلٹ گئی ہے۔ اور ”انسان اور زمین“ کی جگہ میں جگ سے پہنچے ہی انسان فائح تا بت ہو چکا ہے۔

تاریخ پکارا ہے، اور اس کی یہ پکار آج بھی اتنی ہے، افق تک گونج رہی ہے۔ اسے زمین و انسان اسے ذرا واد مبارکہ گواہ رہو کر اس تاریخ انسان کا نام ”مسلمان“ ہے! تین سیکھوں سال کا فاصلہ ہے یوں کے بعد جب آج یہ پکار ہے یہ ہوئی آتی ہے تو اس کا جواب دیجئے گے اس مت مسلم کے نوئی ہوئے کھنڈوں کی صدائے بازگشت کرتے گئی ہے ”کیا ہم مسلمان ہیں؟“

سچے سچے سچے سچے

پونے و صدری پچلے کے ہندستان بھاڑکے نادھلات، جذب شوق کے ایک دو ڈنگنے کی دریافت
ماز من جماز کے لئے اسال کا عجیب تجھہ

ہندستان کا بج پہلا یعنی فیض یافہ شاہ ولی اللہ ہموئی، سولانا الحاج
رفع الدین صارما و آبادی
کا سفر نامہ ۱۸۶۳ء



قیمت، ایک دو پیسے
اپنا لفڑ خاص شاعت سنن الحسن کلھنے
شوال سنہ ۱۳۸۰ھ
سلاچڑی، ہندستان میں، پکتی میں، غیر ملک سے
کتابی ایڈٹ، عوہ نیک کافذ، علی درجہ کا ٹائیل۔ قیمت۔ ۱/۷۵
پاکستان میں ترسیل نہ کاپڑ۔ سکریٹری اوارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلیجن بلڈنگ، لاہور

سینچر لفڑ سنن کچری رود، کلھنے

جوانی اور صحت برقرار رکھنے کے اصول

از میکم حکیم عظیم زہیری - امر وہم ضلع مراد آباد

دواوں کے مل پتے پر برقرار رکھنی رہتی ہے۔ یہ نہ سمجھیں ماذ الحم کی تبلیغیں، بیوب کیر کی شیشیاں اور دیگر شباب آمد و فائیں رکھنے سے جوانی کا عرصہ دروازہ نہیں ہوتا۔ دوائیں تو دراصل مدعی کی جڑ کا تھیں جوں اور صحت دندنستی کی راپر ڈالنی ہیں۔ جسم تنہ دمنہ اور مخصوص افسر دواوں کے استعمال سے نہیں ہتا۔ اگر مرض ہے تو فرد و دلکھانی ہے اگر صحت و جوانی کو برقرار رکھنا ہے تو خطاطان صحت کے اصولوں پر عمل کیجئے۔ یہ اصول کو قیمت دھوارا دنا مکمل العلی نہیں ہیں۔ صبح خیزی متوازن فن، بھروسہ میند، غسل۔ چیل قدمی۔ دریش اور زندگی میں اعتدال و قدرت کے وہ اکسیری نہیں ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان صحت کو برقرار رکھ سکتا ہے اور جوانی کی مدت کو زیادہ سے زیادہ بڑھا سکتا ہے۔ اگر اپنے ان اصولوں کو دھڑکتی کے ساتھ بھجننا چاہتے ہیں اور اپنے کی خواہش یہ ہے کہ اپنے کی آنکھیں چکدار ہو جائیں، اپنے کام پر ہمارہ مغلاب کی طرح ترقی کرو جاؤ اور حیثیم میں طاقت اور دلائی میں قوت پیدا ہو تو اپنے بھجتے ضمیمہ حما فاظ شباب "منچ کو مطاعع کر کریں۔ اس میں مردانہ خصوصی مراضی سے چھکنا کریں۔" اور زندگی اسر کرنے کے سختیاں اصول لکھتے ہیں۔ احمد یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح اپنی اولاد پر چوپن کی صحت کی اخلاق کی تجدید اشت کرنی چاہیے۔ یہی دوسری لکھتے ہیں جوں خواہیں "عورتوں کے لئے ہے اس میں نسوانی امراض اور چوپن کی صحت کے متعلق مفید مشورے دیتے گئے ہیں۔ دلوں کا ہیں معن متنی ہیں۔ تجوڑی جلدیں ناکی ہیں آج ہی خط لکھ دیجیے۔ ختم ہو۔ پھر دریک دل سکیں گی۔"

میکم حکیم عظیم زہیری - امر وہم
(بھارت)

جوانی نام ہے انسانی زندگی کے اس پر کیف دور کا جس میں دنیا کی ہر جزیرہ نگین اور شوخ دکھانی دینے لگتی ہے خون شراب بن کر رگوں میں درجتے لگتا ہے۔ دل میں انگلیں کروٹیں لینے لگتی ہیں اور دلوںے انسان کو مدھوش کر کے ایسا یخود بنا دیتے ہیں کہ انسان نتائج سے بے پرواہ ہو کر دنیادی الائوں سے حظ حاصل کرنے کے لئے مغضوب دیکھا رہا جاتا ہے۔

صحت نام ہے اسی حالت کا کچھ پر خون کی ہر دفعتی بھروسہ اسی عظم درست ہے۔ عدالت گراہ اور تو ناہوں اور انسان کی حم کی پہنچا یہ شد کے بغیر رہا تھا کامرانہ وار مقابر کے سکے بالاشہ صحت اور جوانی رہتا کی سب سے بڑی قیمتی شے ہیں۔ ایک افراد انسان دھن دولت کو اس پیدا دی سے برداشتیں بگرتا جائیں لیا جائی سے صحت دھوائی کو برداشت کرتا ہے۔ برداشت کرنے وقت اس کو جھیل میں سوچتا کہ قدرت کی ہے۔ یہ بہادرت کی قیمت پر بھی جھیک دیتی ہی جیسی کہ قدرت سے عطا کی تھی کبھی والیں جیسی آسکنی سکن بعد بہادری اور بتا ہیں بیہبری، دودا اکڑوں کے کاستاں پر پر دوڑتا پھرتا ہے۔ اعدا پر چار جھی کی کانی کا یہ لکھا سہیں پھر کھپٹائے کیا ہدایت جب پڑیاں چک لکھن کھلت۔ بادوں کھو۔ گناہ کر دخواہ کیتی ہی لذت ہو۔ لذت کے لمات ختم ہو جاتے ہیں۔ گناہ اور اس کے نتائج یا قیمتی سہتے ہیں۔ نیکی اور خواہ کیتی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑتے۔ تکلیف کے لمات ختم ہو جاتے ہیں۔ نیکی اور اس کے نتائج قیامت تک مانگتے ہیں۔

ہزاروں برس کے ہوائی کو دیکھ برقرار رکھ کے کیوش جاری ہے۔ اچ بھی ڈاگری رائنس انسان کو جوان بنتانے رکھنے کے لئے حقیقی ایجادیں کر رہی ہے بلکہ اسیں ایسا کامیابی کا ریاضی نہیں تھا جسی کہ ہوئی چاہتے۔ اچی طرفہ ہن تینیں کیلئے کوچھانی اور صحت

درخواست

تین اشیٰ کیجاں گانے پر ڈاک خرچ معاف



دارالفضیل حمانی (دیوبن دیوپنی)

جسے صرف فریض ہی آنکھوں والے نہیں، بلکہ صحت میں آنکھوں والے بھی استعمال فرماتے ہیں کیونکہ یہ بینالی کو گھٹنے نہیں دیتا۔ اپنے یہاں کے ایجنت سے خریدئے۔ اس میں ڈاک خرچ کی بحث ہو گی۔ نہ لے تو برداہ راست سامنے لکھے ہوئے پتہ سے طلب کیجئے۔

روغن اکیرہ دماغ

روغن اکیرہ دماغ کوئی معمولی اشتہار تیل نہیں۔ قسمی جڑی بولیوں اور مفید اجزاء کا مرکب ہے۔ جو دماغی قوت اور بالوں کے لئے ایک نایاب کی شیفت رکھتا۔ وہی نزد کو دکھتا ہے۔ بے خوابی رفع کرنے میں بھی میکدلا تما ہے۔ دماغی محنت کر سیڑا لوں کیتے خاص تحفہ ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ، ۸ پیسے۔
ڈاک خرچ ڈریٹر صدر دپسیر

ہمال فارمیسی دیوبند (دیوپنی)

پالیوسوں کیلئے پشات

مغیذ، مجبوب، قابل اعتماد علاج۔ تجربہ ہماری صداقت کی گواہی دے گا۔ اگر آپ متوں علاج و معالجہ کے بعد بہت ہار کر پالیوسی و انتشار کی زندگی لبھ کر رہے ہیں۔ وقت کے تقاضے یا غیر محتاج ازندگی کے باعث جسم کی طاقتیں کم ہوتیں اور مدخلہ ہو گئی ہیں تو پھر ایک پارچہ اسکے بھروسہ پر بہت کر کے اس طرف رنج کیجئے۔ یہاں ہر قسم کے امرا عن کا فاسد طور سے علاج ہوتا ہے۔ رخشوی دراز میں رکھ جاتے ہیں۔ حکیم الوسیعہ عبداللہ اسلام نگر، ڈاکنا شدر بھنگہ ضلع در بختگہ بہار

وقت کا
بہترین
صرف

معجم المکاریں

کتابیں طلب کرنے والے چند باتوں کا لحاظ اضطرور رکھیں!

(۱) تحریر حقی صفات ہو کر آرڈر کی تفصیل اور آپ کا پڑ پڑھنے میں دشواری نہ ہو (د) جلد اور غیر مجلد کی بھی دعماحت کر دیجئے (د) مل) تقریباً بیرون روپے سے زائد کتابیں منجانی کی صورت میں دیلوے پارسل میں کفایت رہتی ہے۔ اگر کافیت مطلوب ہو تو اپنا ایشن لکھنے۔ پارسل دل سے اور بھی کی مسیدہ اکانس سے وی پیٹھی جاتے گی (د) اگر آپ نہ تنخ نہ تھی خریدار ہیں تو ہمیں شیئے یا اس سے زائد کے آرڈر پر بکھر دیں گے اور ان فرمائی شیئے جھنس وی پی میں کم کردی جاتے گا (۵) ڈاکخانے سے وی پیٹھی اطلاع ملنے ہی چھڑا لیجئے ویرکر فیٹے پس پر مانی ہے۔

تفسیر بیان القرآن

تفسیر ابراہیم

دو قسموں میں پہنچی جاسکتی ہے۔ بہت بڑا سائز۔ باہر جھونوں میں مکمل۔ پریم غیر مجلد سالٹ روپے۔ دو مجلد و نیم مجلد ترکیبی۔ علی حسیان اساز میں پارسی میں مکمل غیر مجلد شاہدھر روپے۔ ایک جلد و نیم مجلد پیشہ روپے۔ دوسرا تم کا ہر بارہ الگ بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ فی پارہ دو روپے۔

تفسیر حقانی مکمل

اہ حصوں میں۔ ۷/۲ روپے کا۔ ۳۴۰ دو

پارہ بڑا جھنوم چونے۔ ۲/۲ روپے کا۔ ۳۴۰ دوں پارہ ۲/۲

حصوں میں۔ ۲/۲ روپے کا۔ تیسراں پارہ ۳م حصوں میں۔ ۲/۲

باتی تمام پارے فی۔ ۲/۲ روپے۔ مکمل ۲/۲ کی۔ مکمل

یہ سیٹ کے خریدار کو رعایتی طور پر۔ ۶۰ روپے میں دی جائیں گے۔

تفسیر القرآن اول و دوم

وہ قسم پہنچانے تفسیر وغیرہ کی

قرآن مترجم

قرآن پاک مع ترجیح و تفسیر ترجمہ مختار عاشوری جو عثمان شعلہ انگ کا نگ۔ مناسب سائز۔ حدود ممکنی لکھانی چھپائی۔ خوبصورت چلد اور مضبوط کاغذ پر۔ پریم باہیں اپنے افران پیک ترجیحہ بڑی سائز میں دو روپے۔

قرآن کی تفسیر

تفسیر ابن حشمت احادیث کی روشنی میں آیات کی تفہیم افیض بن حشمت افظاہ کرنے والی وہ تفسیر جو زیاد بھر میں شہروں تعمیل ہے۔ ترجیحہ سلیس، علیحدائی چھپائی پسندیدہ۔ پارچے جلد و نیم مکمل۔ پریم مجلد علیق روپے۔ کوئی بھی جلد علیحدہ نہ مل سکے گی۔

شمع ای و بیت

سنن ابو داود عربی معن اردو صحاجہ ستر کی مشہور کتاب۔ وہ انتقال

بڑھ لاطک احادیث سے کیا گیا۔ اسی جلد اول تیار ہوئی ہے۔
قیمت دلخیلی (جلد دوم زیر طبع)

مسند امام احمد (اردو معن عربی) امام الفقہ حضرت

کروہ ۵۲۳ احادیث کا جموعہ (مولانا عبد الرشیع نعمانی کے
بیش بہا پر مفرغ اور بہرط مقامی کیسا تھا) جلد آٹھ روپے

موطأ امام مالک ترجمہ عربی معن اردو آثار کادہ جمیع
احادیث آٹھ جلدیں

جو بخاری سے پہلے ترقی ہوا۔ بارہ روپے۔ جلد کی تحریر و تعلیم
(جلد اولیٰ پودہ روپے)

موطأ امام محمد بن حنبل (اردو معن عربی) اتفاقیہ لاماں ایڈیشن
شانی۔ جلد اولیٰ پودہ

کتاب الشمار (اردو معن عربی) امام محمد بن حنبل کی تحریر کردہ

ایضاً ایضیہ نے چالیس ہزار احادیث نویس سے تسبیح فرمایا
(مقدمہ مولانا عبد الرشید نعمانی) ہر ہزار آٹھ روپے۔

بخاری شریف (اردو معن عربی) قیامتیہ لشکن روپے
تن صفحہ جلد دو منہ مکمل

بخاری شریف (صرف روزہ ترجیح) ایک جلد و نصف
تن جلد و نصف

محلد خیر استائیں آزادیے۔

مشکوہ شریف (اردو معن عربی) ایک جلد و نصف

مشکوہ شریف (صرف اردو) ایک جلد دو منہ میں تکمیل ہے۔

ترمذی شریف (خاص ردو) میں جلد دو منہ میں تکمیل ہے۔

تفصیلات سے پچھتے ہوئے آپ کو برآہ راست مختصر
قرآن تک پہنچاتی ہے۔ دلشیں، مستند اور نہیں میں اُتر جائے
والی۔ ابھی بھی اور دوسرا جلدیں فرمائی کی جاسکی ہیں۔
جادا اول جلد سارے بھے بارہ روپے۔ جلد دوم جلد پندرہ روپے۔

بسم فرانش

البيان في علوم القرآن مشہور تفسیر حنفی

عبد الحق محدث دہلویؒ کی عظیم الشان کتاب ہے ہی پھر جس کی
رسیفین میں ملامہ نور شاہ صاحبؒ جیسے علماء نے یہ لفاظ
لکھ کر اگرچہ اس کی تلفیر مکمل ہے لیکن واقع نہیں۔ ہذا کی
ذات و صفات تنازع ملک، جزا موسرا، قبر جنت و زخم،
بیوت، تائیخ و مسوخ، استعارۃ و کناۃ اور اختلاف قراءات
میں بخشی۔ صفات لامبؒ کا غذ لحاظی چھپائی معیاری۔
پیا ایڈیشن۔ قیمت چھڑ رہے۔

قصص القرآن قرآن کے میان فرمودہ قصص میلا جاؤ
صد قصص میں میں کتاب، عظیم معلومات کا خزانہ میں محتوى

اور تحقیقات تفصیلات سے ملا جائی۔ حصہ اول آٹھ روپے۔
 حصہ دوم چار روپے۔ حصہ سوم سارے بھے پانچ روپے۔

حصہ چہارم آٹھ روپے۔ مکمل سیٹ میکانی پر قیمت پیسہ پیسے
چند مطلوب ہوں تو ایک پنچہ جلد پر ایک روپہ ترہ جائز جلد

علم اللغات القرآن اقرانی لغات کی تشریح آسان
زبان میں۔ جلوک قرآن کو
ہاتھ پر بھینگتی خواہیں اور شوق رکھتی ہیں ان کے لئے یہ کتاب

بڑی نفع فراہم کرتی ہے۔ قیمت غیر محلہ دو روپے۔

معجم لغات القرآن اچھے صفحہ جلد دو منہ جمعت اول
ارہ۔ حصہ سوم ۵/۲۔ حصہ چہارم ۱/۶۔ حصہ دوم

۴/۲۔ حصہ سیم ۵/۲۔ حصہ ششم ۷/۲۔ حصہ سیم
۷/۶۔ حصہ سیم ۷/۳۔ (محلہ میں ایک روپیہ فی جلد
لکھ رہ جاتے گا)۔

تجییت اعتمانی شیخ الاسلام علام شیر احمد عثمانی کی علمی زندگی کے مفصل حالات

ایکی علم الفہریت حادیت، فقہ، کلام، منطق، فلسفہ، مناظر، تقریز اور فارسی، عربی ادب اور سیاست، بڑی صاف تصور، اپنے ۱۲ صفحات، اجلد جسین مردم گاہ کو پوش

قیمت مجلد سارہ دش روپے۔

ذکر ۵ مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی شرہ آفاق کتاب و ان کے اپنے اور آباؤ اجداد کے ذکر کو پر مفصل ہے معلومات سے بزرگ۔ قیمت مجلد سات روپے۔

صحابیات صحابی عورتوں کے ایمان اور حالات قیمت مجلد چھ روپے۔

جس کی خلافت کو اکثر علماء نے پائی جو خلافت داشدہ سے عبور کیا ہے۔ مجلد تین روپے۔

حیات امام البوحنی معنی سیرۃ العمام اعلم سیفی کے امام اعظم حضرت البوحنی کے مفصل حالات زندگی درج پا اور ایمان افراد۔ قیمت تین روپے (محلد چار روپے)

حیات امام احمد بن حنبل نہروں کی معرکہ الارام کا ایام حنبل کا نقش اور ترجیح۔ امام احمد پر اپنی وعیت کی واحد کتاب ہے۔ قیمت دش روپے۔

العرافی امام غزالی پر مولا ناشیں غماں کی محققان یہ فہرست اجنبی کیا ہے دکا قدر دس، غیر مجلد دو روپے۔

ذکرہ فجر والفاتی زندگی جس نے تاریخ کا اُخ موڑ دیا جسے استسلام ریاضی فجر والفاتی کہتا ہے سے یاد کرتی ہے۔ قیمت مجلد چار روپے۔

محمد بن عبد الوہاب ایام اسود عالم ندوی۔

مصنوع شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب تحدی یعنی شہزاد بارہوں حدی وحدی، بحری کے شہزاد دعویٰ و خواست پر علمی و تفہیمی تصنیف جس سے مشرق و مغرب کے تمام اخذ و دری طرح کنکھال کر غلط فہیموں اور غلط بیانیں تیزی میں قیمت داشتی ہی ہے۔ قیمت دھانی روپے۔

حیات شیخ عبد الحق محدث ہلوی اس علمی

جس نے سلامان ہند کے بھروسے ہوئے شری اے کو دریں حدیث کے دریے سطم کیا۔ اور انہیں دینی غور و تکری کی صلاحیتیں احمدیں جنہیں کی "تفصیل حقال" آج بھی ایک عظیم فقیر مانی جاتی ہے۔ قیمت مجلد سیسیسی کو رچھ روپے۔

سیرت اشرف مفصلہ سیرت دس صفحات ڈاک

کیسٹ مجلد بارہ روپے۔

درستہ بعثت

الوسیلہ امام ابن تیمیہ کی معرکہ الارام کتاب۔

مطلوب ہے اور اس کی شرعاً صد و کوہیں ۹ جیسا کہ ایمان انہرور۔ قیمت مجلد نو روپے۔

تفویہ الایمان (اردو) زمانہ کتاب جس کے اہل بعثت

میں بخل ڈال دی۔ قیمت چار روپے (محلد پانچ روپے)

الشہاب الشاقر (اردو) بدعتات کے دریں ایک امدادی کتاب۔ پونے دو روپے۔

حقی کا خاص نہیں جس میں سماں و موتی، عرض

مختفل بحث اس کے علاوہ دیگر معاہدین پر وچسیت مفہیم میں احتشاد، ملیں گے۔ قیمت دیڑھ روپے۔

بی بحث کیا ہے ۹ اور انا عاصم کا اور شیر لیگ

بلانچ ابیین (داردود) [قبر سنتی، عرس و فاتحہ، مسجد، تعلیمی
میز رکوں سے ویلہ، پیر سنتی،
میز زادہ ترا نہاد، کریم اور خلفائے راشد، پیر کریم
رسیئے ہیں۔ قائمت محلہ چاروں پہلے۔

تصانیف ولسا است فرعی حسن العدید

بہشتی نجفی سے خراز۔ زمانے بھر میں مشہور صنیع اور مسوط۔ قسم اول کامل و مکمل۔ مجلد پانچ روپے۔
قسم دوم جلگہ آٹھ روپے بارہ آنسے اداونوں فلموں میں فرق یہ ہے کہ قسم اول میں توحشیہ پر عربی کتبے والے دینے کے ہیں اور قسم دوم میں جو اسلے نہیں ہیں۔ اصل مضمون دلوں کا انک سے ۱۵

ایک ہے۔

صلاح الرسم | اسلاموں میں راجح شادہ و نگ برلنی
رسوم کی شرعی پوزیشن کیلئے ۱۹۸۳ء

کا عقیقی جواب۔ قیمت مجلد یونیورسیٹی دور دی پے۔

تعالیٰ علی بن ابی شمیل | ادنی کی علم تعلق عمد تسبیحات محدثات
کے میں۔

جیات المسلمين | اسلاموں کی زندگی کیلئے لا جھی عمل

مولانا شرف علیؒ کے مواعظ و
دعوات عبارت | خطبات کا جموعہ پورے عرضہ سے

نایاب، خدا، نی، خضر پرے، دروپے را ب تاب سورے
چھپ چکے ہیں)۔

لصوف کے نطائف داسرار پر ایک

المسنون کتاب جس سے تصوف کے الہام اخذیں
کامیاب حلقہ میں قیمتی تخلیق دشمنی دینے کا وہ انسان ہے۔

کس نے احسان کا نام سے ظاہرے، القدر

لعلہ کیہے تھے ۹ کے مسئلہ پر اسکو کمی سے پڑے

پختہ جلد و مددی روزگار

بلاخ ابین (دارد) قبر رسمی عرس و فاتحہ بسیاری غصی
مجزو کر ایسا جیسے اہم مونو یا عات پر حرف آخر جو بات
میں زیادہ تر اندازہ کریں اور خلفکارے راش بزرگوں
دیکھتے ہیں۔ تمہارت مجدد چاروں پریے۔

شائعة لجعل شهيداً أو معلماً بين حضرت سمعان شهيد
تصانيفه ولسانه استفعنا بحثة اللهم عز

اہل بدعت کے اذیات پہلوی پرستی
بہشتی نویس خزانہ زمانے بھر میں مشہور۔ صیکم اور
ارزمندہ کے تمام دینی مسائل کا سمجھنے کا سبز

تسلیمان بن عبید الرحمن مسیط - مسلم اول مسلم و مسلم - محمد بن زرہ بود پے۔
قسم دوم محمد آنحضرت پر بارہ آئندے ادولوں میں فرقہ یہ
ہے کہ قسم اذل میں تو حاشیہ پر عربی کتبکے والے دینے کے
ہیں اور قسم دوم میں والے نہیں ہیں۔ اصل مضمون دلوں کو
انک سے ہے۔

اصلاح الرسم اسلامیوں میں راجح شاہزادگ برقیجیت ہے۔
رسکوں کی شرعی پوزیشن کیلئے ۱۹۸۳ء
کا تفصیلی حوالہ۔ قیمت تخلیقیت دوڑ دیے۔
تفسیر آرٹیسٹ کریمیہ نسبم اللہ عزیز عجیب و غیر مطاعت
بریکات مفادات۔ دیکھنے سے مقابل
ہوتیں روئے راعیل چار روئے۔

وچدہ سماع وچدہ سماع کے باپ میں ایک قیصلہ کن دستاویز۔ قیمت صرف ٹسراہہ آتے۔

مناسک حج مرا جو تحریر کر دیا ہے قسمت مختصر تریں رکھیے
جس اور مقامات کے بارے میں سمجھنا

تسبیح شاد ولی اللہ در حمد اللہ عزیز

حجۃ الدلایل الفکری کو تاکوں علوم دینیہ یہ شاہ نامہ، نایاب تھا۔ فی حصہ پونے: درود پر رابنگ سوار حضور حادثت کی پرکتاب دنیا بھر میں جھیب چکے ہیں۔

تعریف کے لطائف داسرار پر ایک سچے میں مشہور ہے۔ اُردو ترجمہ مع عربی تیمہت پر روزِ حضور کامل مجلد ۱، پیشہ ۲

الستف کتاب جس سے صوفی کے الدو ماہل کے
کام پر حلقت میں قرآن، مجلس دعائی و دینے کا اعلان ہے۔

"المخلاف" ہے۔ دو حلسوں میں کامل۔ اور دو ترجیح سلیمان۔

شکرانے والوں کی بارے میں ہے تحریر کتاب ہے۔

چاہرہ پر	قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟ جلد
ڈھانی روپے	اسلام کیا ہے؟ "
تین روپے	دین و شریعت "
دور روپے	آپ حج کیسے کریں "
بارہ آنے	مازکی حقیقت غیر مجدد
چھانے	کلمہ کی حقیقت "
چھانے	قادیانیت پر غور کرنیکا سیدھا ہے"
بازہ آنے	برکات رمضان "

علم اللغات

لغات کشوري اردو کی ایک علمی لغت کاغذی
رف نفیہ۔ ساٹ سمات پر
(مجلد نو روپے)

القاموس الجامد اردو سے عربی بنانے عربی سیکھنے
اور لکھنے والوں کے لئے تخفیف نادراہ۔ چھوٹے ۲۷ صفحہ
قیمت مجلد سائٹ روپے

کوکم اللغات فارسی کے چھ ماوراءت اور
الفاظ اردو میں راجح ہیں انکی تشریع
یہ لغت اچھی اردو لکھنے اور بھیجنے میں بہت مددیتی ہے۔
قیمت دور روپے (مجلد ڈھانی روپے)

ماہنامہ آزاد کے چند خاص نمبر

قرآن نمبر مولانا آزاد، علامہ رشید رضا نام، علامہ
جوہر طنطاوی، علامہ موسیٰ جاراللہ
جیسے شہروآفاق تھمارا کی مصایب میں سرکل و لاسور توں
کامنظام ترجیح بھی سیاہ اکبر آبادی کے قلم سے شامل
اشاعت ہے۔ رعایتی قیمت دیڑھ روپے۔

حکمت نمبر اور جہاد، قرآن میں جماعت کی اہمیت
قرآن میں حقوق العباد اور قرآن میں آداب علیسی جیسے اہم متن

اجاشہ مولانا عبداللہ ماجد دریا یادی۔
اس مقبول عام مناجات کا مقام و
مرتبہ کون ہمیں جانتا۔ ہمیں مجلد دو روپے۔

تسابیث لاما آزاد

سائٹ روپے	مجلد
چھ روپے	آزاد کی بھائی خود آزاد کی زبانی "
ڈھانی روپے	قرآن کا فاؤنڈر عدرج وزوال "
چھ روپے	نقش آزاد (خطوط کا جمیع)
چاہرہ روپے	سلطان عورت
"	شگار شافت آزاد
"	مقالات آزاد
"	مصایب آزاد
"	خطبات آزاد
"	شہید علم و اعلان (کربلا)
"	مفوظات آزاد
"	جامع الشواہ
"	مسلمانوں کا راستہ غیر مجدد
"	ولادت نبوی
"	ائزہ المعرفت
"	توں قیصل
"	دھوتی حق
"	تحریک آزادی
"	حمد اگے حق
"	فسانہ بھروسہ صالح
"	آہم آنے
"	حقیقت الصلوۃ
"	حقیقت زکوۃ
"	دان محب کتابوں کو ایک ساقہ منگائے پر ۲۰ روپیہ عایت

تسابیث مولانا احمد ذلول رفیعی

عارف الحدیث مکمل مجلد دو جلد دو روپے آنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہزاد عالم بحرب
کے مکتوپات و معابر دنیا اور عالم کی
کے نام دربار بر سانت کی خطوط و تابع اور معابر دنیا اور عالم کی
حضرتی تشریفات اور اصل خطوط کے فوٹو بھی شامل
ہیں۔ قیمت مواد دوڑ رہی ہے۔

محکمات قرآن کی بعض آیات اور ان کی تفسیروں
پر علامہ عبد اللہ العادی کا عالمانہ تبصرہ
و حجامت۔ قیمت دو روپیے پارہ آئے۔

ایمنہ حقیقت نما اسلام اکبر شاہ خاں جھیلکیانی
نے ان تمام الامات کی مدلل صفاتی میش کی ہے جو منصب
حضرات فاتحین اسلام پر لگاتے رہے ہیں۔ طرز تحریر بعد
دھچک۔ استدلال حکم۔ تقدیم بخط۔ لکھائی چھپائی کھافر
سب بیماری۔ قیمت جنبدارہ روپیے۔

جمهوریت اور غیری تحریکیں پر کتابی اور انہیں
کے بنی انصاب العین کا پختہ میں کیا کیا رکاوٹیں پشتیں میں
اس پر اپنچھے علی اندرا کا تبصرہ۔ مجلہ رائٹھیں میں
لطائف علیہ علام ابن جوزی کی کتب الک دیکھا
کا ترجیح۔ قیمت مجلہ پارہ رہی۔

محزن حکمت اکثر علم حیلائی بر قریب کی یہ کتاب حقیقت
خواستے ہیں۔ اس میں انسان کی تمام بماریوں کے طریق مطلع
ہتھا سکتے ہیں۔ ساتھ ہی بیماریوں کی تشخیص کے لئے صحیح
علامات بھی واضح کی ہیں۔ کسی رخصی میں کسی کسی پر بزر کی ضرورت
ہوتی ہے اور کس طرح اسے دوڑ کیا جا سکتا ہے۔ ۹ روپ کے
اس میں میں چلا۔ حکیم اور اکٹروں کے لئے نظری کتابیں
تقریباً سترہ موصفات پر بھرستے ہوئے ان موصیوں کو دو قسم
حبلہ میں مکمل کر دیا ہے۔ قیمت چھپیں روپیے۔
دو کوئی جلد ملحدہ نہیں دی جا سکتی۔

اویضات کا جمود جنہیں نیک تیری مقاصد کے تحت
چھاپا گیا ہے۔ قیمت مجلہ تین روپیے۔

ادب میں ترقی پسندی ادب میں ترقی پسندی کے
کمی میں اس کی پوسٹ کنڈہ حقیقت فی الاصل وہ کیونزم
ہی کی ایک سازش ہے۔ قیمت مجلہ ایک روپیہ۔

تی دنیا کی جھلکیاں اعد دہائے دور کا القاب
نظام) عکس (اتصادی نظام) عکس (اقتصادی امریج)
ان چاروں میں سے ہر ایک کی قیمت چار آنے ہے۔

مشتشف علوم و فنون

حضرت حبیبین (ترجمہ) ادعاؤں، مناجاتوں، وظیفوں اور
جامع کلام کا مشہور تجوید مجلہ

مقدمہ ابن خلدون یہ کرہ ایک ہے۔ مجلہ پتہ پندرہ روپیے
(مجلہ اعلیٰ شاختہ روپیے)

تحریک اخوان ایمن مصر کی شہپر اسلام پسند
جماعت اخوان ایمن میں جسے

کی رہنماؤں کو چاہیا دیتی گئیں۔ کیا ہے ۹ اس کے
یا معتبر اور فضل جواب حاصل کرنے کیلئے مصر کے محبوسوں
کی یہ قابل اعتماد کتاب طلاق فرمائی تھی جس کا سلیس اردو
ترجمہ سید رضوان علی نے کیا ہے۔ قیمت مجلہ تین روپیے

حمد نبوی کے میان جنگ محمد حبیب اللہ کی
مشہور حقیقت دائر

وہ کتاب و فرشخ اور دیگر زبانوں میں بھی بے شمار تھی ہے۔

عجیب کتاب ہے۔ متعلق نقشے اور تدریز خداون، آنحضرت،
انہدی یا گھر تاریخی مقامات کے جو شیکل فوٹو بھی مسلک میں

قیمت دو روپیہ (مجلہ دو روپیے)۔

حقیقت اجماع اسلامی پر کئے گئے بعض اعزاز افشاں پر
مولانا عامر عثمانی کی مفضل تھیں۔ دش آئے

ستک سرہ مدد میں
سلسلہ
موسم کی
تبددی کے
دنوں میں

صانی

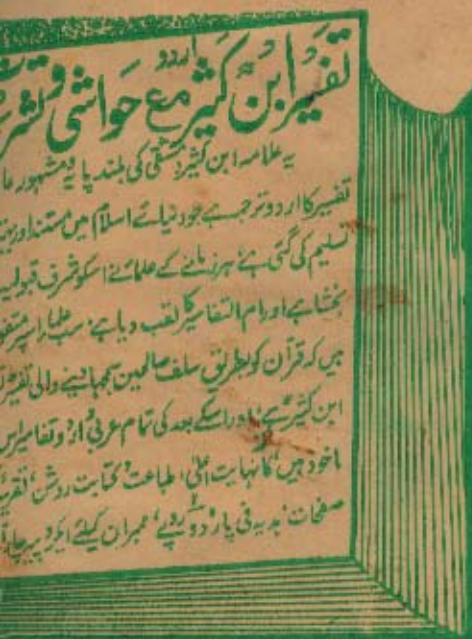
استعمال کیجیے
صانی آپ کو خون کی خرابی سے
پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچائے گی
اور آپ کے نظام عصبی میں توازن
پیدا کر کے آپ کے جسم میں تازہ خون
کی لمبڑی دوڑائے گی۔ معده کے فعل
کو درست کرے گی اور جسم کو چھت
اور پھر تیلابنائے گی۔



دہلی - کاپشور - پٹنہ

دُوئی بُنیٰ اور بُنیٰ پر گرام

مکتبہ فیض القرآن دیوبند نے اشاعت قرآن پاک اور اشاعت علم حدیث کے لئے دو اجرم پر گرام جاری کئے ہیں، وقت کی پابندی کے ساتھ ہر دو گرام کا ہر ماہ ایک یک پارہ شائع ہوتا ہے۔



تفہیم البخاری، میتح و بخاری

بخاری اشریف کی سات ہزار صحیح احادیث کا مسترد اور مسیس اور درجہ اول الحدیثین علیہ ترجیح حادیث اپنی ہی طبقے میں ظرف مرتب کیا گی ہے، جس کو امیر المؤمنین فی الحشاد را عہد الله محمد بن الحسن بخاری نے چل لکھ۔ احادیث تجویزیں سنتی ترقیاتی رسول سال میں مرتب فرمایا ہو، مکمل متن عربی جواہری تحریج کا کام کاغذ ہبایت اعلیٰ، طباعت کی بت روشن تقریباً ۱۰۰ صفحات چڑی بی پاہ میں تردیے، میرزا کیتھ دو روش تقریباً

فیض ممبری

ہر دو گرام میں شرکت کے لئے ایک ایک روپیہ برائے فیض ممبری ارسال فرمائیے،
تفہیم ابن کثیر کا ایک پارہ منگانے پر بیہمہ ایک خرچ داک روپے کی دی۔ پنی ار ہوگی، البتہ ہر ماہ ہر پارے کی پارچ کا پیاس بیکھا منگانے پر بیہمہ ایک خرچ داک خرچ تین روپے کی دی۔ پنی ارسال ہوگی۔
نقشہ ابہتاری کا ایک پارہ منگانے پر بیہمہ ایک خرچ تین روپے کی دی۔ پنی ارسال ہوگی، البتہ ہر ماہ پر یہ
پارچ کا پیاس منگانے پر بارہ روپے کی دی۔ پنی ارسال ہوگی۔
ہر دو گرام کا ایک ایک پارہ منگانے پر بیہمہ ایک خرچ چار روپے پچاس نئے پیسے کی دی۔ پنی روانہ ہوتی ہے:

آج اسی نمبر پیسے اور ممبر بنا گئے

مکتبہ فیض القرآن بیرونی دارالعلوم